UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222673
UNIVERSAL
LIBRARY

صبح خندان

Checked 1975

مصنفہ

شاعر ہمپایہ قدسی و کلیم جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

حسب فرمائش

محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و کارخانہ عطر و پیام یار

۱۸۸۹ء

قومی پریس واقع لکھنؤ چوک مین چھپی

(کل حقوق محفوظ ہین)

قیمت فی جلد ۸ر علاوہ محصول

١١٨٣٧

عمدہ اور جدید کتابین

آئینۂ ایمان

جناب لفتی طالب حسن مرحوم برادر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی نے یہ رسالہ ایمان اور مسائل اعتقادیہ مین نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھا تھا۔ اب انکے انتقال کے بعد چھپا ہے۔ نہایت آسان اور سلیس اردو مین ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس رسالے کو پیش نظر رکھے۔ قیمت فی جلد - - - - - ۲

دیوان صغیر

یہ دیوان حضرت شاہ صغیر مرحوم لکھنوی کا ہے حضرت صغیر رشک مرحوم کے ارشد تلامذہ مین تھے۔ مرحوم نے اپنی بابرکت اور طولانی زندگی صرف شعر و سخن کے نذر کر دی تھی۔ اردو نظم کے لیے غالباً اس سے زیادہ مفید کوئی ترکیب نہین ہے کہ اگلے سخن سنجون کا کلام نئے طبع آزمائی کرنے والے اذکیا کی مدد کے لیے شایع کیا جائے۔ قیمت مع محصول - - - عہ

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دلگداز تاثیر۔ ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر۔ ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ امنگین۔ ایک پاکدامن معشوقہ کا عصمت نما ضبط۔ ہندوستانی مردون کے جنون انگیز ولولون کی انتہا۔ ہماری عورتون کی بے بسی اور پاکدامنی۔ یعنے دلچسپ کا دوسرا حصہ " فرخ اور اسکا عشق " نہایت موثر اور پرجوش اردو مین نازکخیالیون کے نئے نئے پیرائے پیدا کرکے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت فی جلد - - - - ۸

Checked

تعریب الاطفال

یہ رسالہ عربی خوان طلبا کے واسطے اسقدر مفید ہے کہ جسکی تعریف لفظون مین ممکن نہین۔ صرف اسکو پڑھا دیجیے اور عربی عبارت لکھنے اور سمجھنے کی لیاقت موجود۔ قیمت مع محصول - - - - - ۲

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ قیمت فی جلد - - - - - ۲

البرٹ بل

یہ ڈراما جو دراصل ہندوستان کی پہلی پولیٹیکل اردو تصنیف ہے ضرور اس قابل ہے کہ ہر مہذب ہاتھ مین اور ہر شخص کی میز پر اسکی ایک کاپی ہو۔ قیمت فی جلد ۸ جن کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل۔ لیکن منی آرڈر کی فیس یعنی ۲ کے ٹکٹ فرمایش کے ساتھ بھیجنا چاہیے ورنہ تعمیل ممکن نہین ؎

المشتہر مہتمم پیام یار۔ لکھنؤ چوک۔

پیام یار

(اردو شاعری اور نظم کا اکیلا ہمدرد)

جذبات کا دریا۔ خیالات کا چشمہ۔ مشاق کا تقتل۔ معشوقانہ ادائون کا البم۔ یعنی وہ اچھوتا صحیفہ جسمین خاص خدا کے پاس سے نازل ہوئے الہامات فراہم کیے جاتے ہین۔ یا وہ سچا سانچہ جسکو ملک نے زبان اردو کی حسن و خوبی کی پہچاننے کا حکمی پیمانہ تسلیم کر لیا ہے۔ وہی جسے پیام یار کہتے ہین۔ قیمت عام سے ایک روپیہ سالانہ مع محصول۔ رؤسا سے پانچ روپیہ سالانہ بغیر وصول قیمت سالانہ پیشگی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہین ہوتا ایک نمبر بطور نمونہ ۲۔ وصول ہونے پر۔ قومی پریس لکھنؤ چوک سے ماہوار نہایت حسن و خوبی سے شایع ہوتا ہے۔ درخواستین مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار لکھنؤ کے نام آنا چاہیین ؎

إِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَةً وَ إِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعہ سحر البیان مثنوی لاجواب و نور افشاں یا معنی

صبح ازل

جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی نتیجۂ افکار

حسب فرمایش خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و مہتمم پیام یار

قومی پریس لکھنؤ چوک میں چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خبردار ہو اے دل مست حال
نوید سخن دے رہا ہے خیال

امنگین طبیعت مین کچھ اور ہین
ارادے نئے ہین نئے طور ہین

روان قلزم نکتہ دانی ہے آج
زبان موج بحر معانی ہے آج

تصور اٹھاتا ہے پھر ناز فکر
دل و جان ہین ہمراز دمساز فکر

یہ مفہوم ہوتا ہے ادراک سے
کچھ ایما ہے پھر ایزد پاک سے

کیے جسنے پیدا بصد آب و تاب
زمین و فلک ذرہ و آفتاب

ہویدا کیے پھر ماضی و حال
شب و روز شام و سحر ماہ و سال

بنایا عجب یہ طلسم جہان
کہ پنہان عیان ہے عیان ہے نہان

سوا دیکھنے کے خبر کچھ نہین
نظر مین ہے سب کچھ مگر کچھ نہین

چھپا ایسا سمجھا نہ انس و جان
کہ جس طرح آنکھون سے پتلی نہان

دو عالم کا رزاق مطلق ہے وہ
یہ جتنے ہین باطل ہین برحق ہے وہ

خدائی اسی کو سزاوار ہے
سوا اسکے جو کچھ ہے بیکار ہے

یہ جو کچھ ہے پیش نظر جلوہ گر
نہان چشم بینا سے ہے جس قدر

تمام اسنے قدرت سے پیدا کیے
حجاب عدم سے ہویدا کیے

نہ بیٹا نہ بیٹی نہ مان باپ ہے
ہمیشہ سے وہ آپ ہی آپ ہے

اُسے حاجتِ یار و ہمدم نہین
کوئی راز سے اُسکے محرم نہین

مظاہر ہین اُسکے درون و برون
تصوّر سے افزون گمان سے فزون

تبسّم لبِ غنچۂ گل مین ہے
نمک شورِ فریادِ بلبل مین ہے

دلون مین خلش ہے نالش ہین فزا
لبون مین فغان ہے فغان مین صدا

کیا ہر طرف جلوہ افروز باغ
چمن مین گلِ لالہ لالہ مین داغ

دمِ کن کیے خلق نزدیک و دور
فلک پر ستارے ستارون مین نور

دلون مین غمِ عشق پیدا کیا
گلون پر عنادل کو شیدا کیا

خموشی کی لذت لبِ گل کو دی
تمنائے فریادِ بلبل کو دی

دکھا کر رخِ شمع کاشانہ کو
جلایا دل و جانِ پروانہ کو

دلِ قیس محزون کو پُرخون کیا
محبت مین لیلےٰ کی مجنون کیا

جفا عشق شیرین مین ایجاد کی
گئی رائگان جان فرہاد کی

روان جستجو مین کیا آب کو
بھرایا تمنا مین گرداب کو

حبابِ لبِ آبجو دمبدم
اُسی کی محبت کا بھرتا ہے دم

اُسی کی ہوا مین بڑھا اضطراب
رگِ نبضِ بسمل بنی موجِ آب

صدف کو گہر آب گوہر کو دی
حقیقت مین کیا چیز پتھّر کو دی

عطا کی تڑپ برقِ بیتاب کو
کیا خلق بے چین سیماب کو

چھپایا شرر سینۂ سنگ مین
بھرا سوزِ الفت دلِ تنگ مین

جدا وہم سے اُسکے اسرار ہین
یہان فہم و ادراک بیکار ہین

خرد کو خدا تک رسائی نہین
جہان تک خرد ہے خدائی نہین

پس پردۂ غیب سے دمبدم
دکھاتا ہے عالم کو ہست و عدم

شرارون سے بھرتا ہے وہ سنگ کو
اوڑاتا ہے بے بال و پر رنگ کو

کوئی فعل حکمت سے خالی نہین
وہان دخل ہرزہ خیالی نہین

گدا کی نہ پروا نہ غم شاہ کا
وہان رتبہ کیا ذلت و جاہ کا

بجا ہے جو کوئی تمنا نہین
سوا عاجزی کے وہان کیا نہین

کرون اُسکے اسرارِ حکمت بیان
مرے نطق مین اتنی قدرت کہان

بیان اختصار بیان چاہیے
سکوت آشنائے زبان چاہیے

صواب اسجگہہ عذر تقصیر ہے
خموشی ہم آواز تقریر ہے

اُٹھاتا ہون ہاتھ اب دعا کے لیے
کہین دوست آمین خدا کے لیے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی مین صدقے تری شان کے
ادھر بھی اشارے ہون احسان کے

عطا کر کوئی دل سزاوار عشق
ہو اخواہ غم نازبردار عشق

اُٹھاتا رہے بیوفاؤن کے ناز
نہو بے نیازون سے خود بے نیاز

اُلجھتا رہے زلف خم دار سے
پٹکتا رہے سر کو دیوار سے

خفا نام سے شادمانی کے ہو
تصدق غم جاودانی کے ہو

نہ گھبرائے تکلیف ایام سے
بگڑتا رہے نام آرام سے

ہو اخواہ زلف پریشان رہے
شہید غم سینہ ریشان رہے

نہ دیکھے کبھی شکل آسودگی
رہے خاک پامال فرسودگی

عزیز آشنا دوست سے تنگ ہو
تسلی اُسے طعنۂ ننگ ہو

سرشک جگر رنگ رویا کرے
لہو سے رُخ زرد دھویا کرے

نہ راضی ہو گل سے نہ خوش باغ سے
بہاتا رہے سوزش داغ سے

رضا جوے نامہربانی رہے
دعاگوے آشفتہ جانی رہے

بگولے کا انداز پیدا کرے
ہمیشہ طواف آپ اپنا کرے

شرر جس طرح ہو رگ سنگ مین
رہے عمر بھر سینۂ تنگ مین

دم مرگ تک مے پرستی کرے
کنار لحد مین بھی مستی کرے

کبھی غم الم بیکسی کا نہ ہو
ترا ہو کے ہرگز کسی کا نہ ہو

چراغ حرم شمع بتخانہ ہو
فروغ دل خویش و بیگانہ ہو

رہے حسرت جاہ وحشمت سے دور
ہمیشہ رکھے اسباب نخوت سے دور

نہ لیجا کسی اہل دنیا کے پاس
یونہین رہنے دے ہمدم درد و یاس

وہ حاجت نہ دے جس سے ہو کر حزین
بخیلون کی دیکھون مین چین جبین

جُدا جس گھڑی جسم سے جان ہو
رفیق رہ مرگ ایمان ہو

دمِ فتنۂ پرسشِ خیر و شر
خیال اسقدر یا الٰہی رہے
بھروسا نہ طاعت نہ اخلاص پر
وہ بد عہد ہون سست پیمان ہون مین
کہانتک کرون عذر مین روسیاہ
مین توبہ سے ہون پاک دشوار ہے
اسی وجہ سے اے خداوندگار
کرم کو ترے سُنکے آیا ہون مین
رہون یاس و حسرت مین کبتک تباہ
کہان جاؤن اس در سے منہ موڑ کر
مجھے اور کس سے سروکار ہے
کیا ہست خاکِ عدم سے مجھے
کسی کا نہ مین گردِ احسان ہوا
مرادون سے اپنی رہا کامیاب
مقابل دمِ عہدِ پیری ہے اب
بنا سنگ ہون ناتوانی سے مین
نہ جنبش سے مطلب نہ آرام سے
گھٹین قوتین ناتوانی بڑھی
شب و روز ہین ضعفِ پیری کے زور
تو اسوقت مین بھی مددگار ہو
یہی ہے ترے فضل سے آرزو
سوا اس درِ جم حشم شاہ کے
نہ لیجا کسی کے درِ فیض پر
تپش دل مین عشقِ پیمبر کی نے
مجھے نقشِ پامالِ حیدرؓ بنا

بدولت گناہون کے رسوا نہ کر
نہون مین اگر روسیاہی رہے
نظر ہے فقط رحمتِ خاص پر
کہ توبہ سے اپنی پشیمان ہون مین
کہ ہر دم کے ہین ساتھ لاکھون گناہ
یہ ابرِ کرم کا ترے کا رہے
درِ فیض پر منفعل شرمسار
تقاضاے اُمید لایا ہون مین
اِدھر بھی کریمانہ کوئی نگاہ
ملون کس سے یا رب تجھے چھوڑ کر
مرا کون حامی مددگار ہے
دیا تو نے سب کچھ کرم سے مجھے
نہ شرمندۂ داغِ احسان ہوا
دکھاتی رہی کامرانی شباب
زمانِ غمِ ناگزیری ہے اب
گرانبار ہون زندگانی سے مین
تھکے دست و پا اپنے ہر کام سے
اجل سے ہے کچھ زندگانی بڑھی
مجھے تکیہ ہے خشتِ بالین گور
مرا تو ہی دلسوز و غمخوار ہو
نہون مین زمانے مین بے آبرو
خدیوِ ملک خو فلک جاہ کے
کہین خم سرِ جبہہ فرسا نہ کر
جگر تشنگیِ شاہِ کوثر کے دے
غبارِ رہِ آلِ حیدرؓ بنا

دمِ حشر اُٹھوں بسترِ خاک سے　　لپٹ کر سرِ دامنِ پاک سے

نعت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم

سنبھل اے زبانِ عقیدت بیان
محبت سے لبریز سینہ ہے آج
تمنا مین ہے روشنی نور کی
دہن مین مزے آبِ کوثر کے ہین
محمدؐ کہ جنکی بدولت جہان
نہ ہوتے عدم سے جو وہ جلوہ گر
اُنھین کی بدولت ہے سارا جہان
فضائل ہین کونین مین جس قدر
شرافت مین بےمثل آفاق سے
یگانہ تواضع مدارات مین
تعلّی سے طبعِ معلّے نفور
ہمیشہ فلک بر سرِ اعتبار
صحابہ سے ملتے محبت کے ساتھ
مروّت سخاوت خداداد تھی
سلیمان اورنگ شرعِ متین
جدھر جنگ مین چمکی تیغِ جہاد
جو اعجاز دیکھے نئے رنگ کے
دو عالم مین وہ دادگر بادشاہ
اُنھین علمِ ظاہر کی حاجت نتھی
زبان دان تھے اقلیمِ توحید کے
مفسّر کتابِ الٰہی کے تھے

مؤدّب ہوا اے کلکِ گوہرفشان
نفس گرد راہِ مدینہ ہے آج
چمکتی ہے بجلی یہان طور کی
لبِ ترشنا گو پیمبرؐ کے ہین
ہوا نیست سے ہست ہوکر عیان
زمین و فلک کچھ نہ آتے نظر
اُنھین کے ہی صدقے مین کون و مکان
ہوے ختم سب آپ کی ذات پر
گرانمایہ اخلاق و اشفاق سے
گرامی زمانے سے ہر بات مین
نہ دل مین تکلّف نہ سر مین غرور
مگر صورتِ عکس بہ خاکسار
عزیزون سے پیش آتے عزّت کی ساتھ
کرم کی ہزارون طرح یاد تھی
نگین نبوّت کے نقشِ مبین
ہوئی ظلمتِ کفر روشن سواد
زمین پر گرے ڈر سے بُت سنگ کے
پناہِ جہان تھے جہانِ پناہ
نقوشِ قلم کی ضرورت نتھی
ادا فہم اسرارِ تفرید کے
مخاطب خطابِ الٰہی کے تھے

جو ممکن نتھا علم کونین مین ۔ پڑھا مکتبِ قابَ قوسین مین
سرِ ہو بھی جسپر وہ ظاہر کیا ۔ علومِ دو عالم سے ماہر کیا
حجابِ زمین وزمان اُٹھ گیا ۔ سراپردۂ این وآن اُٹھ گیا
ہوے محرمِ رمز واسرارِ عشق ۔ بنے بندۂ شاہِ سرکارِ عشق
خودی سے جدا ہوکے مثلِ حباب ۔ ہوے غرقِ بحرِ حقیقت شتاب
زبانِ گہرسنج وگوش وبصر ۔ ہوے حق بیان حق شنو حق نگر
شہِ مرسلان آپ کا یہ غلام ۔ جگر خستہ ناکام تسلیم نام
سبب کیا جو د زات پُر اضطراب ۔ ابھی تک ہے ہندوستان مین خراب
جُدا ہے درِ روضۂ پاک سے ۔ پشیمان ہے شوقِ طربناک سے
خفا روز وشب زندگانی سے ہے ۔ دل آزردہ آشفتہ جانی سے ہے
اسیرِ بلا ہے چھُڑا لیجیے ۔ مدینے مین اپنے بُلا لیجیے
وہان آکے حسرت زدہ دور سے ۔ ملے چشمِ تر خاک پُر نور سے
ہجومِ تمنا مین شوریدہ سر ۔ پھرے گرد روضے کے شام وسحر
تقاضاے بیتابیِ ذوق سے ۔ نکالے تمناے دل شوق سے
ادب سے کھڑا ہوکے پیشِ مزار ۔ کرے عرض بیتابیِ جانِ زار
پڑھے دمبدم روکے خونِ جگر ۔ درود آپ پر آپ کی آل پر
صحابہ سے اخلاص ظاہر کرے ۔ عقیدت سے آگاہ وماہر کرے

مدح ہلال رکاب انجم خدم صاحب طبل وعلم عالیجناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر والی رامپور

خبر لے مری ساقیِ شوخ وشنگ ۔ کہ آیا ہون پرہیزگاری سے تنگ
جھکا شیشۂ بادہ بھر جلد جام ۔ غمِ پندِ واعظ کو میرا اسلام
پلا کوئی دم ساغرِ مُل مجھے ۔ سنا خندۂ شورِ قلقل مجھے
دمِ جوش اُٹھا کرین کاغذ قلم ۔ لکھون مدح شاہنشہِ جم حشم
فلک رتبہ کلب علیخان جسے ۔ کرین بندگی مہر ومہ دور سے
مقابل ہو جو اُس سے بدخواہ جاہ ۔ نظر آئے مثلِ سیہ روسیاہ

جو ہو منتقل نطفۂ بدسگال
اگر کھینچے شمشیر روزِ مصاف
زمانے مین تھے اُسکے جتنے عدو
مٹا کر دمِ تیغ سے جا بجا
یہ بخشش نے اُسکی دکھایا کمال
ہمیشہ کفِ جود کے روبرو
وفورِ سخاوت سے آئی نظر
مٹے ریزشِ سیم و زر سے تمام
فلک در پر آتا ہے امیدوار
نہین کام کچھہ اُسکو جز کارِ عدل
متاعِ ستم بسکہ نایاب ہے
نشان تک نہین رسمِ بیداد کا
وفورِ طرب ہے یہان اسقدر
درِ فیض ہے مرجعِ خاص و عام
ہجومِ تمنا نہین اسقدر
اگر دیکھہ لے جلوۂ حسنِ پاک
جبین سے عیان شوکتِ خسروی
لکھے ہین جو قسمت مین عشرت کے روز
ہر اک علم کے نکتہ ہائے نہان
خصوصًا فنِ شعر مین وہ کمال
اگر دیکھتا یہ سخن گستری
سراپا ہے اعجاز فن کے لیے
کسی مین یہ شیوا زبانی کہان
سنے گر یہ مضمون زیرِ زمین
دمِ دید نظارہ دیوانہ ہے

قضا بطنِ مادر مین دے گوشمال
نظر آئے دشمن سے میدان صاف
ہوے چاک مدفن مین صرفِ رفو
قضا نے کیا شکرِ فرصت ادا
کہ تنخالہ لب ہے حرفِ سوال
کرے کو تہی دامنِ آرزو
ہوس تا گلو غرقِ آبِ گہر
خطوطِ کفِ دستِ ہر خاص و عام
لیے ہر سحر کاسۂ زرنگار
شب و روز ہے گرم بازارِ عدل
کتان پنبۂ داغِ مہتاب ہے
فقط نام سنتے ہین فریاد کا
کہ رکھتا ہے نغمہ کا نالہ اثر
شب و روز ہے خلق کا اژدحام
کہ جا کر پھر آئے سلامت نظر
گریبانِ صبحِ قیامت ہو چاک
بشکلِ دعائے ضعیفان قوی
مزے رہتے ہین صرفِ دولت کے روز
زبان پر بدیہی کی صورت عیان
نہ ہمپایہ قدسی نہ ہمسر کمال
نہ منہ کھولتا شرم سے انوری
مسیحا ہے گویا سخن کے لیے
میسر یہ جادو بیانی کہان
ظہوری کہے آفرین آفرین
ہر اک بیت گویا پریخانہ ہے

خدا نے دیا ہے وہ جاہ وحشم
تحیر مین ہے دیکھ کر جسکو جم

یہ سامان حاصل نہ قیصر کو تھا
میسر نہ خاقان و سنجر کو تھا

یہان جمع کامل جو کثرت سے ہین
فقط قدر دانی حضرت سے ہین

ہر اک فن کے استاد عالی گہر
دعا گو ہے دولت ہین شام و سحر

کرون مدحت شاہ قدسی خصال
مری کیا حقیقت مری کیا مجال

نہ ارباب لفظ و معانی سے مین
نہ واقف رہ نکتہ دانی سے مین

نہ مین نظم مین قابل اعتبار
نہ شعر و سخن کو مرے کچھ وقار

غبار رہ خاکساری ہون مین
خس کوے بے اعتباری ہون مین

زبان دان ہون لیکن بریدہ زبان
خموشی کے پردے مین جادو بیان

بس اے خامہ کر مختصر یہ سخن
زیادہ نہین خوب اظہار فن

مجھے نسبت شعر کیا چاہیے
دعا گو ہون مجکو دعا چاہیے

الٰہی ہے گلشن مین جبتک چمن
چمن مین ہین جبتک گل و یاسمن

سمن مین ہے جس روز تک رنگ و بو
پریشان جب تک ہے بو چار سو

ہمیشہ یہ سلطان نازک دماغ
رہے گلشن دہر مین باغ باغ

برنگ گل و غنچہ و یاسمن
رہے خرم و تازہ و خندہ زن

عدو کا پریدہ رہے رنگ رو
پریشان پھرے مثل بو چار سو

آغاز داستان

سر شام ساقی نہین لطف خواب
اٹھا لا ذرا شیشہ ساغر شراب

چلے دور ٹھہرے دل ناصبور
طبیعت کو لائے مزے مین سرور

لبون کو دم فکر گویا کرون
خموشی مین کچھ بات پیدا کرون

سناؤن کہن قصہ احباب کو
کرون یاد بھولے ہوے خواب کو

کہ تھا سرزمین یمن مین کہین
کوئی صاحب تخت و تاج و نگین

جہاندار اس شاہ کا نام تھا
ستم سوز فرخندہ انجام تھا

جہان عدل سے اسکے تھا باغ باغ
بجھا سکتی صرصر نہ گل کا چراغ

نہ دارا تھا ہمسر زر و مال مین
فلک مہربان بخت دمساز تھا
کہین جور بے اعتدالان نتھا
صراحی تھی سرگوشی جام مین
فراغت مسرت خوشی عام تھی
بہت شاد رہتا دل شاد سے
یہ اندھیر تھا وہ شہِ خوش نہاد
اسی غم سے عشرت فراموش تھا
یہی واسطہ دلفگاری کا تھا
ہوا ایک دن اسقدر پُر ملال
طبیعت سوِ جوشِ غم آگئی
سرشکِ جگر رنگ بہنے لگا
کہ افسوس ابتک تمنائے دل
نہ پیش آئی تقدیر احسان سے
دمِ چند ضایع کرین کیون یہان
یہ مانا کہ ہم اور کچھ دن جیے
بہت جلوہ افروز شاہی رہے
علم ہو کہ ہو تخت و تاج و نگین
تمنا ہے چندے سفر کیجیے
کہین صورتِ نقشِ پا بیٹھ کر
بلایا وزیرِ خردکار کو
بیان کی جفا دورِ ایام کی
خلش اُسنے سُن اُسکے تقدیر کی
کہا اے شہنشاہِ عالم پناہ
بسر ہو گئی زندگانی مری

سکندر نہ ہمپایہ اقبال مین
سلاطینِ عالم مین ممتاز تھا
جرس کے سوا کوئی نالان نتھا
غمِ ہوش تھا فکرِ انجام مین
مصیبت مری طرح ناکام تھی
مگر داغ تھا داغِ اولاد سے
نرکھتا تھا روشن چراغِ مراد
اسی سے مصیبت ہم آغوش تھا
یہی کچھ سبب آہ وزاری کا تھا
کہ آیا نظر ہیچ سب ملک و مال
اوداسی سی رُخسار پر چھاگئی
تہِ لب یہ حسرت سے کہنے لگا
رہے سینے مین بنکے دل جائے دل
پشیمان رہی اپنے ارمان سے
امیدِ بسر وقتِ پیری کہان
پھر آخر یہ سامان کسکے لیے
بہت سرخوشِ کجکلاہی رہے
کسی شی کی اب ہمکو پروا نہین
فقیرون مین کچھ دن بسر کیجیے
کرین زندگی یادِ حق مین بسر
کہا اُس سے حالِ دلِ زار کو
کہی داستان بختِ ناکام کی
جگر خستگی اپنی تقدیر کی
اسی درد و غم مین ہون مین بھی تباہ
کٹی رائگان نوجوانی مری

میسّر نہین ہے جو نورِ نگاہ
مناسب جو تدبیر ہو کیجیے
بجا لاؤن گا شرط خدمت تمام
غرض دونون پروردۂ دردو یا
شب و روز مانندِ عمرِ روان
رفاقت مین تکلیف آوارگی
نہ امید تسکین دل آہ سے
سرِ آبلہ وقفِ پامال تھا
زبس ناز پروردہ شاہی کے تھے
سفر کی مصیبت سے تنگ آ گئے
تحمل طبیعت سے جاتا رہا
پھرے مدتون جب وہ شوریدہ سر
کہون حال کیا اُس بیابان کا
نہ سبزہ نہ سایہ نہ کوئی شجر
جہنم اثر گرمیٔ آفتاب
شفق گون حرارت سے رنگِ غبار
سرِ جادہ تھا اسقدر برق دم
فزون شعلے سے دھوپ آتش فشان
اِنھین دیکھ کر یون اسیرِ بلا
چلے دو قدم جب وہ تفتہ جگر
نہ باقی رہی طاقتِ ضبطِ آب
کیا تن سے تاب و توان نے سفر
پھرا کر نظر ہوش رخصت ہوا
نہ غمخوار کوئی نہ ہمدم رہا
بہت اُسنے تدبیر آرام کی

زمانہ ہے میری نظر مین سیاہ
رفاقت مین لیکن مجھے لیجیے
غلامی مین حاضر رہونگا مدام
روانہ ہوئے شہر سے بے ہراس
چلے جانبِ دشت بے خانمان
دعاگوئے مقصود بیچارگی
تسلّی نہ فریادِ جانکاہ سے
دگرگون ہر اک حال مین حال تھا
اُٹھائے نہ صدمے تباہی کے تھے
غم و غصہ دونون جگر کھا گئے
ارادے پر افسوس آتا رہا
ہوئے ایک میدان مین جلوہ گر
نمونہ قیامت کے میدان کا
ہر اک سمت غولِ بیابان کا ڈر
جگر طائرانِ ہوا کا کباب
چمکتی ہوئی ریگ مثلِ شرار
بگولے نہ رکھتے زمین پر قدم
ہوا پر مزاجِ پری کا گمان
اجل نے کہا مرحبا مرحبا
ہوا تشنہ جانی کا پیدا اثر
گرا خاک پر شاہِ عالیجناب
ہوا ہمنفس اضطرابِ جگر
غش آکر شریکِ مصیبت ہوا
فقط ساتھ دستورِ اعظم رہا
نہ کاوش گئی بختِ ناکام کی

پھرا حد سے افزون پئے آبجو
ولیکن نصیبون سے جز چشم تر
یہ دل تفتہ پانی کے ارمان مین
قضارا کسی سمت کچھ جانور
ہوا صاف باور کہ تالاب ہے
بڑھا اُسطرف کو بصد آرزو
یہ پہونچا سفر کرکے جسدم وہان
یہ دیکھا کہ دامن مین کہسار کے
کہین سنبلستان کہین لالہ زار
ہراک سمت ہے موجِ سبزہ کا جوش
جدھر دیکھیے عالمِ نور ہے
روان مثلِ کوثر ہے اک آبجو
سراپا ہے چشمِ تمنا حباب
حبابون کے نیچے لیے دوش پر
لبِ نہر اک قصر ہے نور کا
منقش ستون کلکِ بہزاد سے
کرے دیکھ کر حسن دیوار و در
بچھے فرش و قالین ہین دالان مین
ولیکن بایں شان و شوکت کہین
بنا دیکھ کر بت یہ نیرنگ وہ
کہ اتنے مین یاد آگئی شاہ کی
شتابی صراحی مین کچھ بھر کے آب
برنگِ صبا آن کی آن مین
لگا دی صراحی لبِ شاہ سے
ہوا جبکہ سیراب وہ تشنہ جان

بہت کی بیابان مین جستجو
کہین کوئی چشمہ نہ آیا نظر
چلا پھر اُسی خشک میدان مین
اسے گرم پرواز آئے نظر
مقرر اِدھر چشمۂ آب ہے
لیے ہاتھ مین اپنے جام و سبو
نظر آئین قدرت کی نیرنگیان
تماشے ہین جنت کے گلزار کے
بندھا ہر طرف ہے طلسمِ بہار
زمین ہے گل و لالہ سے سرخ پوش
ہراک نخلِ نخلِ سرِ طور ہے
کرین حضرتِ خضر جسمین وضو
بھنور مین ہین تقدیر کے پیچ و تاب
ہراک موج سرگرم راہِ سفر
لگا جسمین ہر سنگ ہے طور کا
تراشے ہوے دستِ فرہاد کے
نظر چشمِ موسیٰ کا پیدا اثر
تکلف ہے ہر ایک ایوان مین
مکین کا پتا نام کو بھی نہین
کھڑا رہ گیا صورتِ سنگ وہ
اجازت تحیر سے لی راہ کی
پھرا جانبِ شاہِ عالیجناب
ہوا آکے داخل بیابان مین
وہ پانی پلایا بڑی چاہ سے
تعجب سے پوچھا کہ اے مہربان

کہان سے تو لایا یہ آبِ بقا — تجھے چشمۂ خضر کیونکر ملا
کہا کیا کہون طرفہ ہے داستان — ذرا دیکھیے آپ چلکر وہان
غرض کہہ کے مضمونِ دلخواہ کو — سرِ چشمہ لایا شہنشاہ کو
وہ عالم ہوا جلوہ بخشِ نظر — کہ دل سے گئے باغ شاہی اُتر
ہوا شکلِ تصویر گم کردہ ہوش — بنا مثلِ آئینہ حیرت فروش
تحیّر کے عالم مین ناگہہ نگاہ — پھری سوے قصرِ فلک بارگاہ
تمنا نے پیدا کیے ولولے — بڑھے آگے بڑھ چلنے کے حوصلے
قریب آکے آخر شہِ نامدار — ہوا مائل سیرِ نقش و نگار
تمنا سو جھانے لگی شوق کو — کچھ ایسا کرو پھرکے جانا نہ ہو
نظر صورتِ کودکِ بےخبر — مچلنے لگی نقشِ دیوار پر
پھراتی تھی حسرت انھین چارسو — دکھاتی تھی سیرِ مکان آرزو
کبھی سوے ایوان کبھی سوے بام — خرامان تھے ہر سمت یہ شادکام
کہ اتنے مین آئی انھین یہ صدا — کہ اے میہمانانِ خوانِ گدا
نہ پھرنا یہان بے سبب چاہیے — مقام ادب ہے ادب چاہیے
بہت کر چکے سیر دیوانگی — کہان تک ارادون سے بیگانگی
ادھر بھی قدم رنجہ فرمائیے — بس اب جانبِ مدعا آئیے
یہ سُن سُن کے اسطرح آوازِ غیب — ہوے حیرت و خوف سے سر بجیب
کہ یارب یہ کیا حرفِ گفتار ہے — گدا کون کسکا یہ گھر بار ہے
یہان کون کسکے ہین مہمان ہم — بزرگانہ کسکے ہین لطف و کرم
کسے حال سے ہے ہمارے خبر — عنایت کی ہم پر ہے کسکی نظر
عیان ہین سراسر نشانِ طلسم — مقرر ہے کوئی مکانِ طلسم
اگرچہ ہوا وسوسہ سدِّ راہ — ولیکن بڑھے اور دستورِ شاہ
یہ آئی نظر قدرتِ ذوالجلال — کہ اک مرد درویش صاحب کمال
دو عالم کو دل سے بھلائے ہوے — خدا کی طرف لو لگائے ہوے
دلِ آگاہ کشف و کرامات سے — خبر اولیا کے مقامات سے

تحیر مین شاہانہ اک تخت پر — سلیمان کی طرح سے ہا جلوہ گر
ریاضت سے مانند جسم شال — فقط رہ گیا ہے گمان یا خیال
ضرورت کو ہی بہر ستر بدن — گلے مین پڑا صندلی پیرہن
تجلّی حق سے رُخِ پاک پر — زمین پر ہے خود دل ہے افلاک پر
سکوت آشنا حسب معمول ہے — تماشائے باطن مین مشغول ہے
ادب سے وزیر وشہ نیکبخت — کھڑے ہو رہے جاکے نزدیک تخت
بھر آیا قلق سے دلِ پُر ملال — یہ اُسوقت دونون کو گذرا خیال
کہ قسمت یہانتک تو لائی ہمین — جو کچھ پیش آنی تھی آئی ہمین
خدا جانے اب اور ہوتا ہے کیا — ابھی ہے نصیبون مین کیا کیا لکھا
یہی دل مین کہتے تھے شاہ ووزیر — کہ فارغ ہوا مرد روشن ضمیر
اُٹھایا گریبان سے اپنا سر — پڑی انپر اُس پاک بین کی نظر
یہ دونون جھکے رسم تسلیم کو — اُٹھا وہ خدادوست تعظیم کو
لگاکر گلے سے بصد آرزو وہ — بٹھایا انھین تخت پر روبرو
نہایت محبت سے پوچھا فراج — کہا کسکو دے آئے تم تخت وتاج
خفا کیون ہوئے دولت وجاہ سے — بنے تم گدا کسلیے شاہ سے
اگر فقر کا دل طلبگار ہے — تو ناحق ہے۔ بیجا ہے۔ بیکار ہے
خدا نے جو عالم ہویدا کیا — تمھین بہر انصاف پیدا کیا
رعایا کی دن رات رکھو خبر — رہو ظلم وبیداد سے پُر حذر
رہِ فقر وتسلیم دشوار ہے — یہان پھول تک صورتِ خار ہے
نہ دشمن بنو عیش وآرام کے — ارادے یہ طفلانہ کس کام کے
سوا اسکے مطلب اگر اور ہے — کہو بندہ حاضر ہر طور ہے
جو کچھ ہو سکے اُسمین شرکت کرون — گوارا دل وجان سے محنت کرون
کہا شاہ نے کیا کہین رازِ دل — کہ روشن ہے خود آپ پر رازِ دل
ابھی تک تمنا سے اولاد مین — بسر ہوتی ہے آہ وفریاد مین
یہی داغ ہے اور یہی ہے الم — سوا اسکے کوئی نہین ہمکو غم

اگر آپ ہمت ذرا کیجیے
کبھی وقت فرصت دعا کیجیے

عجب کیا خداوند شام و سحر
عنایت کرے ہمکو نورِ نظر

کہا اُسنے یہ سُنکے جاؤ اودھر
لگا ہے وہان سیب کا اک شجر

مرے پاس لے آؤ ایک ایک پھل
کہ پڑھ دون پے حمل کوئی عمل

اُسی دم وزیرِ شہِ خوشخصال
گئے شاد و خندان قریبِ نہال

بجا لائے ارشاد درویش کو
نہ تھا دخل جسمین کم و بیش کو

پھلون پر وہ پیرِ مبارک قدم
دعا کوئی پڑھ پڑھ کے کرتا تھا دم

قضارا اُسے شاہ کے سیب پر
کہین اِک سیہ داغ آیا نظر

اُسے دیکھتے ہی گدا شاہ سے
یہ کہنے لگا حسرت و آہ سے

تمھین وہ مِلا ہے نصیبون سے پھل
کہ پیدا ہین جس سے ہزارون خلل

ابھی سے مصیبت کا اظہار ہے
نشانِ خرابی نمودار ہے

کہا شہ نے کیا ہوکے پیدا پسر
کرے گا جہان سے شتابی سفر

نحوست سے طالع کی یا دہر مین
پھرے خستہ و خوار ہر شہر مین

نہو بہرہ ور بخت و اقبال سے
کرے زندگانی بُرے حال سے

ہرا کدم بھرے تیرہ بختی کا دم
نہو صاحب فوج و طبل و علم

شہنشاہ سے سُنکے الفاظِ یاس
ہوا حرف زن مردِ ایزد شناس

زبان روکیے حرف بدفال سے
خبر کیا تمھین نیک و بد حال سے

یہ فرزند جم جاہ و فرخ شیم
رہے تاج و اقبال سے محترم

ہمیشہ تہِ چرخ نیلوفری
کرے عمر مین خضر سے ہمسری

یہانتک ہو لشکر کش و سخت گیر
گنے رستم و گیو کو زالِ پیر

کوئی دہر مین اسکا ہمسر نہو
اگر ہو یہ دارا سکندر نہو

مگر ہے عیان خطِ تقدیر سے
رہے شوق زلفِ گرہ گیر سے

لگاوٹ حسینون سے کرتا رہے
محبت مین دن رات مرتا رہے

مصیبت کو سمجھے یہ آرام دل
بکالے محبت سے ہر کام دل

جگر پر کہین کھائے الفت کا داغ
نہو جس سے پھر زندگی بھر فراغ

نہو کوئی تدبیر تدبیر سے
بگڑ جاے بن بنکے تقدیر سے

مقرر اسے زیرِ چرخِ بلند
کہین سیر دریا سے پہونچے گزند

حفاظت مین سولہ برس تک مدام
رہو مستعد روز و شب صبح و شام

نظر بند رکھو برابر اسے
نکلنے نہ دو گھر سے باہر اسے

یہ مدت کٹے خیر سے جو کہین
تو پھر عمر بھر کوئی خطرہ نہین

اسی طرح اُسنے سخنہاے چند
کیے بادشہ سے بیان مثل پند

کہا دے کے پھل ہاتھ مین شاہ کے
حوالے کیا تم کو اللہ کے

توقف مناسب نہین اب یہان
سدھارو سوے قصرِ جنت نشان

محل مین لیے ساتھ جانا اسے
شبِ وصل کھانا کھلانا اسے

بر آئین گی اس سے امیدین تمام
ہمیشہ رکھے گا خدا شادکام

یہ سنکر ہم دونون رخصت ہوے
قدم بوس پیرِ طریقت ہوے

چلے اپنے گھر کی طرف شاد شاد
لیے ہاتھ مین سیبِ نخلِ مراد

جہاندار کا گھر پھر آنا میوۂ مراد ہمراہ لانا

پلا ایسی مے آج ساقی مجھے
کہ فانی نظر آئے باقی مجھے

رہون پارسا مے پرستی مین بھی
کرون ہوش کی بات مستی مین بھی

لکھون یاوری بختِ بیدار کی
کرون نظم آمد جہاندار کی

سُنا ہے کہ جب وہ غریب الوطن
ہوے جلوہ بخشِ سوادِ یمن

اوڑی شہر مین چارسو یہ خبر
نویدِ مسرت ہوئی مشتہر

نکل کر گھرون سے صغیر و کبیر
چلے بہرِ دیدار شاہ و وزیر

یکایک وہ خورشید پُر نور سے
نظر آئے میدان مین دور سے

جمالِ مبارک ہوا جلوہ گر
تصدق نگاہین ہوئین دوڑ کر

ہوا چارسو غل وہ آتے ہین شاہ
بڑھی دیکھنے کو رعیت سپاہ

روا رو وہ جسوقت آئے قریب
گلے سے ملے بڑھ کے خویش و قریب

پسِ التماسِ ثناؤ دعا
امیرون نے جھک جھک کے مجرا کیا

وہان سے ارا کین دولت کے ساتھ
چلا عزت و شان و شوکت کے ساتھ

لٹاتے ہوے راہ مین سیم و زر
ہوا آ کے ایوان مین جلوہ گر

دیا حکم شہ نے پئے بار عام
ہوا ہر طرف خلق کا ازدحام

بھر رات تک نذر لیتا رہا
زمانے کو انعام دیتا رہا

رہا جلوہ گر سامنے ساز رقص
دکھاتا رہا نغمہ اعجاز رقص

ہوئی جبکہ رخصت وہ خلقت تمام
محل مین گیا شاہ عالی مقام

جب اُس قصر مین شہ نے رکھا قدم
یہ دیکھا کہ ہر اک ہے تصویر غم

مصیبت کا ہر سمت اظہار ہے
جسے دیکھیے نقش دیوار ہے

لگاوٹ کسی مین نہ شوخی نہ ساز
نہ عشوہ نہ غمزہ نہ انداز ناز

خوشی کے عوض دل مین ہر ماہ کے
بھرے حوصلے نالہ و آہ کے

غم و درد محنت سے دل کامیاب
پریشان راحت تمنا خراب

وہ اگلی صفائے عمارت نہین
جو دیکھا تو پردون مین حالت نہین

نہ بستہ منقش نہ دیوار و در
مکانون مین آسیب سائے کا ڈر

وہ گھر جو کہ تھا عیش و عشرت کا باب
ہوا صورت بیت پر کن خراب

خیابان گلشن مین آیا نظر
ہوا خواہ باد خزان ہر شجر

چمن خشک و بے آب بہاے جو
عوض گل کے کانٹے اُگے چار سو

نہ جوبن سمن پر نہ گل پر بہار
نہ فریاد قمری نہ صوت ہزار

گیا ترک باد صبائے چمن
ہوئی نکہت گل غریب الوطن

یہ احوال گلشن زبون ہو گیا
کہ گلچین نے دیکھا جنون ہو گیا

غرض دیکھتے شاہ باغ و مکان
گئے رہتی تھی خاص بیگم جہان

یہ دیکھا کہ وہ شکل تصویر غم
ابھی تک ہے پابند زنجیر غم

گیا تھا اکیلے جہان چھوڑ کر
وہین بیٹھی روتی ہے وہ نوحہ گر

پڑی بادشہ پر نظر جس گھڑی
اٹھی شوق مین ضعف سے گر پڑی

کہا ہاے اب مجھ مین طاقت کہان
وہ دل وہ جگر وہ طبیعت کہان

کرون کس کی تعظیم کس کا ادب
یہ جو کچھ ہوا سب اُنھین کے سبب

شہنشاہ نے عشق کے جوش مین — اسے لے لیا بڑھ کے آغوش مین
کہا لو ہوا فضل اللہ کا — گیا وقت ناکامی و آہ کا
ہوا دل حصولِ تمنا سے شاد — بر آئی ہماری تمھاری مراد
سفر کر کے لائے این یہ سیب ہم — دعا ہو اولاد اسپر ہے دم
ہمین تم اسے وقت پر کھائین گے — جو کچھ آرزو دل مین ہے پائین گے
یہ کہہ کر گئے دونون حمام کو — کیا گرد سے صاف اندام کو
وہان سے پہنکر لباسِ زری — چلے صورت زہرہ و مشتری
اسی گھر مین آکر بصد عز و شان — کیا سیب ہر ایک نے نوش جان
خوشی کی پھر آپسمین باتین ہوئین — حصولِ مطالب کی گھاتین ہوئین
تمنائین باہم ہوئین بے حجاب — ہوئین حسرتین دل کی جلکر کباب
دکھانے لگا شوق بیباکیان — ہوس نے اشارہ کیا شہ کو ہان
بڑھا جوش مین شیشۂ آرزو — ہوا حلقۂ جام طوقِ گلو
بڑی دیر تک جوشِ مستی رہا — بہت گرم شہوت پرستی رہا
مئے وصل کا جب ہوا نشہ تیز — ہوے دونون مستِ ہوس قطرہ ریز
دکھایا دعائے گدا نے اثر — ہوئی بانو بادشہ بارور
اسی شب کو دستورِ شاہِ جہان — ہوا وصل ہمخوابہ سے شادمان
خدائے دو عالم نے امداد کی — اسے بھی ہوئی آس اولاد کی
تمامی مسرت کے امیدوار — اسی دن سے کرنے لگے دن شمار
شب و روز محلون مین رہنے لگے — بہم قصۂ عیش کہنے لگے
دعاؤن سے وہ دن جب آیا قریب — بہت خوش ہوئی بانوِ خوش نصیب
گئی شاد و خندان شہنشہ کے پاس — کہا آپ سے ایک ہے التماس
اگر آپ ارشاد فرمائیے — اجازت سے دل شاد فرمائیے
تو اک لطف کی بات پیدا کرین — نئی رسمِ الفت ہویدا کرین
بلائین دل آرام دستور کو — یہین رکھین اس غیرتِ حور کو
بہم مل کے تم سیب لائے ہو دو — ولادت اسی گھر مین دونونکی ہو

اسی قصر مین وہ رہین جلوہ گر
یہ سُنکر کہا شاہِ جمجاہ نے
نہایت مناسب بہت خوب ہے
سواری تزک سے وہان بھیجکر
اجازت یہ لے کر شہنشاہ سے
کہ تو جا وزیرِ ممالک کے گھر
کہ بہتر توقف نہین زینہار
اُٹھو ساتھ میرے چلو شاد شاد
یہ سُنتے ہی بیگم سے وہ گلعذار
پہونچکر محل مین بسانِ نظر
کہا اب نہ تاخیر فرمایئے
انھین جلبین جو درکار ہون
کہا آپنے چلتی ہون جلدی ہے کیا
مری اِسمین عزت ہے توقیر ہے
یہ کہکر وہ رشکِ بہارِ چمن
ذرا دیکھ تو ہے صنوبر کہان
سمن رُخ کھڑی کر رہی ہے تو کیا
یہ سن سُنکے دوڑین کنیزین تمام
کہون کیا مین اُن سبکے حسن و شباب
ہر اِک اپنے انداز مین بیمثال
غضب سحر و افسونگری یاد تھی
کوئی اُٹھکے دوڑی کسی کام کو
کہین سے کوئی آئی دالان مین
دھلا کر کوئی ہاتھ مُنہ ناز سے
کوئی آکے گیسو بنانے لگی

یہین پرورش پائین شام و سحر
سو جھائی نئی بات اللہ نے
بدل ہمکو یہ بات مطلوب ہے
اِسی دَم بُلا لو اُنھین اپنے گھر
کہا ایک ہمراز دلخواہ سے
یہ کر اُسکی بیگم کو جلدی خبر
منگاؤ سواری ابھی ہو سوار
کیا ہے شہنشاہ بیگم نے یاد
روانہ ہوئی مثلِ بادِ بہار
کیا عرض پیغام فرحت اثر
سواری اِسی وقت منگوائیے
اُنھین دیجیے حکم تیار ہون
تھین اضطراب آج بی بی ہے کیا
مجھے وہ بُلائین یہ تقدیر ہے
ادا سے پکاری کہ اے دل لگن
اُٹھا لائے پوشاک کی کشتیان
دھلا ہاتھ منہ آفتابہ اُٹھا
کیا آکے ہر ایک نے اژدحام
کوئی ماہِ تابان کوئی آفتاب
بلا کی ادائین قیامت کی چال
جو تھی سامری کی بھی اُستاد تھی
کسی نے خبر کی دلارام کو
کوئی کہہ گئی آکے کچھ کان مین
کھڑی ہو رہی حُسن انداز سے
کوئی سرمہ کاجل لگانے لگی

کسی نے کیے بند محرم کے چست ۔ کسی نے کیا چُنکے دامن درست
غرض ہر طرح جب سنوارا اُسے ۔ مکلف ہوے حسن آرا اُسے
کہ واری تھین اب ہے کیا انتظار ۔ سواری لگی ہے چلو ہو سوار
یہ سُنکر بُتِ شوخ و طناز سے ۔ اُٹھی وہ بلائے جہان ناز سے
جلیسین کئی تھین جو رشکِ بہار ۔ ہوئی اُنکو ہمراہ لے کر سوار
اُٹھایا کہارون نے سکھپال کو ۔ ہوا اوجِ اقبالِ اقبال کو
صدا دی نقیبون نے اے بے نیاز ۔ رہے عمر و دولت ہمیشہ دراز
خواصین ہوئین باری باری سوار ۔ چلین آگے پیچھے رتھین بے شمار
سواری مین شاہانہ سارا جلوس ۔ زمین پر گمانِ جبینِ عروس
سوِ قصرِ سلطان سواری چلی ۔ چمن کو نسیمِ بہاری چلی
جلو مین چپ و راست اقبال جاہ ۔ پس و پیش کوسون ہجومِ سپاہ
سوارون سے روئے فلک پر غبار ۔ زمین پر پیادون کی صدہا قطار
جب آئی سواری بصد کر و فر ۔ قریبِ مکانِ شہِ دادگر
بڑھے آگے نواب ناظر شتاب ۔ لیے چند خواجہ سرا ہمرکاب
وہان سے وہ کرتے ہوے انتظام ۔ چلے آگے آگے بصد احتشام
درِ قصرِ شاہِ فلک جاہ پر ۔ رُکے سب کے سب بڑھ کے مثلِ نظر
رتھین آگے پیچھے ٹھہرنے لگین ۔ انیسین جلیسین اُترنے لگین
کوئی گرمِ رفتار سو ناز سے ۔ کوئی مست گھنگرو کی آواز سے
دکھاتی کھڑی آڑی ہیکل کوئی ۔ سنبھالے دوپٹے کے آنچل کوئی
خواصون کا جدم اُتارا ہوا ۔ وہ خانہ پریخانہ سارا ہوا
نزاکت سے آخر کو وہ سیمبر ۔ پکاری ارے کیا کھڑی ہو اُدھر
محافے کے نزدیک آئے کوئی ۔ سواری کا پردہ اُٹھائے کوئی
خواصون نے دے کر سہارا اُسے ۔ بڑی آرزو سے اُتارا اُسے
یہان سے انیسون جلیسون کے ساتھ ۔ چلی ناز سے ہاتھ مین دے کے ہاتھ
ہوئی قطع جس وقت کچھ دور راہ ۔ پڑی بانو شہ کی اِس پر نگاہ

ادب سے کیا اُسنے جھک کر سلام
ہوئین سرنگون پھر خواصین تمام

لبِ فرش آکر گلے سے ملی
بیان سب کیے اپنے رازِ دلی

اُسے لاکے ہمراہ ایوان مین
بٹھایا مقابل کے دالان مین

تواضع مدارات جب ہوچکی
کہا اِسلیے تمکو تکلیف دی

کہ چندے بہم مل کے یکجا رہین
سُنین کچھ تمھاری کچھ اپنی کہین

یہین دو نون پیدا ہون نورِ نظر
یہین ماہ و خورشید ہون جلوہ گر

یہین جملہ رسمِ زچہ خانہ ہو
یہین صحبتِ جشنِ شاہانہ ہو

یہین عیش و عشرت کرو آج سے
تکلف کو رخصت کرو آج سے

غرض اُسنے جو جو کہا سامنے
کیا سب قبول اِس خوش انجام نے

پیدا ہونا شاہزادۂ مہ جبین و وزیرزادہ وفادار کا بزم عیش و طرب آراستہ کرنا جہاندار کا

بہت سوچکا ساقیِ مست ناز
ذرا کھول تو دیدۂ نیم باز

اُٹھا کر زمین سے سرِ پُرخمار
نظر کر تماشاے لیل و نہار

زمانے نے کچھ اور بدلا ہے رنگ
خوشی کی اُمنگین ہین عشرت کے ڈھنگ

کوئی دم گلابی مین دے بھر کے پھول
کھلین شاخِ نخلِ تمنا کے پھول

شگفتہ گُلِ زندگانی ہو آج
ثمر بخش باغِ جوانی ہو آج

رقم ہے کہ جسدن وہ سروِ روان
ہوئی بانوِ شاہ کی میہمان

ہنسی دل لگی کے سوا شام سے
نہ تھا کام اُسکو کسی کام سے

یکایک اُسی شب کو پچھلے پہر
نمایان ہوا دردِ زِہ کا اثر

اُسی وقت کرتے ہوے انتظام
ہوئین دائیان آکے حاضر تمام

اُنھون نے بہت کین عرق ریزیان
مگر محنتین سب گئین رائگان

وہ شب درد و غم مین بسر ہوگئی
بڑی مشکلون سے سحر ہوگئی

کنارِ فلک مین چھپا ماہتاب
نمایان ہوا شرق سے آفتاب

ہوا ساعتِ مشتری کا عمل
سفر کر کے میزان مین آیا زحل

محل مین اوڑی ہر طرف یہ خبر — کہ پیدا ہوئے دونون شمس و قمر
نہ ممکن ہوا ضبط اک ماہ سے — نوید طلب عرض کی شاہ سے
کہا اے خداوند روئے زمین — مبارک ہو شہزادہ مہ جبین
درخشندہ مہرِ دل آرا ہوا — ضعیفی کا پیدا سہارا ہوا
یہ سنتے ہی دستور و شاہِ جہان — نہایت ہوے خرم و شادمان
دلون سے کیے شکر احسان کے — کہا واہ صدقے تری شان کے
الگ سب سے ہین کبریائی کے بھید — وگرنہ کہان ہم کہان یہ امید
سلامی کی پھر توپین چلنے لگین — خوشی کی صدائین نکلنے لگین
ہوئی یہ خبر پھر تو مشہورِ عام — رعایا برایا ہوئی شادکام
یہ عالم خوشی سے ہوا دہر مین — کہ گھر گھر بجین نوبتین شہر مین
جو ذی رتبہ نوکر تھے سرکار مین — وہ حاضر ہوے آکے دربار مین
پس نذر خلعت پہن کر پھرے — لٹاتے ہوے سیم و زر گھر پھرے
ہوئی ختم جب رسم نذر و نیاز — لیے اپنے سازون کو ارباب ساز
بڑھے آگے دیتے ہوے سب دعا — سلامت مبارک کا اک غل ہوا
ہزارون فسون ناز و رشکِ پری — سکھائین جو زہرہ کو افسون گری
سمن بو گل اندام غنچہ دہن — سراپا برنگِ بہارِ چمن
شراب جوانی سے مخمور سب — مئے حسن کے نشہ سے چور سب
ہر اک سمت گانے بجانے لگین — غضب کی ادائین دکھانے لگین
اٹھانے لگین ہاتھ انداز سے — بلانے لگین فتنہ کو ناز سے
کلائی کو لچکا کے ہر دلربا — دکھانے لگی شاخِ گل کی ادا
کبھی ٹھوکرون سے وہ مستِ غرور — کچلتین سرِ غم کو سب کے حضور
کبھی رکھ کے ہاتھون کو زیرِ کمر — کھڑی تکتین حیرت سے دیوار و در
کبھی سسکیان لیتین بیتاب سی — کبھی صاف اوڑ جاتین سیماب سی
کبھی بیٹھتین آکے سب روبرو — جلاتا جگر شعلۂ آرزو
اشارات ابرو قیامت کے تھے — کرشمے بلا غمزے آفت کے تھے

کہون کیا دلِ اہلِ مجلس کا حال
نکلتا نہ منہ سے کسی کے سخن
کوئی وجد مین آ کے بیہوش تھا
غرض نقشِ دیوار تھا ہر بشر
یہی لطف تھا ہر طرف آشکار
کئی روز جشنِ ولادت رہا
کہ اتنے مین آیا چھٹی کا جو روز
محل مین گئے اُٹھ کے شاہ و وزیر
عجب رنگ آیا وہان کا نظر
یہ دیکھا کہ ہر سمت ہے جاے عیش
خواصین عروسانہ پہنے لباس
کہین بزمِ عشرت ہے آراستہ
کہین قہقہہ دل لگی راگ رنگ
کہین عشوہ غمزہ اشارہ کہین
یہ نیرنگ بزمِ طرب دیکھ کر
زبس مائلِ عیش پایا اُنھین
جو تھین بیگمین چھپنے والی وہان
خواصین پری چہرہ و ماہرو
محل مین جو تھین گائنین دلربا
بندھا ہر طرف رقص کا یہ سماں
یونہین دیر تک ایک عالم رہا
ہوا روے خورشید کا رنگ فق
ہوا سے نشیمن مین ہر جا نور
ستارے ہوے جلوہ آراے شب
زچہ پاس آ کر کئی ماہرو

نظر محوِ صورت جگر وقفِ حال
ہر اک مثلِ غنچہ تھا پنبہ دہن
کوئی شکلِ تصویرِ خاموش تھا
تھا اپنی ہستی سے مطلق خبر
وہان طائفون کا تھا کچھ شمار
ہجومِ نشاط و مسرت رہا
دوبالا ہوئی دولت دلفروز
بجا لائے مجرا صغیر و کبیر
کہ صدقے ہوا شوقِ دل دور کر
تمنا ہے ہنگامہ آراے عیش
زچہ خانے کے پھرتی ہین آس پاس
کہین ہین حسینانِ نوخاستہ
کہین مطرب و نغمہ و ساز و چنگ
کہین ناز و لطفِ نظارہ کہین
ہوا شاد و خرم شہِ دادگر
وہین ہمدمون نے بٹھایا اُنھین
ہوئین جا کے بارہ دری مین نہان
ادب سے کھڑی ہو رہین چارسو
کیا ناچ نے اُنکے محشر بپا
کہ فتنہ ہوا پائبوسِ بتان
قریب آ گئی شام دن کم رہا
چمن زارِ گردون مین پھولی شفق
ہوا گرم پرواز سوے شجر
بنا ماہ داغِ سویداے شب
یہ ہنس ہنس کے کرنے لگین گفتگو

مبارک یہی وقت ہے رات کا
تمھین انتظار اب ہے کس بات کا

چلو اٹھو تم دونون دالان سے
ستارے دکھلائین میدان سے

یہ کہہ کر قضا بہ بصد آب و تاب
جبین پر افشان سے باندھا شتاب

زر و سیم و الماس و لعل و گہر
کیے زیب اعضا بصد کرّ و فر

عروسانہ پہنا کے رنگین لباس
سنوارا دولھن کی طرح بیقیاس

وہ دونون پریزادون کی شان سے
چلین صحن کو اٹھ کے دالان سے

دوپٹے کا آنچل اٹھائے ہوے
بسر زیرِ دامن چھپائے ہوے

نقاہت عیان رنگِ رخسار سے
نزاکت نمودار رفتار سے

حسینانِ عالم فراہم تمام
انیسون جلیسون کا سب انتظام

لیے ہاتھ مین تیغِ عریان کوئی
سرون پر کیے ظلِ قرآن کوئی

لِایلاف پڑھتی کوئی حور زاد
کوئی کرتی دم آیتِ اِن یکاد

اسیطرح وہ سب بہارِ چمن
ہوئین صحن مین آکے پرتو فگن

انیسون کے جھرمٹ مین باصد حیا
دیے رخ سے دونون نے گھونگھٹ اٹھا

ادا سے سوئے آسمان دیکھ کر
پھرین شاد و خندان وہ رشکِ قمر

خوشی سے ہر اک آن کی آن مین
ہوئی رونق افروز دالان مین

حصولِ تمنائے راحت کے بعد
نویدِ مبارک سلامت کے بعد

جو کچھ رسمین ہوتی ہین اس رات مین
ادا سب نے کین بات کی بات مین

گئی عیش و عشرت مین وہ شب گذر
ہوئی سمت خاور سے پیدا سحر

بھرا ساقیِ آسمان نے شتاب
مئے نور سے ساغرِ آفتاب

ہوائے صبوحی مین ہر بادہ خوار
ہوا چارہ سازِ بلائے خمار

وہ شہزادہ تھا بسکہ زیبا حسین
تو نام اسکا رکھا گیا مہ جبین

ہوا ابن دستور والا گہر
وفادار کے نام سے مشتہر

فراغت ہوئی جب جہاندار کو
محل سے گیا اٹھ کے دربار کو

یہان دونون بہ غیرتِ مہر و ماہ
رہے زیبِ دامان نوزنگاہ

نمو دیدہ افروز ہونے لگی
ترقی شب و روز ہونے لگی

ہر اک دم بشکل امیدِ پدر
رہے روز ارمان کے جوش مین
پڑی بعد چندے گرہ سال کی
وہ جب دم سوا دو برس کے ہوے
ہوئی شیر دایہ سے نفرت انھین
پھر آخر دکھایا خدا نے وہ دن
پدر نے پسِ حمد و شکرِ خدا
عطارد کی ساعت تھی فرخندہ فال
بٹھا کر محبت سے پیشِ نظر
کیا زیبِ تن خلعتِ زرفشان
نہ پہونچائے تا چشم بد بین گزند
چپ و راست آتا و دا ساتھ ساتھ
برنگ نسیمِ ریاضِ ارم
ہجومِ عمائد مین اعیان مین
قریب اپنے بٹھلا کے اولاد کو
وہ پہلے سے حاضر تھے سب جابجا
چپ و راست ہر علم و فن کے ادیب
کہا شاہ نے لو پڑھاؤ انھین
یہ سنکر وہ اربابِ علم و ہنر
دلون سے پڑھانے لکھانے لگے
یہ مشہور سچ قول استاد ہے
رہے چند مدت جو مصروف کار
کوئی علم ایسا بچا ہر نتھا
خصوصاً وہ نورِ نگاہِ وزیر
جواہر تراشی مین استاد تھا

نمائش کی بالیدگی پر نظر
کبھی مہد مین گاہ آغوش مین
ترقی ہوئی عمر و اقبال کی
ذرا دست و پا اپنے بس کے ہوے
خوش آئی نہ یہ کہنہ عادت انھین
کہ مکتب کے قابل ہوے انکے سن
پئے جشنِ مکتب ارادہ کیا
محل مین گیا شاہ نیکو خصال
سلاطین کے طور و دستور پر
ضیا بخش سر تاج گوہر فشان
محبت سے پہنائے تعویذ چند
لیے پیار سے ہاتھ مین اپنے ہاتھ
برآمد ہوا شاہِ حاتم کرم
ہوا داخل اک اور ایوان مین
کہا لاؤ ہر فن کے استاد کو
یہ سنتے ہی ہر اک نے مجرا کیا
ادب سے قرینے سے بیٹھے قریب
جو سیکھا ہو تمنے سکھاؤ انھین
ہوئے مستعد انکی تعلیم پر
جو تھا حرف مطلب بتانے لگے
کہ اچھی طبیعت خدا داد ہے
ہوے دونون علامۂ روزگار
کہ انمین کوئی اس سے باہر نتھا
ہوا اور بھی بے بدل بے نظیر
جو کہیے مصور تو بہزاد تھا

غرض جبکہ پڑھ لکھ کے قابل ہوے — زمانے مین مشہور کامل ہوے
پدر کی نگاہون مین وہ پُرتمیز — سراپا ہوے شکل یوسف عزیز
فراست مین پیدا کیا اعتبار — ریاست کا کرنے لگے کاروبار
نہ آگاہ تھے رنج کے نام سے — بسر کرتے تھے عیش و آرام سے

شکارگاہ کو شہزادے کا جانا وقت مراجعت لبِ دریا آنا وہان ایک شہزادی پر عاشق ہونا جدائی مین صبر و آرام کھونا

بطِ مے اُٹھا ساقیِ گلعذار — کہ شہبازِ معنی ہو میرا شکار
ہو نشئے مین صید افگنی کا فکر — بچھاؤن بیابان مین دامِ فکر
جنون کہہ رہا ہے کہ صحرا کو چل — تقاضاے وحشت سے گھر سے نکل
طبیعت ہے مائل سوِ کوہسار — بھری دل مین ہے آرزوے شکار
تصور سے لے کر اجازت یہان — ہوا خامہ یون ہمدمِ داستان
کہ اک روز شہزادۂ مہ جبین — ہوا خود بخود دل مین اندوہگین
پریشان مانند خوشبو ہوا — دلِ آشفتہ ہمرنگِ گیسو ہوا
شکیبائی و عقل و ہوش و قرار — ہوے دفعۃً پابوسِ فرار
غم و غصہ سے گرم صحبت ہوئی — خوشی سے مسرت سے نفرت ہوئی
خموشی ہوئی محرمِ رازِ دل — ہوا پائمالِ جنون نازِ دل
تحیر کے عالم مین چُپ ہو گیا — یہ پایا گیا آپ سے کھو گیا
شہنشہ نے حال اُسکا دیکھ کر — کہا کیون مکدر ہو جانِ پدر
بتاؤ مجھے برہمی کا سبب — ہوئی کسلیے چشم تر خشک لب
ہوا رنگ چہرے کا کافور کیون — چراغِ جوانی ہے بے نور کیون
کہا خیر ہے کچھ نہین غم مجھے — سمجھیے نہ زنہار برہم مجھے
نہ دل پر قلق ہے نہ کوئی ملال — مگر ہان یہ آتا ہے اکثر خیال
کہ ہے آجکل گھر سے نفرت مجھے — ستاتا ہے سوداے وحشت مجھے
بلا خیز جوشِ جنون ہے مرا — جگر آج لبریز خون ہے مرا

یہی چاہتا ہے دل پُر غبار — کہین کھیلیے چلکے دو دن شکار
بہل جائے شاید طبیعت وہان — نکلجائے دل کی کدورت وہان
سنا شہ نے جب قصہ مہ جبین — کہا یہ کوئی امر مشکل نہین
کبھی کوئی مانع ہمارا نہ تھا — کسی کو یہ صدمہ گوارا نہ تھا
نہ تھی احتیاج اسمین تدبیر کی — عبث آج تک تمنے تاخیر کی
یہ بیکار کا رنج تمکو ہوا — چلو خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
خدا نے جو چاہا توکل صبحدم — سوِ دشت جانا یہ جاہ و حشم
یہ فرما کے تسکین دل بادشاہ — ہوئے رونق افزا سوِ بارگاہ
طلب کر کے دستور کو وقت شب — کہا حال فرزند دلخواہ سب
کہ اس طرح ہے مرضی مہ جبین — کہا عذر اسمین مناسب نہین
شہان را ضرورست مشق شکار — کہ آید پئے صید دلہا بکار
یہ کہہ کر وزیر خجستہ شعار — ہوا سوے دولت سرا رہ سپار
جہاندار اٹھکر محل مین گیا — یہ سب حال بیگم سے اپنی کہا
وہ سُن سُنکے کچھ خوش ہوئی کچھ ملول — کہا خیر کرتی ہون مین بھی قبول
اُسی دم سے ہر دل مین فکرِ سفر — ہوئی صورتِ آرزو رخنہ گر
سپاہی تھے جو نوجوان و درست — سواری شکاری مین چالاک و چست
وہ تکنے لگے شب سے روے سحر — یہ حسرت کہ ہو صبح باندھین کمر
سواری کے گھوڑے ہوے انتخاب — پسندِ نظر مثل حسن شباب
اگر نام مہمیز سن پائین وہ — حدودِ ابد سے نکل جائین وہ
خیالِ سمند سے بھی زود سیر — صبا چھو سکے گرد انکی نہ طیر
تصور تھکے اولین گام مین — جو وہ چین مین ہو تو یہ شام مین
گھڑی دو گھڑی بعد خدام نے — سب اسباب چن چن دیا سامنے
یہ سامان جب ہو چکا بے کہے — تھکے ماندے کچھ دیر سب سو رہے
انھین نیند آئی جو بیدار تھے — وہ غافل ہوے جو کہ ہشیار تھے
کیا اسقدر خواب نے ازدحام — بنے شکلِ تصویرِ بیجان تمام

زبس ظلمتِ شب تھی دامن فشان
زمانے مین باندھی تھی ایسی ہوا
ادھر مہ جبین کو یہ تھا اضطراب
بلا ہوگیا صبح کا انتظار
امیدِ سحر مین وہ بیٹھا ہوا
زبان پر رہا شکوۂ طولِ شب
قضا را پکارا فلک پر خروس
قوی پنجہ شہبازِ انجم شکار
اٹھا مہ جبین بسترِ خواب سے
اُسی عالمِ بدمزاجی مین دل
تمنائے صحرا مین دم بھر کے بعد
پسِ پشت مان باپ آئے نظر
کہا شاہ نے لو چلو ہو سوار
نہین دھوپ کی جانِ نازک کو تاب
طبیعت سے ہے ازبس نزاکت پسند
یہ سنکر سخن مہ جبین شاہ سے
کہ لا اشتیان جلد پوشاک کی
یہ کہنا وہان گرد فادار ہو
یہ سنتے ہی وہ ہمدمِ غمگسار
وفادار سے کہکے پیغام کو
رفیقِ سفر سب فراہم ہوئے
شہنشہ نے پہنا کے خلعت انھین
محل سے نکل کر ہوئے وہ سوار
نقیب و سوار و ملازم تمام
دورویہ سوارانِ گلگون قبا
بندھی سر سے سیلی زرہ زیبِ تن

ستارے تھے خالِ رخِ آسمان
سیاہی نہ ہوتی قلم سے جدا
کہ شب بھر رہین آنکھین محرومِ خواب
نہ مژگان سے مژگان ہوئے ہمکنار
سوِ مطلعِ مہر دیکھا کیا
سحر ہوگی یارب نصیبون سے کب
جگانے لگا خلق کو شورِ کوس
ہوا مینۂ شرق سے آشکار
جھکے لوگ مجرے کو آداب سے
رہا دیر تک مضطرب مضمحل
اٹھا وہ بلند اختر و نیک سعد
گیا خم پئے شوق پابوس سے
یہی وقت ہے خوب بہرِ شکار
غضب لائیگی گرمیِ آفتاب
کہین دھوپ لو سے نہ پہنچے گزند
ہوا حسبِ فرمان اک ہوا خواہ سے
خوشی کر دل و جانِ غمناک کی
کہ پھر سفر جلد طیار ہو
گیا تیز مانندِ برق و شرار
لے آیا قباہائے گلفام کو
زمین بوسی کے واسطے خم ہوئے
گیا جانبِ دشت رخصت انھین
چلے دیکھتے سیر شہر و دیار
بڑھے آگے کرتے ہوئے اہتمام
پریزاد گھوڑے حریفِ صبا
بلا کی سج دھج غضب بانکپن

یہان تک ہوا ازدحام سپاہ — حجابِ فلک بنگئی گرد راہ
لیئے ساتھ سامان صید و شکار — ہوئے داخلِ دامنِ کوہسار
کیا واشدِ دل نے پیدا اثر — عجب عالمِ لطف آیا نظر
کہ روے زمین کا ہے سبزہ نقاب — دکھاتا ہے جوبن ہجوم سحاب
پہاڑون سے آتی ہے ٹھنڈی ہوا — لبھاتی ہے دل کو وہان کی فضا
گل و لالہ سے دشت ہے شعلہ زار — زمینِ بیابان ہے باغ و بہار
کہین خندہ پیدا لبِ گل سے ہے — کہین تر زمین اشک بلبل سے ہے
کہین طفل غنچہ ہے محو سبق — لیئے ہاتھ مین بوستان کا ورق
کہین صورتِ دیدۂ اشکبار — پہاڑون سے ہے موجزن آبشار
دد و دام صحرا و حوش و طیور — پر افشان خرامان ہین نزدیک و دور
سنی کوس شاہی کی آواز جب — ہوئے مائلِ صحبت و پرواز سب
سرِ ہودجِ فیل سے مہ جبین — ہوا جلوہ افروز بالاے زین
کمر ہمت کی عزم جولان کیا — دد و دام پر تنگ میدان کیا
ہزارون سیہ گوش آہو پلنگ — ہوئے کشتۂ تیغ و تیر و تفنگ
جو وحشت مین وحشی گریزان ہوے — خدنگون سے پہلو نیستان ہوے
تھی اتنے ترکش کیے صید پر — بنا خار پشت ایک اک جانور
پریخانہ صحرا پرِ تیر سے — شفق گون زمین خون نخچیر سے
پرندے نہو سکتے تھے پرفشان — بنا چنگلِ باز ہر آشیان
نہ گنجشک جانبر نہ تیہو ہوا — بیابان سب عالمِ ہو ہوا
نہ باقی رہا کوئی طائر وہان — مگر نام کو ایک زاغ کمان
نظر آئے تو دے جو نخچیر کے — اوڑے رنگ مرغانِ تصویر کے
ہر اک سمت شہزادۂ نوجوان — رہا دوپہر صید افگن وہان
ہوا دھوپ سے سخت آشفتہ حال — پھرا گھر کیجانب قریب زوال
بہت دیر جب جادہ فرسا ہوا — گذر ایک دریا پر اسکا ہوا
قدمبوس آکر ہوئی موج آب — بنا دیدۂ آرزو ہر حباب

تصور مین گرد اُسکے پرکار وار | پھرا آکے گرداب بے اختیار
ٹھہر کر دمِ چند وہ تفتہ جان | ہوا مائلِ سیرِ آبِ روان ؎
تمنا اسیرِ بلا ہو گئی ؎ | ہر اک موج زنجیرِ پا ہو گئی
ہوا لطفِ دریا سے جو شادکام | کیا شاہزادے نے اُسدن مقام
کہ و مہ لبِ آب یکجا ہوے | ہر اک کے لیے خیمے برپا ہوے
کیا زیبِ میدان پئے مہ جبین ؎ | سراپردہ مانند چرخِ برین
ہوا نصب بنگیرۂ لاجواب | دو عالم مین نکلے نہ جسکا جواب
جڑاؤ چھپرکھٹ پری کرسیان | ہر اک بارگہ ابرِ گوہر فشان
بچھا کر لبِ آب تک عمدہ فرش ؎ | زمین کو کیا غیرت افزاے عرش
وفادار و شہزادۂ مہ جبین ؎ | ہوئے آکے دونون مربع نشین ؎
بکاول نے جلدی سے خاصہ چنا | کیا نوش مرغوب دل جو ہوا
غذا جس گھڑی روح پرور ہوئی | تمنا سے آرام بستر ہوئی ؎
کیا آکے خلوت مین دونون نے خواب | دیا دل کو ہوش و خرد نے جواب
دمِ چند مشغول راحت ہوئے ؎ | ہم آغوشِ محبوبِ غفلت ہوے
عیان جب ہوا دہر مین قربِ شام | کیا مہ نے دور اپنا تمام
اُٹھے سو کے وہ دونون بیدار بخت | ہوئے جلوہ افروز بالاے تخت
چپ و راست ہر سمت خدام نے | بچھا دین کئی کرسیان سامنے
اراکین دولت بصد کرّ و فر ؎ | برابر برابر ہوئے جلوہ گر
نگاہین پئے سیر دریا بڑھین ؎ | تمنائین بہرِ تماشا بڑھین ؎
نظر آئی آنکھون کو ہر موجِ آب | سبک خیز و آمادۂ اضطراب
حبابون مین جلوے بھرے نور کے | مگر سنگریزے تھے سب طور کے
یہ نیرنگ پیشِ نظر تھا یہان ؎ | نیا رنگ لایا فلک ناگہان
کہ شہزادہ بیٹھا لبِ آب تھا | تماشائے موج و گرداب تھا ؎
اُسے بیٹھے بیٹھے یہ آیا نظر ؎ | کہ دریا سے ہے کوئی شی جلوہ گر
ہوا سے دھوئین کی طرح ہر زمان | بلندی گرا ہے سوے آسمان ؎

لگا ہو تمین مثلِ شرر یک بیک
کہا دیکھو تو کیا ہے یہ آشکار
چمکتا ہے تھمتا ہے کیا مثلِ برق
یہ سنتے ہی جتنے تھے پیر و جوان
ہمین بھی تامل ہے اس بات مین
یہان عقل کچھ کام کرتی نہین
چلی تند ناگاہ اسمن ہوا
ہر اک نے جو دیکھا بہت غور سے
کہ ہمشکل طاؤس باغِ جنان
درخشندہ ہین تاب خورشید سے
سر و سینہ گردن جواہر نگار
جڑے لعل و گوہر ہین منقار مین
تہِ سائبان حسن انداز سے
لگے نرم تکیے نزاکت بھرے
وہان اک مہِ غیرتِ آفتاب
جلیسین پری چہرہ و ماہرو
لگی عورتین شکل شمس و قمر
دکھاتی ہوئی ناخدا کی طرح
سرِ موج کرتی ہوئی پائمال
وہ جس وقت آئی قریبِ نظر
لڑی آنکھ سے آنکھ بے اختیار
تڑپنے لگا مرغِ بسمل کی طرح
قدمبوس آکر مصیبت ہوئی
ہوا ضبط غم یاد نامہربان
بہا لختِ دل اشک پیہم کے ساتھ

کوئی چیز جاتی ہے ہر دم چمک
یہ اٹھتا ہے دریا مین کیسا غبار
نظر جس سے ہے بحر حیرت مین غرق
تعجب سے کہنے لگے سب کہ ہان
کہ یہ نور کیسا ہے ظلمات مین
کوئی بات دل مین ٹھہرتی نہین
ہوئی سامنے آکے صورت نما
وہ شعلہ نظر آیا اس طور سے
سرِ آب ہے ایک کشتی روان
مرصع پر و بال ناہید سے
زمرد کی دم صورتِ سبزہ زار
ہوا سے زیادہ ہے رفتار مین
بچھی ایک مسند ہے سو ناز سے
قرینے سے ہین گردِ پہلو دھرے
ادا سے ہے محوِ تماشائے آب
نزاکت سے ہین جلوہ گر چارسو
تکلف سے بیٹھی ہین سکان پر
اوڑاتی ہین کشتی ہوا کی طرح
چلی آتی ہے شکلِ پیکِ خیال
ہوا مہ جبین اٹھ کے مائل ادھر
ہوا ناوکِ عشق سینے کے پار
ہوا ٹکڑے ٹکڑے جگر دل کی طرح
ہم آغوش وحشت طبیعت ہوئی
لبون کو پسند آئی مشق فغان
جنون کا ہوا شغلہ دم کے ساتھ

انیسِ جگر بیقراری ہوئی
خراشِ جگر دشمنِ جان ہوا
احبا نے دیکھا یہ احوال جب
سر ون پر اوڑانے لگے غم سے خاک
رہتم کیا کرون حال کیا ہوگیا
تردد ہوا یہ وفادار کو
جو پوچھے گا وہ مجھسے حال پسر
یہی ٹھہری شب بھر بسر کیجیے
ہوئی ہونے والی جو قسمت مین تھی
ہماری خطا کیا ہے تقصیر کیا
ذرا سُنیے اب حال مان باپ کا
پئے صید جس روز ہو کر سوار
جدائی مین مان باپ روتے رہے
نہونے سے اک اُنکے دونو کے دل
جہان بیٹھین چرچا پسر کا کرین
نہ دنیا سے مطلب نہ دین سے غرض
وہ روزِ قیامت وہ آفت کی شب
ہوئی جبکہ گھڑی صبح وعدہ عیان
مہیا کیا ساز و سامانِ عیش
محل مین درون و برون چار سو
لبون پر یہی گفتگو دمبدم
چلے ہونگے گھر کی طرف شان سے
بس اب ہے یہ غم ساعت چند کو
یہ سُنکر کسی نے کہا دو بدو
وے عرض کرتی ہے یہ جان نثار
دل آرام جان آہ وزاری ہوئی
غمِ عشق کا دلپہ احسان ہوا
تحیر مین چپ ہو رہے سب کے سب
گریبان و دامن کیے چاک چاک
سراپردہ ماتم سرا ہوگیا
دکھاؤن گا مُنہ کیا جہاندار کو
تو مین کیا کرونگا بیان وقت پر
سحر ہو تو عزمِ سفر کیجیے
مصیبت لکھی عین راحت مین تھی
جو دشمن ہو تقدیر تدبیر کیا
کہ فرقت مین کیا صدمہ اُنکو ہوا
گئے وہ سوِ دامنِ کوہسار
پسر کے لیے جان کھوتے رہے
رہے نالہ و آہ سے متصل
یہی قصہ ہر جا چھیڑا کرین
فقط اک اُنھین مہ جبین سے غرض
کٹی روکے باصد ملال و تعب
اُٹھا بسترِ غم سے شاہِ جہان
سجا دونون کمرون کو شایانِ عیش
پسِ پشت حسرت طرب روبرو
کہ آج آتے ہونگے وہ فرخ شیم
نکل آئے ہونگے بیابان سے
کوئی دم مین دیکھین گے فرزند کو
خدایا مبارک ہو یہ گفتگو
وہ دن تو نہین آج اے شہریار

کہا تھا جسے نحس درویش نے — خبر دی تھی جسکی حق اندیش نے
کہ پیش آئے غربت وطن کے عوض — بیابان دیکھیں چمن کے عوض
گئے بھول سب عیش و آرام مین — نہ سمجھے کہ کیا ہوگا انجام مین
ابھی سوئے صحرا سفر تھے کیے — اسی وقت اُنکی خبر لیجیے
یہان آپ بیٹھے رہے بیخبر — خدا جانے اُن پر گئی کیا گذر
یہ سنتے ہی بس رنگ فق ہوگیا — جگر صدمۂ غم سے شق ہوگیا
قلق مین ہجوم ندامت کے ساتھ — کیا غور دل مین جو حسرت کے ساتھ
ہوا عکس امید پر توفگن — کہا ہاے قسمت بقول حسن
قضا را وہ دن تھا اُسی سال کا — غلط وہم ماضی مین تھا حال کا
نکلنا تھا گھر سے اُنکو کبھی — اجازت جبھی مینے صحرا کی دی
اسی دم جہاندار ہوکر سوار — چلا جانب دامن کوہسار
گیا ہوگا کچھ دور شاہ حزین — کہ آیا نظر لشکر مہ جبین
ولیکن عجب طرح آشفتہ حال — سراسر تحیر سراپا ملال
نہ وہ شوکت و شان شاہی ہے آج — نہ وہ بانکپن کجکلاہی ہے آج
نہ پرچم ہے غیرت دہ زلف حور — نہ وہ نالہ کوس فریاد صور
ہر اک درد و غم مین گرفتار ہے — خرابی کا ہر شے سے اظہار ہے
وفادار و شہزادہ باچشم تر — ہم ایک ہودج مین ہین جلوہ گر
روان اشک ہر چشم گریان سے ہے — گریبان پیوند دامان سے ہے
یہ سامان اندوہ و غم دیکھ کر — یہ کہنے لگا خسرو دادگر
مقرر کہین کچھ دغا پا گئے — یہ بیشک کسی پیچ مین آ گئے
قریب اور پہنچا شہنشاہ جب — ہوئے آکے حاضر ہوا خواہ سب
دعا گو زر و دولت و جاہ کے — ہوئے سرنگون سامنے شاہ کے
لگا کر گلے دونون کو پیار سے — ہوا شاہ گویا وفادار سے
یہ احوال کیا ہے پسر کا مرے — دل افگار کیون ہے جگر کا مرے
ہم آغوش کیون حسرت و غم سے ہے — روان اشک کیون چشم پرنم سے ہے

جگر آشنائے مصیبت ہے کیون — طبیعت مین یہ جوشِ وحشت ہے کیون
لبون کو ہوس کیون ہے فریاد کی — یہ صورت ہے کیون جان ناشاد کی
پسِ عذرِ تقصیر و بیچارگی — کہا اُسنے رو رو کے بیچارگی
یہی بخت ہے تو ابھی کیا ہوا — بہت کچھ ہے قسمت مین لکھا ہوا
یہ قصہ ہے کل کا کہ نزدیکِ شام — گیا تھا لبِ آب دریا مقام
فراہم ہر اک سمت احباب تھے — تماشائے موج و گرداب تھے
ہوئی ناگہان ایک کشتی عیان — سراپا بشکلِ تصور روان
کوئی اُسمین تھی جلوہ گر رشکِ ماہ — پڑی شاہزادے کی اُسپر نگاہ
ازل سے زبس عشق تھا گھات مین — نہ پاتا تھا موقع کسی بات مین
میسر جو یہ وقت فرصت ہوا — بہم ربط پرداز الفت ہوا
اُسی کا فسون ہوگیا کارگر — اُسی نے کیا آپ سے بیخبر
وہی باعثِ دلفگاری ہوئی — وہی وجہ فریاد وزاری ہوئی
نہ کام آئی کچھ جانفشانی مری — فقط رہگئی نوحہ خوانی مری
نہ واقف تھے آغاز و انجام سے — ندامت ہوئی بخت ناکام سے
کہا خیر قسمت سے چارہ ہے کیا — یہی تھا مقدر مین لکھا ہوا
یہ کہہ کر وہان سے روانہ ہوئے — گھڑی بھر مین سب زیبِ خانہ ہوئے
خبر سُنکے یہ مادرِ نوحہ گر — اوڑانے لگی خاک بالائے سر
ہوا نالہ تا چرخِ ہفتم بلند — بنی آہ بامِ فلک کی کمند

آتشِ فراق مین مہ جبین کا جلنا مان باپ سے رخصت ہو کر تلاشِ محبوبہ مین باہر نکلنا راہ مین مہر شاہ سے ملاقات ہو جانا شاہزادے کو اپنے گھر اُسکا ٹھہرانا وہان سے تنہا وزیرزادے کا جانا منزل مقصود سے کامیاب پھر آنا

پلا ساقیا جامِ رخصت مجھے — دلادے سفر کی اجازت مجھے

شکایت سنون کیا دلِ زار کی
سُنا ہے کہ جب وہ اسیرِ بلا
بہت کچھ احبا نے تدبیر کی
ہوئی ہر گھڑی اُسکی وحشت فزون
بنی آئنہ حیرت آرزو
ہوا سُرخ رخسار کا رنگ زرد
نقاہت سے ہر عضو لاغر ہوا
نہ وہ نشہ کامرانی رہا
خفا ہو کے اک دن غمِ یار سے
کہ اے غمگسارِ دلِ بیقرار
یہ احوال اب تو مرا ہو گیا
بہت مینے چاہا کہ یہ غم نہو
مگر کیا کرون دل سنبھلتا نہین
مرا حال مان باپ سے عرض کر
کسی شہر بستی مین جاکر کہین
تعجب نہین عشق خود کام سے
یہ دن رات کے درد و غم دور ہون
وگرنہ مین گھٹ گھٹ کے مرجاؤنگا
قریبِ سحر زیست کی شام ہے
بہت جلد دیکھے گا اے غمگسار
یہ سنکر وفادار عالی گہر
کہا جا کے اے دلِ پر ملال
کیا واقف اندوہِ جانکاہ سے
دیا اُسنے مجبور ہو کر جواب
کرون منع کس حوصلے پر تمہین
کرون مین کہین جستجو یار کی
ہوئے دشت سے گھر مین رونق فزا
نہ کاوش گئی خارِ تقدیر کی
گریبان تک پہونچے دستِ جنون
خموشی سے ہونے لگی گفتگو
دکھانے لگی گریان آہِ سرد
تنِ ناتوان تارِ بستر ہوا
نہ وہ لطفِ جوشِ جوانی رہا
کہا مہ جبین نے وفادار سے
شفا بخش بیماری ہجر یار
کہ حیرت سے مجھکو بھی کیا ہو گیا
کسی طرح میرا یہ عالم نہو
مقدر سے کچھ زور چلتا نہین
اجازت کا خواہان ہو بہرِ سفر
کرون جستجوے بتِ نازنین
ملون دلبرِ نازک اندام سے
خوشی سے دل و سینہ معمور ہون
کسی روز جی سے گذر جاؤن گا
یہ غم موت کا مجھکو پیغام ہے
عروسِ لحد سے مجھے ہمکنار
گیا شاہ کے پاس باچشم تر
پدر سے پسر کا کیا عرض حال
طلبگار رخصت ہوا شاہ سے
مری کیا خوشی کیا مین خانہ خراب
سفر کی نہ رخصت دون کیونکر تمہین

جو ملتی کوئی راہ درمان مجھے | تو کہتا نہ دو داغ ہجران مجھے
بلا سے جدائی بلا لائے گی | گذر لی جو ہو گی گذر جائیگی
مجھے ہے خوشی سے تمھاری غرض | تمھاری غرض سے ہے ساری غرض
جو کچھ چاہیے ہو سفر کے لیے | جو درکار ہو عمر بھر کے لیے
وہ سب ساتھ لو اپنے سرکار سے | سدھارو رہ بحر زخار سے
اگر خستہ جانون کا رکھنا خیال | سمجھنا ہمارا بھی اپنا سا حال
جو محبوبہ سے گرم آغوش ہو | یہ غمگین نہ دل سے فراموش ہو
پس کامرانی نہ پھرنا خراب | روانہ اسی سمت ہونا شتاب
کہ شاید وفا زندگانی کرے | جفائے فلک مہربانی کرے
تمھین آنکھ سے دیکھ لین مرتے دم | نہ جائین پر ارمان تہ خاک ہم
یہ سنکر وفادار نے شاہ سے | کہا آکے اس غیرت ماہ سے
اسی دم سے وہ ہمدم درد و آہ | ہوا مائل ساز و سامان راہ
زر و سیم و اسباب جاہ و حشم | غلام و کنیزان و خیل و خدم
پدر کی اجازت سے لے کر تمام | چلا جانب بحر نزدیک شام
پھونچکر لب آب مشکل گذار | کیا ایک کشتی مین سب کو سوار
وفادار کے ساتھ با چشم تر | ہوا آپ بھی اک طرف جلوہ گر
اشارہ کیا ناخدا کی طرف | چلا لو لگا کر خدا کی طرف
لیے جاتی تھی آرزوئے سفر | بشکل خضر شوق تھا راہ بر
برابر شب و روز مثل حباب | روانہ رہے ہمرہ موج آب
اسیطرح اکثر سفر مین رہے | تلاش بت سیمبر مین رہے
کئی روز کے بعد وقت سحر | جزیرہ انھین ایک آیا نظر
عمارت کے آثار پائے گئے | دکھائی دیے لوگ آئے گئے
یہ ٹھہری کہ پھر یہ میسر کہان | کرین چند ساعت غلط غم یہان
اسی سمت کا سب نے رستا لیا | لب آب کشتی کا لنگر کیا
اتر کر قریب جزیرہ کہین | تردد مین بیٹھے تھے دونون حزین

بہم گرم نظارۂ شہر تھے
تماشائی گردش دہر تھے

کہ اُسمین نمایان ہوے کچھ سوار
دورویہ قرینے سے باندھے قطار

نظر آیا شاہانہ سارا جلوس
ہوئی ہمدم گوش آواز کوس

وفادار نے ایک دہقان سے
کہا کون آتا ہے اس شان سے

یہ کسکی سواری کا سامان ہے
قدمبوس کسکا یہ میدان ہے

کہا اُسنے آتا ہے یہ مہرشاہ
یہی اس جزیرے کا ہے بادشاہ

اسی کے ہے قبضے مین یہ سرزمین
اسی کے ہے یہ ملک زیر نگین

گیا تھا کہین آج بہر شکار
چلا آتا ہے دھوپ مین بیقرار

سو قصر جنت نشان جائے گا
اسی راہ سے تا مکان جائے گا

یہ سنکر وہ دونون گرفتار غم
ہوئے اور جانب مخاطب بہم

قریب آکے نکلا جو وہ مہرشاہ
پڑی ناگہان مہ جبین پر نگاہ

رہا دیکھتا دیدۂ غور سے
بنا نقش حیرت ہر اک طور سے

قیافے سے اُسکے یہ پایا گیا
کہ یہ ہے کسی ملک کا بادشا

ادا کرکے اول وہ رسم سلام
ہوا حرف زن آپ کا کیا ہے نام

یہان کس ضرورت سے آنا ہوا
کدھر اس مصیبت مین جانا ہوا

خفا کیون ہوائے وطن سے ہوے
جدا کسلیے اُس چمن سے ہوے

سفر کے سزاوار یہ دن نتھے
نکلنے کے گھر سے ابھی سن نتھے

کہا اُسنے رو کر کہ اے مہرشاہ
کہون آپ سے کیا مین حال تباہ

عجب گردش چرخ خودکام ہے
سیہ بخت ہون مہ جبین نام ہے

لقب ہے پدر کا جہاندار شاہ
زمین یمن اُسکی ہے تختگاہ

مرے ساتھ ہے یہ جو رشک قمر
وزیر پدر کا ہے نور نظر

جہان مین وفادار مشہور ہے
وطن سے مرے واسطے دور ہے

نہ بھایا فلک کو جو میرا فراغ
دیا نوجوانی مین الفت کا داغ

چھڑا کر مجھے اپنے مان باپ سے
قدمبوس لاکر کیا آپ سے

یہی سرگذشت دل چاک ہے
یہی نوحہ جان غمناک ہے

یہ سُنکر بہت حیف آیا اُسے ٭ اُتر کر گلے سے لگایا اُسے ٭
کہا آپ کا کفش بردار ہون ٭ اُسی گھر کا مین بھی نمکخوار ہون
جہاندار کو دیتا ہون مین خراج ٭ اُنھین کی بدولت ہے یہ تخت و تاج
بس اب آپ بندہ نوازی کرین ٭ عنایت کرین سرفرازی کرین ٭
یہان سے ہے نزدیک دولت سرا ٭ مرے ساتھ چلیے وہانتک ذرا
سرافراز کچھ لطف خدمت سے ہون ٭ مشرف حصولِ سعادت سے ہون
ہر اک طرح اُسنے منایا غرض ٭ اُنھین اپنے ہمراہ لایا غرض
دیا رشکِ فردوس اک خانہ باغ ٭ وہان جاکے ٹھہرے وہ نازک دماغ
فراغت کے اسباب یکجا کیے ٭ زمانے کے ہدیے مہیا کیے ٭
حضوری مین دن رات مثل غلام ٭ کمربستہ حاضر رہا صبح و شام
ولیکن یہ سامان عیش و طرب ٭ ہوا کچھ نہ واشد کا اُسکے سبب ٭
کسی روز آغوش دل باغ سے ٭ نہ خالی ہوے لالہ سان داغ سے
نہ بھایا کبھی خندۂ گل اُسے ٭ خوش آئی نہ فریادِ بلبل اُسے
خمِ زلف سنبل سے اُلجھا کیا ٭ قدِ سرو کو دار سمجھا کیا
کبھی گر تسلی دل کو ہوتا کمال ٭ تو پڑھتا یہ اشعارِ تازہ خیال ٭

غزل

مری چشم تر نے تماشا کیا ٭ کہ صحرا کو رو رو کے دریا کیا
خموشی سے افشا ہوا رازِ عشق ٭ مرے ضبط نے مجھکو رسوا کیا ۲
نہ بہلا کسی وضع سے دل مرا ٭ زمانہ بہت رنگ بدلا کیا
مزا قید کا تھا رہائی مین بھی ٭ خیالی مین زنجیر پہنا کیا
اُسے حیف دعوائے بیگانگی ٭ جسے مین نے برسون مین اپنا کیا

مین تسلیم جب تک رہا دہر مین ٭
خدائی ہر اک بت کی دیکھا کیا ٭

[اسی] طرح شہزادۂ دلفروز ٭ وہان شکل مہمان رہا چند روز
[...] دار رہنے ہوکے اندوہگین ٭ یہ کی عرض اکدن کہ اے مہ جبین ٭

ترا تو ہوا ہجر سے اب یہ حال ۔ کہ جنبش بھی ہے دشمنون کو محال
بدن مین نہ وہ تاب و طاقت رہی ۔ نہ وہ دل نہ دل مین وہ ہمت رہی
تقاضے نہ وہ آرزو کے رہے ۔ نہ وہ حوصلے جستجو کے رہے
عدم آشنا ہے ہر اک دم ترا ۔ قریب آ چکا وقت ماتم ترا
نہین تیری قسمت مین وصلِ صنم ۔ سحر ہونے والی نہین شامِ غم
بس اب تجھکو اللہ پر چھوڑ کر ۔ یہان سے مین کرتا ہون تنہا سفر
خبر لاؤن گا اُسکو یا لاؤن گا ۔ جو کچھ ہو سکے گا بجا لاؤن گا
یہ کہہ کر اُٹھا ہمدمِ جان نثار ۔ گیا سوے بازار ہو کر سوار
خریدا ہر اک طرح کا عمدہ مال ۔ کیا دے کے زر تاجرون کو نہال
متاعِ گرانمایہ لا کر تمام ۔ کیا شب کو مثلِ مسافر مقام
دمِ صبح روتا ہوا زار زار ۔ ہوا ایک کشتی مین آکر سوار
نہ دیکھا کسی کو اُٹھا کر نظر ۔ چلا اک طرف غم زدہ بیخبر
ولیکن زبان پر یہی گفتگو ۔ کہ یارب کرون مین کدھر جستجو
نہ مین اُسکے نام و نشان سے خبر ۔ نہ واقف کہ وہ تھی پری یا بشر
جزیرون مین ہر سمت ہوتا ہوا ۔ چلا چار و ناچار روتا ہوا
ٹھہرتا کسی جا جو آرام سے ۔ تو دل کو لگاتا نئے کام سے
جو احوال گذرا لبِ آب تھا ۔ جو دیکھا کھلی آنکھ سے خواب تھا
ہوا مہ جبین جس سے خانہ خراب ۔ کیا جسنے پیدا غمِ اضطراب
وہ کشتی کا ہونا گذر سامنے ۔ وہ آنا کسی کا نظر سامنے
وہ چار آنکھین ہونا محبت کے ساتھ ۔ وہ بھرنا دمِ سرد حسرت کے ساتھ
تڑپنا وہ شہزادے کا خاک پر ۔ وہ مجمع احبا کا بالاے سر
غرض اُسنے دیکھا تھا جو ماجرا ۔ وہ سب کھینچتا نقشہ بیٹھا ہوا
سفر مین یہی شغل دن رات تھا ۔ یہی باعثِ صرفِ اوقات تھا
پھرا مدتون تک جگر چاک وہ ۔ اوڑایا کیا جابجا خاک وہ
ولیکن کہین اُسنے انجام کو ۔ نپایا سراغِ دل آرام کو

ہوا سخت مضطر کہ جاؤن کہان
نہ بن آئی کچھ عقل خودکام سے
دم غصہ گذرا یہی دل مین دھیان
عدم کو روانہ ہو اس حال سے
ہوا جو نہین آمادہ ترک جان
ارے اسقدر تو ہراسان نہو
نہ گھبرا ہجوم مصیبت سے تو
چلا جا دم صبح تک بیخطر
بڑھاتا نہ زنہار آگے قدم
وہان کا جو تھا شاہ فرمانروا
نرکھتا تھا جز گوہر وسیم وزر
مگر ایک دختر ہے صاحب جمال
زبس خوبرو نازک اندام ہے
وہی ہی سر تخت جلوہ فروش
مشیر ایک ہے اسکی دخت وزیر
دل افروز ہے اُس پریرو کا نام
گئی تھی پئے سیر دریا وہی
وہی دشمن عیش و عشرت ہوئی
پڑا اسکو بھی ہے مہجبین کا خیال
کبھی چین سے شب کو سوتی نہین
وہین جاکے ہو کاربرداز تو
یہ کہکر نہ آئی وہ آواز پھر
زبس غیب سے رہنمائی ہوئی
ہوا منفعل عزم بیجا سے وہ
دگر گون جو آغاز مطلب ہوا

پتا بنجبر کا لگاؤن کہان
ہوا تنگ نیرنگ ایام سے
کہ دریا مین دے ڈوب کراپنی جان
فراغت ہو دنیا کے جنجال سے
صدا غیب سے ایک آئی وہان
نہین کوئی مشکل جو آسان نہو
خفا ہو نہ تکلیف و محنت سے تو
تجھے ایک باغ آئیگا کل نظر
قریب اُسکے ہے شہر رشک ارم
کئی سال گذرے کہ وہ مرگیا
کوئی لال ایسا کہ روشن ہو گھر
پری رو فرشتہ نقش خوشخصال
سمن بو لقب رشک گل نام ہے
تمامی اُسی کے ہین حلقہ بگوش
قیامت غضب فتنہ آفت شریر
کیا کرتی ہے ملک کا انتظام
ہوئی باعث جوشش سوداوہی
وہی رخنہ انداز راحت ہوئی
جدائی سے رہتی ہے آشفتہ حال
کوئی دن نہین ہے جو روتی نہین
وہان عشق کے دیکھ اعجاز تو
ہوا اور افشا نہ کچھ راز پھر
بلا ٹل گئی سر پر آئی ہوئی
بچا آفت موج دریا سے وہ
چھپا روز پیدا رخ شب ہوا

نہ آنے دیا آنکھ مین کحلِ خواب
روا رو تھا گرمِ سفر ماسنہ
قضا را اُفق سے ہوا انتظار
ستارون کی برہم ہوئی انجمن
سنی تھی جو اُسنے خبر غیب سے
ملا دستِ حب ایک دلچسپ باغ
قریب اُسکے اک شہر مینو سواد
ہوا کوے دلبر کی آنے لگی
لبِ آب کشتی کو لنگر کیا
نظر آ گیا جب دیارِ حبیب
نمایان ہوا ایک شاہی مکان
کہین اُس گھڑی رشکِ گل بام پر
ٹہلتا ہوا یہ اودھر جو گیا
لجائی بہت دل مین کٹ گئی
مگر فکر ہر دم کہ یہ نوجوان
مسافر یہ میرے وطن کا نہین
رہی چند ساعت شش و پنج مین
دیا حکم آخر دل افروز کو
کہان سے ہوا رونق افروز یہ
کدھر رہنما آب و دانہ ہوا
یہ سنکر لبِ سحر گفتار سے
وفادار کے پاس آکر شتاب
کہ اے گردِ دامانِ بیچارگی
تجھے رشکِ گل دیکھکر بام سے
کہ تو کس ولایت سے آیا یہان

چلا محوِ سیرِ شبِ ماہتاب
برابر لڑی تھی نظر سامنے
سحر کا سپیدا ہوا آشکار
بنا صاف آئینہ چرخِ کہن
ہوا اُسکا پیدا اثر غیب سے
جسے دیکھکر خلد ہو داغ داغ
کہ آتی ہے اُس سے ہوائے مراد
ہوا خوش کہ محنت ٹھکانے لگی
اُتر کر سو شہر رستا لیا
تو سمجھا کہ اب جاگے اپنے نصیب
دلاویز مانندِ قصرِ جنان
خرامان تھی مثلِ نسیمِ سحر
نظر مل گئی سامنا ہو گیا
مقابل سے دل کی طرح ہٹ گئی
یہان سے ہوا آکے وارد یہان
یہ سروِ سہی اِس چمن کا نہین
بہت دم گھٹا اِس غم و رنج مین
کہ جا دیکھ اِس خانمان سوز کو
بنا آگ مین گر کے دل سوز یہ
سفر کے لیے کیا بہانہ ہوا
چلی وہ قیامت کی رفتار سے
یہ کہنے لگی وہ بتِ بے حجاب
غبار رہ بیابان آوارگی
یہ فرمائی ہے لطف و اکرام سے
ترا نام کیا ہے وطن ہے کہان

کدھر عزم ہے خاطرِ پاک کا
تجرّدِ پسندِ طبیعت ہے کیون
تجھے کیون ہے پاسِ دل آزردگی
اگر باعثِ ننگِ ہمّت نہ ہو
تو لازم ہے مہمان نوازی ہمین
یہان کی بھی کچھ روز کر سیر تو
یہ سُنکر کہا اے بتِ حیلہ جو
تجھے کیا ہی مطلب وطن سے مرے
نہین رشکِ گل کی مجھے کچھ خبر
بلاتی ہے گھر اپنے مہمان کسے
کہان مین اسیرِ کمندِ الم
ذرا دل مین کر غور دھوکا نہو
کہان ہین مرے ایسے دشمن نصیب
اگر یہ فسونِ محبّت اثر
تو یہ عرض کر تو زبانی مری
کبھی وقتِ فرصت جو آؤنگا مین
قدم رنجہ پہلے مگر کیجیے
کوئی عذر مجھکو نہین آپ سے
پسندِ طبیعت گر ایسا نہین
مسافر ہون راحت جہان پاؤنگا
دل افروز نے رشکِ گل سے تمام
کہ وہ اک عجب مرد چالاک ہے
نہین ہے ادب پر نظر بات مین
بہت دور ہے سخت مغرور ہے
یہ کہتا ہے تشریف خود لائین وہ

ارادہ ہے کیا شوقِ بیباک کا
گوارا یہ تکلیفِ غربت ہے کیون
اُٹھاتا ہے کیون نازِ افسردگی
تکلف وبالِ طبیعت نہ ہو
تجھے ایک دو دن کی تکلیف دین
نہ جان اپنے دل سے ہمین غیر تو
تو ہی کون کرتی ہے کیا گفتگو
غرض کیا ہے رنج و محن سے مرے
کہ انسان ہے یا کوئی جانور
لگاتی ہے یہ داغِ احسان کسے
کہان خسروانہ یہ لطف و کرم
کسی اور کے پاس بھیجا نہو
جو کوئی بُلا کر بٹھائے قریب
نہین راہ شوخی سے اے فتنہ گر
کہ طومار ہے خستہ جانی مری
کہانی سب اپنی سناؤنگا مین
مری بیکسی پر نظر کیجیے
زمین بوس آکر مین ہون آپ سے
تو کچھ آپ کی مجھکو پروا نہین
کوئی دم ٹھہر کر چلا جاؤنگا
کہا بے نیازانہ جاکر پیام
دریدہ دہن شوخ بیباک ہے
ظرافت کی لیتا ہے ہر بات مین
کمالِ تکلف سے معذور ہے
یہان سے مجھے آکے لیجائین وہ

نہو گر خلاف آپ کی شان کے
کہا رشک گل نے کہ جو ہو سو ہو
تقاضائے دل سے بڑھی بے کلی
خراماں خراماں وہ رشکِ قمر
جھکا کر سرِ عجز و تسلیم کو
گرا پاؤں پر بڑھ کے بے اختیار
فسونِ زباں سے لبھایا اُسے
خوشامد کی باتیں بنانے لگا
بن آئی جب اس طرح تقدیر سے
کسی فن سے وہ پاک گوہر اُٹھا
چلی وہ سوِ کشورِ مہر شاہ
موافق ہوا پاکے مثل نظر
بشکل تصوّر بسا ان نگاہ
ابھی سن رہی تھیں وہ حالِ سفر
تو دیکھا کہ وہ ہے سفینہ رواں
نہ تھی وہ عمارت نہ وہ شہر تھا
تحیّر سے عالم عجب ہو گیا
پکاری غم و درد کے جوش میں
یہ ساحر اگا کر مجھے بات میں
ستم کا ارادہ طبیعت میں ہے
خبر لے کہاں ہے ترا شہر و باغ
کہاں تجھکو ہوتی تھی شام و سحر
یہ سنکر غضب میں بُت تند خو
نظر غور سے کی جو اُسنے وہاں
خفا ہو کے اس تازہ کردار سے

تو چلیے ابھی پاس مہمان کے
اُسی بمیروت کا کہنا کرو
دل افروز کو ساتھ لے کر چلی
لبِ آبِ دریا ہوئی جلوہ گر
یہ اُٹھا رہ و رسمِ تعظیم کو
کہا اس عنایت کرم کے نثار
قریب اپنے لا کر بٹھایا اُسے
ہر اک تحفہ ہدیہ دکھانے لگا
لیا کامِ دل حسن تدبیر سے
دیا بڑھ کے کشتی کا لنگر اُٹھا
اوڑی زور میں مثل ابرِ سیاہ
ہوئی مائل قطع بُعدِ سفر
نکل آئی دم میں مہینوں کی راہ
کہ اسمیں پڑی ایک کی جب نظر
نپایا کہیں گھر کا نام و نشان
فقط داغ نیرنگی دہر تھا
کہا اُسنے ہی ہی غضب ہو گیا
اری رشکِ گل آ ذرا ہوش میں
اوڑا لیچلا ہے کہیں گھات میں
مقرر دغا اسکی نیّت میں ہے
کہاں رہتی تھی روز و شب با فراغ
خراماں ابھی تھی کہاں بام پر
اُٹھی صورتِ شعلۂ آرزو
نہ وہ شہر دیکھا نہ پایا مکان
کہا رشک گل نے وفادار سے

کہ اے بیحیا اے جفا آشنا
یہ کیا قہر و آفت ہے کیسی دغا

ہوا دشمن ملک و عیش و فراغ
مرے شہر کو کر دیا بے چراغ

خدا تجھکو ظالم پشیمان کرے
گرفتارِ زندان حرمان کرے

نہ کام آئے تیرے جوانی تری
ملے خاک مین نوجوانی تری

نہ ہو بہرہ ور کامرانی سے تو
نہ چھوٹے غمِ جاودانی سے تو

نئے ظلم سے شہر ویران کیا
بُلا کر مجھے خوب احسان کیا

کہا اُسنے اے رشکِ گل غم نہ کھا
کوئی اور تجھ سے نہین مدعا

اجازت اگر دے تو مین خستہ جان
کرون داستانِ مصیبت بیان

سُنا ہوگا زیرِ سپہرِ کہن
بہت پُر فضا سرزمینِ یمن

وہان کا جہاندار ہے بادشاہ
سپہدار و عادل رعیت پناہ

کہین اُسکا نورِ نظر مہ جبین
لبِ آب دریا تھا منزل گزین

ہر اک سمت تھا حُسن عہدِ شباب
زیارت گہِ دیدہ ہاے حباب

قضا را سرِ شام اُسدن وہان
ہوئی دور سے ایک کشتی عیان

میانِ حسینان نازک کمر
تو اُس پر تھی سو ناز سے جلوہ گر

وہ کشتی جب آئی نظر کے قریب
ہوئی شاہزادے کی حالت عجیب

تری شکل وہ دور سے دیکھکر
گرا تخت سے بسترِ خاک پر

جگر مین غم و درد نے راہ کی
لبون پر چڑھائی ہوئی آہ کی

مگر تونے کچھ آدمیت نہ کی
ادا کوئی رسمِ مروت نہ کی

تسلّی نہ کی جانِ غمناک کی
خبر تک نہ لی اُس جگر چاک کی

تغافل سے آنکھین چُرائے ہوے
چلی آئی گردن جھکائے ہوے

اُسی دن سے اُسکی یہ حالت ہوئی
کہ جینے سے اپنے خجالت ہوئی

پریشانیون سے پریشان رہا
جفائے خموشی سے نالان رہا

ہر اک دم رہی زندگانی وبال
ہوا خواب و خور اُسکو خواب و خیال

جُدا جب سب اسباب راحت ہوے
دل و جان طلبگار رخصت ہوے

کیا ترک پاسِ ادب ضبط نے
سرِ عقل ٹھکرا دیا ضبط نے

جنون راہ پر اپنے لایا اسے — بیابان بیابان پھرایا اسے
جدا ہوکے آخر کو مان باپ سے — ہوا وہ غریب الوطن آپ سے
پھرا چار سو روز و شب دہر مین — نپایا تجھے پر کسی شہر مین
بہت دور ہی اک جزیرہ ادہر — نہایت دل آویز و آباد تر
وہان چھوڑ کر اسکو اس حال مین — مین پھونچا ہون تجھ تک کئی سال مین
نپائی خبر کچھ نہ پھر کر گیا — خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا
شب و روز تکلیف غربت سہی — اُسی کے لیے سب یہ آفت سہی
مرقع بکوا کے تصویر کا — دیا نقشہ اُس تازہ دلگیر کا
کہا دیکھ اے فتنۂ روزگار — یہی مہ جبین ہے ترا جان نثار
یہی عشق مین تیرے رسوا ہوا — اسی کو جنون خبط سودا ہوا
اسی نے ترے واسطے کھاکے غم — اُٹھائے ہزارون طرح کے ستم
یہ سُنکر کہا رشک گل نے کہ ہان — یہ سب راز پنہان ہے مجھ پر عیان
اُسی دم سے یہ عشق خانہ خراب — مرے بھی جگر مین رہا شعلہ تاب
رہا نالۂ بے صدا ہمنفس — خموشی کو سمجھا کے فریاد رس
ترستی رہی عیش و آرام کو — ندیکھا کبھی صورت جام کو
شب ہجر مین شمع محفل کی طرح — ہمیشہ رہی ایک سی دل کیطرح
یہی باعث پارسائی ہوا — یہی وجہ ناکتخدائی ہوا
ہمیشہ جدائی سے صحبت رہی — مدام آرزومند حسرت رہی
نظر جانب غیر اصلا نہ کی — تمنا کی ہرگز تمنا نہ کی
کیا آج الفت نے بارے اثر — جو اُس نخچیر کی تو لایا خبر
فقط جذب دل کھینچ لایا یہان — نہین تو بھلا تو کہان مین کہان
یہی ذکر آپس مین کرتے ہوے — چلے دم محبت کا بھرتے ہوے
وہ کشتی شب و روز مثل صبا — سر آب دریا رہی جبہ سا
مہینون مین جب قطع منزل ہوئی — سلامت زمین بوس ساحل ہوئی
وفادار ٹھہرا کے انکو وہان — گیا آپ تنہا سوے مہ جبین

ہوا رونق افروز جب باغ مین — نظر آیا عالم عجب باغ مین
یہ دیکھا کہ ہر سمت ہے ازدحام — فراہم ہین ارباب دولت تمام
کوئی نوحہ گر کوئی غمناک ہے — کوئی مثل غنچہ جگر چاک ہے
کسی کے ہے لب پر ہجوم فغان — کسی کی ہین آنکھون سے آنسو روان
یہ سامانِ غم دیکھکر ہر کہین — ہوا دلنشین مرگیا مہ جبین
گئی رایگان ساری محنت مری — رہی دل کی دل ہی مین حسرت مری
غرض آکے نزدیک احباب سے — ملا شوق والفت کے آداب سے
لگا کر گلے سے وفادار کو — وہ رونے لگے غم کے بیمار کو
کہا یہ ہے حالِ دلِ شہریار — سنا جلد تر مژدہ وصلِ یار
رہا آجتک تو جو محوِ سفر — ہوا کیا رہِ عشق مین چارہ گر
پھرا کس طرح کشورِ یار سے — بجا لایا کیا شرط واقرار سے
کہا کیا کرون عرض یہ داستان — بہت طول ہے شکوۂ آسمان
مگر مان فدا اُسکی مین شان کے — کہ اُسنے طفیل اپنے احسان کے
ملایا بُتِ نازنین سے مجھے — کیا سرخرو مہ جبین سے مجھے
سُنا کر شب وروز چاہت اُسے — یہانتک مین لایا سلامت اُسے
سُنا غش مین شہزادے نے ناگہان — کہ ذکرِ وفادار ہے کچھ بیان
ہوا گونہ ہشیار اندک خبر — کھلی عالمِ شوق مین چشم تر
کہا ذکر کیون ہے مرے یار کا — بیان آج کیا ہے وفادار کا
یہان جلوہ گر کون دلبر ہوا — فلک مہربان آج کسپر ہوا
یہ بڑھکر قدم پر گرا ناگہان — اُٹھا ہو کے بیتاب وہ نیمجان
اسے مثلِ داغِ غمِ دلربا — لگا کر کلیجے سے رونے لگا
ملے دونون پروردہ درد وغم — ہوا سینہ پیوند سینہ بہم
بڑی دیر تک اشکباری رہی — بہم آہ وفریاد وزاری رہی
کہا اُسنے آخر کہ اے غمگسار — سُنا کچھ نویدِ شبِ وصلِ یار
کہا شکر ہے تیری تقدیر سے — بن آیا ہر اک کام تدبیر سے

لے آیا بُتِ نازک اندام کو
وفادار نے ماجرائے سفر
وہ سُنتے ہی حرفِ محبت طراز
تمنا بڑھی وصلِ دلدار کی
گیا شعلۂ داغِ دل سے اثر
فزون شوقِ بیتابیٔ دل ہوا
برنگِ مزاجِ بُتِ بیوفا
دعا رخصتِ آہ وزاری نے دی
وفادار و شہزادہ و مہرشاہ
پس و پیش ارکانِ دولت تمام
روان چار سو ہر طرح کا جلوس
غرض سب لبِ آب یکجا ہوے
وفادار نے رشکِ گل سے کہا
توقف مناسب نہین زینہار
چلو شہر مین شوکت و جاہ سے
نویدِ طرب اپنے غمگین کو دو
یہ سُنکر وہ مہ پارۂ نازنین
وہان سے سواری سوے بارگاہ
دورویہ وفادار عالی ہمم
شہِ مہ جبین تھا فروکش جہان
ہوئی بزم غیرون سے خالی شتاب
نہ کوئی وہان غیرِ ارمان رہا
ہوا دونون مشتاق کا سامنا
ملی حسرت آلودہ باہم نظر
لپٹ کر بشکلِ خطِ توامان

پھرائے کے یارِ دل آرام کو
گیا مہ جبین سے بیابان سر بسر
ہوا سرخوشِ بادۂ سوز و ساز
ہوئین آنکھین مشتاق دیدار کی
ٹپکنے لگا پھر کبابِ جگر
نفس گردِ پروازِ بسمل ہوا
ہوئی طاقتِ صبر نا آشنا
صلاحِ سفر بیقراری نے دی
چلے سوے دریا بصد عز و جاہ
جلو مین ہجومِ خواص و عوام
بنا روے ساحل جبینِ عروس
تمام آبرو بخشِ دریا ہوئے
کہ اے سروِ آزاد باغِ وفا
محافے مین کشتی سے اب ہو سوار
ملاقات خورشید ہو ماہ سے
تسلی دل و جانِ مسکین کو دے
ہوئی اک محافے مین منزل گزین
چلی صورتِ جلوۂ مہر و ماہ
گہر ریز مانندِ ابرِ کرم
طبیعت کے مانند آئی وہان
ہر اک اُٹھ گیا جلد مثلِ حجاب
سو وہ بھی دل و جان مین پنہان رہا
بلا ہو گیا شوق کا تھامنا
ہوے چاک دل ٹکڑے ٹکڑے جگر
ہوئے ایک وہ دونون آشفتہ جان

اُمنڈ آئے دل جوشِ طوفان کی طرح
بڑھا حد سے جسوقت شوقِ نہان
زخود رفتہ و بیخود و بیخبر
نہ حرف و حکایت نہ ایما نہ ہوش
یقین سبکو آیا کہ یہ مر گئے
انھون کو پیدا ہوا اضطراب
ہوئی کچھ کمی شوقِ پُر جوش مین
کھلی آنکھ اشکِ ندامت کے ساتھ
حیا مانع ایما اشارات کی
بلحاظِ خموشی غمِ گفتگو
تکلم سے آخر اشارا کیا
کھلے دونون پابندِ دامِ حیا
وہ برہم مزاجی سے ہونا سوار
وہ کرنا لبِ آب دریا مقام
وہ پانی مین عکسِ شفق کا ظہور
وہ کشتی کا آنا نظر ناگہان
وہ ہونا کسی شوخ طناز کا
وہ تیرِ محبت کا دل توڑنا
وہ کشتی کا ہونا روانہ اُدھر
وہ پھرنا محل کی طرف غمزدہ
وہ وحشت وہ سودا وہ غم وہ جنون
وہ ہنگامہ آرزو ہائے دل
وہ قصہ سکوتِ حیا جوش کا
پئے جستجو وہ ہوائے سفر
وہ گھر سے نکلنا وہ پھرنا خراب

بہم روئے خون زخم خندان کی طرح
ہوئی بیخودی واسطہ درمیان
گرے صورتِ سایہ وہ خاک پر
ہر اک شکل تصویر بیجان خموش
محبت مین نامِ وفا کر گئے
ہر اک پر اُسی وقت چھڑکا گلاب
وہ بیہوش آئے ذرا ہوش مین
بہم بیٹھے افسوس و حسرت کے ساتھ
ہوس دل مین حرف و حکایات کی
پڑی کشمکش مین غریب آرزو
سکوت و حیا نے کنارا کیا
مگر مہ جبین ہی نے کی ابتدا
وہ جانا سوے دشت بہرِ شکار
وہ دن کی تمامی وہ آغاز شام
وہ جلسے کا جمنا وہ عیش و سرور
وہ ہر گوشے مین ازدحامِ بتان
وہ عالم نیا فتنہ انداز کا
وہ اُسکا تغافل سے منہ موڑنا
وہ غش کھا کے گرنا اِدھر خاک پر
وہ ہونا دل و جان کا ماتم کدہ
وہ رونا شب و روز آنکھوں سے خون
وہ وقفِ زبانہا ئے دلہا ئے دل
وہ افسانہ لبہائے خاموش کا
وہ مضمونِ رخصت حضورِ پدر
وہ جینے کا مرنے سے بڑھکر عذاب

بڑی دیر تک روبروئے صنم
رہا وقفِ لب ماجرائے الم

کہانی شبِ غم کی ہوتی رہی
وہ سن سن کے یہ حال روتی رہی

پھر اُسنے بھی احوالِ شوقِ نہان
کیا اس طرح مہجبین سے بیان

کہ اے سرخوشِ بادۂ جامِ عشق
کہون کیا مین آغاز و انجامِ عشق

عجب سحر ہین اسکی نیرنگیان
عیان ہوتی ہین دل مین ہو کر نہان

اُسی دن سے میری یہ حالت ہوئی
کہ دشمن کو فکرِ عیادت ہوئی

گھٹے حوصلے ضبطِ فریاد کے
بڑھے ولولے جانِ ناشاد کے

جگر آتشِ غم سے جلنے لگا
دھوان بنکے ارمان نکلنے لگا

تماشائے دریا سے جی ہٹ گیا
جگر صدمۂ ہجر سے پھٹ گیا

طرب خیز باتین ہوئین ناگوار
یہی فکر ہر دم کہ پروردگار

یہ عالم ہے کیا آہ و زاری ہے کیا
مصیبت ہے کیا بیقراری ہے کیا

یہ پوشیدہ ہے دل مین کسکا الم
یہ در پردہ کیون پردہ داری کا غم

یہ ہنگامۂ شوق برپا ہے کیون
شبِ خون فوجِ تمنا ہے کیون

یہ کسکا مرے دل پر احسان ہے
یہ کیسا شب و روز ارمان ہے

یہ کیون زندگانی مجھے شاق ہے
یہ دل کسلیے مرگ مشتاق ہے

قضارا مین اک روز وقتِ سحر
پئے واشدِ دل گئی بام پر

ہوئی روح پرور جو ٹھنڈی ہوا
دیا سوزِ الفت نے دل کو مزا

تری یاد اُسدم مجھے آگئی
طبیعت عجب رنگ دکھلا گئی

الم سے بھر آیا دلِ چاک چاک
لیے اشک نے بوسۂ روئے خاک

ہوئی سیر سے اور وحشت فزون
بڑھا حوصلہ بنکے دستِ جنون

دُعا خندۂ چاکِ دامان نے دی
صدا مرحبا کی گریبان نے دی

غرض اپنے عالم مین مین خستہ جان
کھڑی کرتی تھی سیرِ آبِ روان

نہ مونس کوئی تھا نہ ہمراز تھا
فقط اک ترا داغ دمساز تھا

یکایک یہ نیرنگ آیا نظر
کہ اک کشتی آکر لگی گھاٹ پر

تجارت کا کچھ اُسمین اسباب ہے
ہر اک جنس بے مثل و نایاب ہے

نئی وضع تاجر کی ہے طرفہ رنگ	نرالا ہی سارے زمانے سے ڈھنگ
سراسر فقیرانہ پوشاک ہے	دل افسردہ ہے جان غمناک ہے
پریشان ہے زلف پیچان کی طرح	جگر چاک رکھتا ہے مژگان کیطرح
ستمدیدہ چرخ بے پیر ہے	مری طرح برگشتہ تقدیر ہے
جو ہم مشرب درد پایا اُسے	حضوری مین اپنی بلایا اُسے
کیا اُسنے انکار اِس بات سے	رُکا راہ ورسم ملاقات سے
یہ خواہش زبس دلگدازی سے تھی	غرض اپنی مہمان نوازی سے تھی
دوبارہ نہ پھر سینے تکرار کی	نہ طالب ہوئی وجہ انکار کی
خواصین کئی ساتھ لیکر شتاب	چلی شوق مین خود مین خانہ خراب
تمنائے اسباب مین دور سے	ملی آکے اُس مرد مغرور سے
اُس آفت زدہ نے نئی چال کی	خوشامد سے تفتیش احوال کی
مین مصروف حرف وحکایت ہوئی	سخن سنج رسم شکایت ہوئی
خدا جانے کیا سحر اُسنے کیا	وہ کشتی چلی مثل موج ہوا
دکھائی وہ پانی مین سرعت کی چال	کہ دم بھر مین طے کی رہِ چند سال
ہوئی جس گھڑی مجکو اپنی خبر	تو یہ رنگ نیرنگ آیا نظر
نہ وہ گھر ہے اپنا نہ وہ شہر ہے	فقط مین ہون یا آب کی لہر ہے
کسی سمت دریاے پُرشور مین	وہ کشتی چلی جاتی ہے زور مین
ہوئی سخت مضطر کہ یہ کیا ہوا	یہ کیسا ستم کا فلک پھٹ پڑا
جب اُسنے سنائی تری داستان	رُکی مشق آہ و فغان سے زبان
تھکا حوصلہ جان بیتاب کا	ہوا جوش کم چشم پُر آب کا
ہوا محو تسکین دلِ بیقرار	چلی چار ناچار مین اشکبار
کبھی دل کو غم گردشِ دہر کا	کبھی داغ بربادیِ شہر کا
کسی دم فراق وطن کا ملال	کبھی خندۂ ہمنشین کا خیال
کبھی تیرے ملنے کی دل مین امنگ	کبھی وسعتِ شوق سے سینہ تنگ
غم بیدیاری سے بیدل ہوئی	ملاقات یون تیری حاصل ہوئی

جب اس طرح وہ کشتۂ تیغ غم — ہم کہہ چکے داستان الم

سپہر شکست محبت بہانے لگے — دل و دیدہ الفت جتانے لگے

اسی قصر جنت نشان مین مدام — فراغت سے رہنے لگے صبح و شام

دل افروز کا وفادار پر مرنا خلوت مین باہم عہد و پیمان کرنا مہر شاہ سے رخصت ہو کر وطن کا رستا لینا جزیرے کا خراج معاف کر دینا

پلا ساقیا ساغر مل مجھے — کہ خود رفتہ کر آج بالکل مجھے

کچھ آجائے طبع رسا رنگ پر — کروں شعر موزوں نئے ڈھنگ پر

نرالا ہو نیرنگ الفت رقم — کھلائے نئے پھول شاخ قلم

دم فکر الفاظ و معنی بیان — سناؤں عجب رنگ کی داستان

کہ جب وہ گل و بلبل باغ عشق — ملے اسطرح کھا کے سو داغ عشق

سبکدوش بار الم سے ہوے — رہا حلقۂ دام غم سے ہوے

ارادے ترکے فکر انجام کے — بڑھے حوصلے عیش و آرام کے

دلوں مین ہم ساز ہونے لگا — مرادوں کا آغاز ہونے لگا

ترقی پر آئین وفاداریان — رہین وصل کی روز طیاریان

مے وصل کے دور چلنے لگے — جوانی کے ارمان نکلنے لگے

امنگین دلوں مین ہوئین بیحجاب — بڑہا حد سے طوفان جوش شباب

دلوں سے غم ہجر کھونے لگے — لپٹ کر شب و روز سونے لگے

دل افروز جو محرم راز تھی — قیامت ادا محشر انداز تھی

جو دیکھا کی دن رات یہ رنگ ڈھنگ — ہوئی دل مین اسکے بھی پیدا امنگ

وفادار پر جان دینے لگی — بلائین شب و روز لینے لگی

جگہہ دل مین شور محبت نے کی — قیامت بپا یاد قامت نے کی

سکون کم ہوا بیقراری بڑھی — گھٹا ضبط فریاد و زاری بڑھی

تپ غم سے دل خاک ہونے لگا — جگر خود بخود چاک ہونے لگا

اٹھانے لگا دل محبت کے ناز — کیا غم نے پیدا جگر سے نیاز

غم و غصہ و ذلت کھانے لگی ۔ دل آسودگی منہ چھپانے لگی
شکر خند زہر ہلاہل ہوا ۔ مزا تلخکامی سے حاصل ہوا
سکوت سخن سے ہوا ساز دل ۔ خموشی سے کہنے لگی راز دل
یہی فکر کیونکر ہم آغوش ہون ۔ کرون کیا کہ حسرت فراموش ہون
مگر شرم سے مثل گل خیال ۔ کسی سے نہ کہتی نہ سنتی یہ حال
مبادا کہ ہو رشک گل کو خبر ۔ کرے طعن و تشنیع ہر بات پر
خموشی سے باتین بناتی رہی ۔ پڑی جو مصیبت اٹھاتی رہی
گھٹی دل ہی دل مین شب و روز وہ ۔ جلی مثل شمع جگر سوز وہ
اسی طرح وہ نازبردار غم ۔ رہی مدتون تک گرفتار غم
ہوئی زندگی تلخ انجام کو ۔ ترسنے لگی عیش و آرام کو
غرض چھپ کے اک روز اغیار سے ۔ ملی وقت خلوت وفادار سے
سنایا غم عشق نے خان وہان ۔ کیا رو کے بے پردہ راز نہان
بیان کی تڑپ جان بیتاب کی ۔ کہی داستان برق و سیماب کی
وفادار نے سنکے یہ حال دل ۔ کہا اے دل افسردہ پامال دل
سنبھال آپ کو حد سے مضطر نہو ۔ ذرا آدمیت سے باہر نہو
یہ الفت ہے منہ کا نوالہ نہین ۔ جگر سوزی داغ لالہ نہین
نظر شوق مین جب سے تجھپر پڑی ۔ مرا بھی یہی حال ہے ہر گھڑی
غم نامرادی سے شام و سحر ۔ کہون کیا گذرتی ہے کیا جان پر
ز خود رفتہ مین روز اول سے ہون ۔ طپان روز و شب تیری چھل بل سے ہون
محبت مین غم بسکہ کھاتا رہا ۔ مزا زندگانی کا جاتا رہا
مگر کیا کرون سخت مجبور ہون ۔ ادب مانع وصل ہے دور ہون
نہ بے غم سمجھ اس جدائی سے تو ۔ نہ بدظن ہو ناآشنائی سے تو
نہ دوری وسیل صبوری بود ۔ کہ بسیار دوری ضروری بود
انیس دل و جان ہے تیرا خیال ۔ ترے غم سے بیغم رہون کیا مجال
بس اب گھر کو چلتا ہے شاہ جہان ۔ خدا کے کرم سے پھونچکر وہان

ملین گے بہم جسم سے جان سے
یہ سنکر وفادار سے سوز و ساز
اگر واقعی راست ہے یہ بیان
کہا اُسنے گر ہو کبھی اور کا
بگولے کے مانند شام و سحر
جو سونگھون کسی کی مین زلفِ سیاہ
اگر دیکھین آنکھین رخِ مہتاب
لگاؤن کسی کو اگر مین گلے
اگر بوسۂ غیر کی چاہ ہو
اگر یے ترے دل ہو مشتاق باغ
اگر مین کسی گل سے ہون ہمکنار
کسی کے جو سینے سے سینہ ہوس
ہر اِک بات پر اُسنے کھا کر قسم
تجھی کو دل و جان سے چاہونگا مین
مگر شرط ہے اے بُتِ فتنہ گر
نظر پاک رکھہ شکلِ اغیار سے
یہ سُنکر دل افروز نے رو دیا
ازل سے مین تیری پرستار ہون
سوا تیرے مطلب نہین اور سے
پسِ مرگ بھی تا دیارِ عدم
اگر تجکو باور نہو بے وفا
تری طرح کھاتی ہون مین بھی قسم
اگر قول سے اپنے پھر جاؤن مین
اگر زلف پھانسی ہو اغیار کی
اگر سر رکھون زانوِ غیر پر

نکالین گے ارمان اعلان سے
دل افروز بولی کہ اے دلنواز
تو میرے ترے ہو قسم درمیان
سوا تیرے سودا کسی طور کا
اوڑاتا پھرون خاک بالاے سر
پریشان رہون صورتِ دودِ آہ
بنین بے بصر مثلِ چشمِ حباب
چھُری بنکے ہر سانس میری چلے
تو ہر دم لبون پر مرے آہ ہو
برنگِ گلِ لالہ ہو داغ داغ
جلون خود بخود مثلِ شاخِ چنار
ہمیشہ رہے چاک مثلِ قفس
کہا اے دل افروز کر ضبط غم
جو کہتا ہون دل سے نباہونگا مین
نہ ڈال آنکھہ تو بھی کسی اور پر
نہ پھر عمر بھر قول و اقرار سے
کہا اے وفادار کہتا ہے کیا
تو گل ہے تو مین بلبلِ زار ہون
نہ بدظن ہو دل مین کسی طور سے
بھرونگی مین تیری محبت کا دم
مرے عہد و پیمان و اقرار کا
نہین جھوٹ ہرگز خدا کی قسم
تو دنیا کی آنکھون سے گر جاؤن مین
مجھے مانگ ہو بارھ تلوار کی
پھنکتی رہون صورتِ شعلہ سر

جو آئے کسی کی جبین کا خیال — بنون بدر سے گھٹکے تشکل ہلال
یہ آنکھین کسی سے اگر چار ہون — پئے چشم پلکین سر خار ہون
جو رخسار ہون بوسہ گاہِ خیال — رہین مثل شعلہ طمانچون سے لال
ترے ذکر کے لب جو شیدا ہون — لب زخم کی طرح گویا نہون
خوش آئے کسی کی جو گردن مجھے — بنے طوق زر طوق آہن مجھے
ملون گر حنا ہجر مین بیدرنگ — لہو بنکے ٹپکے ہتیلی سے رنگ
کرون گرم اگر پہلوِ غیر مین — بنون شعلۂ آتش دَیر مین
اگر ہون کسی اور سے ہم بغل — نپاؤن مین نخل جوانی سے پھل
کسی کے ہون گر ہاتھ طوق میان — بنون مین کمر کی طرح بے نشان
کبھی سیب نخل تمنا تلک — بشر کیا نہ پہونچے گا دست ملک
کرون کوچۂ غیر مین گر خرام — تو گلگشت جنت ہو مجھپر حرام
دل افروز نے بعد قول و قسم — کہا اے وفادار جاتے ہین ہم
حسد سے کہین رشک گل ہو کے تنگ — غرور جوانی مین لائے نہ رنگ
عوض صلح کے مفت لڑنا پڑے — بنے میرے دم پر بگڑنا پڑے
یہ کہہ کر دل افروز رخصت ہوئی — روانہ سوئے کنج خلوت ہوئی
ہوا عشق دمساز دونون طرف — ملا فتنہ پرداز دونون طرف
اودھر دل مین برق محبت طپان — ادھر شور محشر شریک فغان
اودھر ماتم نوجوانی کا شور — ادھر کاہش و ناتوانی کا زور
اودھر دمبدم مرگ کی آرزو — ادھر بہر تسکین کفن روبرو
اودھر گریۂ اشک بیچارگی — ادھر بیکسی قصد آوارگی
غرض رہ گئے کچھ دن بصد کرّ و فر — کیا شاہزادے نے عزم سفر
بڑھا پیش خیمہ یمن کی طرف — ہوا جادہ فرسا وطن کی طرف
اراکین دولت پس مہر شاہ — چلے بہر رخصت پریشان تباہ
لیے ساتھ سامان تاج و نگین — وہان سے روانہ ہوا مہ جبین
سواران جنگی بہین و یسار — دورویہ پیادون کی آگے قطار

بڑھی آگے آواز شیپور کی / صدا منہ چھپانے لگی صور کی
لب آب دریا پہونچکر تمام / گھڑی بھر ہوئے جلوہ بخش قیام
منگا کر وفادار نے کشتیان / لگا دین لب آب بحر روان
پس حکم دستور عالی مقام / ہوار اُسمین آکر ہوئے خاص و عام
وفادار و شہزادہ نے بھر کے آہ / کہا وقت رخصت کہ ای مہر شاہ
بہت ہم سے پہونچی اذیت تجھے / رہی گھر مین تکلیف غربت تجھے
شریک غم و یاس حرمان رہا / ہمارے سبب سے پریشان رہا
ہم اس امر مین سخت مجبور تھے / مسافر تھے بیکس تھے معذور تھے
کہان تک ادا شکر خدمت کرین / نہو شرح گر تا قیامت کرین
ہوا ہو اگر امر کوئی خلاف / ہم اسدم ہین امیدوار معاف
یہ سن سن کے رونے لگا مہر شاہ / کہا اے خداوند عالم پناہ
یہ فرماتے ہین آپ ارشاد کیا / حقیقت مری کیا ہے بنیاد کیا
نمکخوار ہون آپ کے باپ کا / یہ جو کچھ ہے صدقہ ہے سب آپ کا
جو خدمت کرون عین عزت مری / یہی میری دولت سعادت مری
غرض مہ جبین سے لگا کر گلے / کہا دو اجازت مسافر چلے
خراج اوس جزیرے کا تھا جس قدر / معاف اسکو فرما دیا سربسر
معافی کا پروانہ لکھ کر دیا / اُسے حاکم مستقل کر دیا
وہ رخصت سوی شہر و خانہ ہوا / جزیرے کی جانب روانہ ہوا
یہ چارون دُر بحر عز و وقار / ہوئے ایک کشتی مین آکر سوار
بڑھے چھوڑ کر ساحل آب کو / چلے دیکھتے موج و گرداب کو

دریا مین طوفان کا آنا کشتی کا پاش پاش ہو جانا دل افروز و رشک گل کا زنگبار مین پہونچکر صدمہ اوٹھانا

دیے جا ابھی جام ساقی مجھے / کھٹکتا ہے یہ ہوش باقی مجھے
روان کشتی بادہ ناب کر / مجھے غرقہ عالم آب کر

خرابی کی حالت مین لیکر قلم ۔ کرون ہم جبین کی تباہی رقم
کہ جسدم وہ کشتی چلی مثل باد ۔ سوئے ملکِ مقصود و شہر مراد
سرِ آب وہ غیرتِ کہکشان ۔ ہوئی صورتِ موجِ دریا روان
برابر کسی روز و شب زور مین ۔ روانہ رہی بحرِ پر شور مین
قضا را چلی تند اک دن ہوا ۔ تلاطم سے موجین بنین اژدہا
اوڑا بادبان پھٹ کے مثلِ سحاب ۔ گئی ٹوٹ دم کی طرح ہر طناب
دگرگون رخِ آبِ دریا ہوا ۔ ہوا کے طمانچون سے نیلا ہوا
ہلاکت کے ڈر سے ہوے سب اداس ۔ نگاہون مین پھرنے لگی شکلِ یاس
اُٹھے ہاتھ عرضِ دعا کے لیے ۔ گرے سجدون مین التجا کے لیے
ولیکن نہ سیفی زبان کی چلی ۔ نہ حکمت کسی نکتہ دان کی چلی
کسی سے نہ مشکل کشائی ہوئی ۔ نہ سر سے ٹلی آفت آئی ہوئی
جو قسمت مین افتاد تھی پڑ گئی ۔ وہ کشتی کسی کوہ سے لڑ گئی
جگر کی طرح ہوگئی پاش پاش ۔ کسی نے نہ کی پھر کسی کی تلاش
جدائی کا طوفان اُٹھا ہر طرف ۔ روان تختہ تختہ ہوا ہر طرف
وفادار و شہزادہ گلعذار ۔ چلے ایک تختے کے اوپر سوار
دل افروز حسرت زدہ نیم جان ۔ ہوئی تختۂ رشکِ گل پر روان
یہ دونون کئی دن بلا مین رہین ۔ گرفتارِ بیم و رجا مین رہین
نہ خیل و خدم تھا نہ اسباب تھا ۔ فقط ہر طرف عالمِ آب تھا
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا انھین ۔ مصیبت مین دن رات رونا انھین
گلا پیاس سے لب تک آیا کیا ۔ دعا کا اثر منہ چھپایا کیا
دلون مین نیا دم بدم اضطراب ۔ رگِ جان مضطر رگِ موجِ آب
کئی روز گذرے اسیطرح جب ۔ ہوئین کاوشِ بخت سے جان بلب
یہ جانا کہ تختے کو اب چھوڑ کر ۔ کرین قصۂ زندگی مختصر
یکایک ہوئی شکل ساحل عیان ۔ زمین کا ہوا ایکجانب گمان
دکھائی دیے دور سے کچھ شجر ۔ نظر آئے اوڑتے ہوے جانور

سنبھالا دل و جانِ بیتاب کو
نصیبون سے پاکر موافق ہوا
یہ دونون مصیبت زدہ غم نصیب
وہان سائے مین بیٹھہ کر دو گھڑی
کسی دن سے جز خونِ دل خواب مین
ہوئی فکر کچھہ توڑ کر برگ و بر
مگر ناتوانی نے رخصت نہ دی
اندھیرا سا پیشِ نظر چھا گیا
جو صدمہ ہوا جانِ غمناک پر
قضا را شہِ زنگ فیروز شاہ
لیے ساتھہ فوج و نشان و علم
تہِ نخل دیکھا کہ دو سیم تن
پریشان و برہم ہین سنبل سے بال
برو دوش مین عمدہ پوشاک ہے
خموشی ہے گرمِ سخن گل کی طرح
قریب آکے آواز دی چند بار
کھلی آنکھہ جسوقت آیا نظر
کہین کثرتِ فوج طبل و علم
ہجومِ خلائق سے دل کو یہ ڈر
مگر بے ادب تیرہ باطن تمام
مروت حیا حلم سے سب نفور
کیے پردہ دامان صد چاک سے
ہجومِ مصیبت سے چہرہ اوداس
اُنھین پاکے پامالِ رنج و محن
کہا اے آفتابِ سپہرِ شرف

ہوئین دیکھہ کر خوش لبِ آب کو
وہ تختہ زمین بوس ساحل ہوا
اُتر کر گئین اک شجر کے قریب
ہوئین مثلِ سرو سہی اوٹھکر کھڑی
نہ کھایا تھا اس عالمِ آب مین
کرین نوش جان مثلِ ملواے تر
ہوئی ناتوانی سے حالت ردی
اگئے ہوش دونون کو غش آگیا
گرین مثلِ سایہ وہین خاک پر
پئے صید تھا عازمِ صیدگاہ
اودھر ہوکے نکلا وہ گردون حشم
پڑے ہین برنگِ گلِ یاسمن
خزان دیدہ و زرد ہین گل سے گال
مگر سو جگہہ مثلِ دل چاک ہے
لب آمادہ شورِ بلبل کی طرح
وہ بیہوش گو نہ ہوئین ہوشیار
قیامت کا ہنگامہ بالاے سر
کہین مجتمع پاسبان و خدم
مبادا کہ شق ہو زمین کا جگر
سیہ روز مانے مین مانندِ شام
بھرا ہے مین سوداے کبر و غرور
یہ دونون اُٹھین بسترِ خاک سے
پراگندہ گیسو پریشان حواس
ہوا یون شہِ زنگ گرمِ سخن
ہوا کیونکر تمھارا گذر اسطرف

یہان کس لیے بخت لایا تمھین
ہوئین اس طرح کیون اسیرِ محن
مربی وہان کون تھا آپ کا
کہا رشکِ گل نے کہ اے بادشاہ
عیان کو بیان کیا کرین آپ سے
بشکل ہوا ہے اسیرِ حباب
تہِ آسمان مثلِ دُرِ خوشگوار
اگر تھے دُرِ تاجِ شاہی تو کیا
ہمین تو جہان مین بنا کر غریب
یہ سُن سُن کے باتین شہِ زرنگار
کہا آپ کوئی نہ غم کیجیے
یہان سے ہے نزدیک دولتسرا
کہا خیر و مجبور و بے بس ہین ہم
معیبت زدہ ہین دل افگار ہین
سزاوار ہمکو ستانا نہین
بہت ضد نہ مغموم سے چاہیے
زیادہ نہین طاقتِ عرضِ حال
غرض ساتھ لے کر اُنھین بادشاہ
روا رو وہ جتنے تھے وحشی نژاد
الگ اِک مکان مین اُتارا اُنھین
ضرورت کی چیزین جو درکار تھین
کنیزانِ خوش رنگ لیلی نگار
ہر اک طور سے بات کی بات مین
مہیا کیے جملہ سامانِ عیش
بظاہر کوئی صورتِ غم نہ تھی

یہ دن کیون فلک نے دکھایا تمھین
چھٹا کس مصیبت سے شہر و وطن
بتادو مجھے اپنے مان باپ کا
نہ کچھ پوچھیے حالِ روزِ سیاہ
چھٹے ہوکے مجبور مان باپ سے
کیا ہمکو قسمت نے خانہ خراب
نہین ہمکو اپنے وطن کی خبر
رہی گھر مین عالم پناہی تو کیا
پھراتے ہین بے آب و دانہ نصیب
ہوا صورتِ ابرِ تر اشکبار
خوشی ہو تو اتنا کرم کیجیے
وہان چلکے ہون آپ رونق فزا
شہنشاہ ہین آپ بیکس ہین ہم
فلک کی جفاؤن سے ناچار ہین
بجلے دل کا بہتر جلانا نہین
حذر آہِ مظلوم سے چاہیے
رہے آبرو کا ہماری خیال
وہان سے چلا جانبِ تخت گاہ
ہوئے داخلِ شہرِ تیرہ سواد
دیا ہر طرح کا سہارا اُنھین
وہ پہلے سے ہر سمت طیار تھین
ہوئین آکے حاضر بہین ویار
سجا اُس مکان کو اُسی رات مین
رہین روز و شب اُسمین وہ جان حزین
کسی حال مین چشم پُر نم نہ تھی

مگر دل مین ہنگامہ شورِ عشق ؕ
غمِ مہ جبین و وفادار سے
یہی غم دلون مین یہی جان مین ؕ
نہ بچے یا کہین غرق دریا ہوئے
اسی طرح چندے وہ مہمان رہین
وہان بھی نہ قسمت کی کاوش گئی
لگا لائی اُس گھر مین جب بیکسی ؕ
نیا رنگ فیروز لانے لگا ؕ
شوِ رشکِ گل کرکے ہر دم نگاہ
حضورِ اُسکی الفت کے رازِ نہان
وہ سُن سُن کے اُسکے خیالات خام
نہ نکلی لگاوٹ سے جب آرزو ؕ
یہ سوچا کہ جو کچھ ہوا انجام کو
اُسی دن سے شوقِ ملاقات مین
برادر تھا اِسکا کوئی روسیاہ
تکلف سے نزدیک مجبرِ ردان
حسینون مین دن رات وہ بدگہر ؕ
خبر سُنکے خوبان دلخواہ کی ؕ
پسِ عرضِ تسلیم بولا کہ ہم ؕ
پریزاد مہمان ہین آپ کے ؕ
یہان اُنکو اسوقت بُلوائیے ؕ
اُسی وقت بہروز کے ساتھ ساتھ
جہان جلوہ گر تھین وہ خورشید ماہ
اُنھین دیکھ کر اُڑ گئے اُنکے ہوش ؕ
کہا رشکِ گل کو کہ یہ نونہال ؕ

وہی جانِ بیتاب پر زورِ عشق ؕ
پٹاتی تھین سر سنگِ دیوار سے
کہ پیش آئی کیا اُنکو طوفان مین
خدا جانے وہ غمزدہ کیا ہوئے
نصیبون کے ہاتھون سے نالان رہین
کہ پیش آئی اک اور آفت نئی
ہوئی ہر طرح کی اُنھین بیکسی ؕ
اُنھین دیکھنے روز آنے لگا ؕ
دمِ سرد بھرنے لگا روسیاہ
اشارے کنائے مین کرتا بیان
اوڑا دیتی باتون مین ہر صبح و شام
بگڑ کر ہوا درپئے آبرو ؕ
اچھوتا نہ چھوڑون دل آرام کو
ستم کیش رہنے لگا گھات مین
زمانے مین مشہور بہروز شاہ ؕ
بنایا تھا اُسنے الگ اِک مکان
وہین عمر کرتا تھا اپنی بسر
وہ آیا ملاقات کو شاہ کی ؕ
یہ سُنتے ہین اے خسروِ جم حشم ؕ
پرستان ایوان ہین آپ کے ؕ
ہمین بھی جمال اُنکے دکھلائیے
چلا ہاتھ مین دے کے فیروز ہاتھ
وہین پہونچے یہ مثلِ ابرِ سیاہ
ہوئین شکلِ تصویرِ بیجان خموش
پسندِ طبیعت ہے مجکو کمال ؕ

دل افروز سے تو ہم آغوش ہو
ئے عیش پی غم فراموش ہو

یہ سنکر وہ کافر ہوا دل مین شاد
کہا بے مشقت بر آئی مراد

خوشی پاکے بہروز فیروز کی
بڑھا حد سے جانب دل افروز کی

وہ بھاگی سرو رجوانی کی طرح
بڑھا یہ غنیم ناگہانی کی طرح

وہ بیساختہ گر پڑی چاہ مین
یہ ٹھوکر لگی مر گیا راہ مین

ہوا چرخ تک شورِ ماتم بلند
کیے کان اپنے فرشتون نے بند

گریبان ہوئے چاک دونون طرف
سرون پر اڑی خاک دونون طرف

نہ کچھ بن پڑی جبکہ فیروز کو
کیا دفن اُس عاقبت سوز کو

محل مین کئی روز ماتم رہا
ہر اک صورتِ زلف برہم رہا

دل افروز پر دیکھ کر یہ ستم
ہوئی رشک گل اور بھی پر الم

گئی روتی سر پیٹتی چاہ پر
رہی دیر تک مضطر و نوحہ گر

یہ چاہا کہ دے ساتھ اُس ماہ کا
بھرے خاک سے اپنی مُنھ چاہ کا

سنبھالا خواصون نے آکر اُسے
بٹھایا سرِ تخت لاکر اُسے

کوئین مین اُتارا جو غواص کو
نیا پایا دُر بحر اخلاص کو

نہ ثابت ہوا گرتے ہی ناگہان
زمین کھا گئی اُسکو یا آسمان

تھکے جستجو کر کے غواص جب
کہا رشک گل سے یہ حالِ عجب

وہ حسرت سے رو پیٹ کر رہ گئی
مصیبت جو سہنی نہ تھی سہہ گئی

اُسی غمکدے مین وہ ماہِ تمام
الگ سب سے رہنے لگی صبح و شام

دل افروز کا چاہ مین راہ پانا اور عالم حیرت مین قدم بڑھانا مہ لقا پری کی ملاقات آپس کے حرف و حکایات

پلا ایسی مے ساقیِ نازنین
کہ ہر آنکھ ہو کیفت مین دوربین

ور عرصۂ غیب آئے نظر
کرون عالمِ ظاہری سے سفر

پرستان مین چند مدت رہون
پریزادون سے حال اپنا کہون

زبان تک نہ آنے دون مضمونِ غیر
دکھادون طلسمِ معانی کی سیر

غرض جب دل افروز اُس چاہ مین
زمین تک گئی زور مین تیر سی
جو گھبرا کے کھینچا اُسے ناگہان
نکل کر شرابور اُس راہ سے
کھلین جب آنکھین تو آیا نظر
نہ انسان کوئی نہ حیوان ہے
ہوئی دل مین مضطر کہ پروردگار
بن آئی نہ کچھ بختِ ناکام سے
وہ میدان وہ عالمِ درد و یاس
نہ کھانا نہ پینا میسر کہین
اکیلی روان تھی وہ خستہ جگر
قریب اُسکے جسدم رسائی ہوئی
یہ دیکھا کہ وہ نخل باغِ جنان
عوض پھل کے ہر شاخ مین جانور
مگر سب کے چہرے ہین انسان کے
فصاحت بلاغت سے ہر صبح و شام
قریبِ شجر ایک تالاب ہے
کنارے پر اوسکے نظر جب پڑی
نہ آتش نہ شعلہ مگر ہر زمان
وہ طائر اسے دیکھ کر خستہ حال
کہ تو اے دل افروز آئی کہان
جو تو دیکھتی ہے نگر کچھ عجب
نہ غمگین ہو پھنسکر طلسمات مین
یہ سُنکر دل افروز خانہ خراب
پہونچکر تھکی ماندی زیرِ شجر

گری عالمِ حسرت و آہ مین
وہان دیکھی اک چنبر زنجیر سی
کھلا ایک در مثلِ بابِ جنان
چھٹی صدمۂ ظلمتِ چاہ سے
وہان ایک میدان وحشت اثر
اوداسی برستی ہے سنسان ہے
یہ کیسے ہین رازِ نہان آشکار
چلی اک طرف غافل انجام سے
وہ دل مین ہزارون طرح کا ہراس
نہ سایا کہ دم لے ٹھہر کر کہین
کہ آیا نظر سامنے اک شجر
عجب طرح قدرت نمائی ہوئی
بلندی مین ہے ہمسرِ آسمان
لٹکتے ہین کھولے ہوئے بال و پر
سخن مین ہین اُستادِ سحبان کے
بہم کرتے ہین ہر زبان مین کلام
لطافت مین بے مثل و نایاب ہے
دکھائی دی پتھر کی پُتلی کھڑی
نکلتا ہے مُنہ سے برابر دھوان
ہوئے اسطرح جلوہ بخشِ مقال
تجھے اسطرح کون لایا یہان
طلسمی یہان کارخانہ ہے سب
کہ حامی ترے ہم ہین ہر بات مین
ہوئی اور بھی ہمدمِ اضطراب
گری کثرتِ ضعف سے خاک پر

وہین فرش مین دن بھر تپت دلربا
چھپا پردۂ شب مین جب آفتاب
کھلی آنکھ اندک دل افسردگی
یہ بیٹھی ہوئی بھوکی پیاسی وہان
یکایک وہ تصویر گویا ہوئی
ہلا خود بخود بید ہوا وہ شجر
وہ سب کو دکر حوضِ پُر آب مین
قریب آکے مہمان ناشاد کے
کہا اے دل افروز ڈرنا نہین
نہ پہنچے گا آسیب کوئی تجھے
یہان ہوگی اب بزم آراستہ
ہوا سے اسی جا قریبِ درخت
شہِ جن کی بیٹی حسین دلربا
پئے سیر آئیگی جسدم ادھر
اگر وہ بلائے تجھے پیار سے
اوسی وقت آکر دمِ گفتگو
عجب کیا کرے رہنمائی تجھے
یہ کہکر پریزاد رخصت ہوئی
اوسی دم چھڑک کر زمین پر گلاب
بچھایا تکلف سے پاکیزہ فرش
جلائین شب افروز شمعین وہان
مہیا یہ سامان جب ہو چکا
ہوا شعلہ اک آسمان پر عیان
وہ جسوقت آیا قریبِ نظر
ملوکانہ آئین داند از سے

پڑی رہ گئی صورتِ نقش پا
ہوا جلوہ گر چرخ پر ماہتاب
گئی بیخودی جانِ پُر سوز کی
فلک کی شکایت سے تھی تر زبان
صدا اک مہیب اوس سے پیدا ہوئی
عوض پھل کے تھے جس قدر جانور
ہوئے جلوہ گر شکلِ نایاب مین
دلاسے دیے لطف و امداد کے
کوئی دل مین اندیشہ کرنا نہین
مبارک ہو فالِ نکوئی تجھے
بہم ہونگے خوبانِ نوخواستہ
گھڑی بھر مین آترینگے پریونکے تخت
لقب جسکا عالم مین ہے مہ لقا
رہیگی یہان رات بھر جلوہ گر
نہ کرنا دل آزردہ انکار سے
سب احوال کرنا بیان روبرو
نظر آئے مشکل رہائی تجھے
ہر اک سمت مصروفِ خدمت ہوئی
کیا خاک کو غیرتِ مشکناب
کہ بوسے تصور مین لے جسکے عرش
زمین کو کیا ہمسرِ آسمان
وہان جمع سازِ طرب ہو چکا
زیارت گہِ چشمِ افلاک یان
تو روشن ہوا چند رنگِ قمر
سرِ تخت ہین جلوہ گر نازسے

یکایک ہوا سے وہین وہ سریر — ہوا صورت صاعقہ جا نگیر
اوتر کر حسینان نوخاستہ — ہوئین رونق بزم آراستہ
برنگ عروسان فرخندہ بخت — ہوئی مہ لقا زینت افزاے تخت
کنیزان زرین قبا سیمبر — برابر برابر ہوئین جلوہ گر
خوش آیا جو بزم مسرت کا رنگ — دوبالا ہوئی مہ لقا کی امنگ
اشارے سے ساقی گلفام کے — لیے ہنس کے بوسے لب جام کے
اوٹھین گاینین بہر آغاز رقص — ہوئے ساز نغمے کے دمساز رقص
ادھر جام صہبا کے چلنے لگے — ادھر نغمہ تر نکلنے لگے
ادھر رخصت ہوش ساغر کے ساتھ — ادھر فتنۂ حشر ٹھوکر کے ساتھ
ادھر طایر ہوش پرواز مین — ادھر سحر زہرہ ہر آواز مین
یہ ہنگامۂ عیش تھا ناگہان — کیا ایک نے مہ لقا سے بیان
کہ وارد یہان ایک انسان ہی آج — پہر دن سے ناخواندہ مہمان ہی آج
شکر لب ہین افسون ہے گفتار مین — قیامت کے فتنے ہین رفتار مین
نزاکت پری کی ادا حور کی — چمک رخ مین خورشید پرنور کی
وہ عصمت کہ مریم صفت دمبدم — ملک اوسکے دامن کی کھائین قسم
مگر کشتۂ تیغ ایام ہے — ستمدیدۂ بخت ناکام ہے
خدا جانے کیا بیتی آئی اوسے — کہ قسمت یہان کھینچ لائی اوسے
یہ سنکر دیا مہ لقا نے جواب — کدھر ہی وہ غیرت دہ آفتاب
خدا کے لیے جلد جاؤ ابھی — مرے پاس عزت سے لاؤ ابھی
اگر وہ نہ آئے تو مین خود چلون — وہین اوس گرفتار غم سے ملون
اوسی دم پریزاد دینے دوڑ کر — بیان کی دل افروز سے یہ خبر
کہا اوسنے انکار مجھکو نہین — کوئی عذر زنہار مجکو نہین
مگر شرم آتی ہے اس حال سے — ملون کیا مین اوس صاحب اقبال سے
وہ بلقیس اقلیم جاہ و حشم — مین آوارہ کوچہ درد و غم
یہ کہہ کر اوٹھی تھام کر اوسکا ہاتھ — چلی اوس پریزاد کے ساتھ ساتھ

جب آئی دل افروز نزدیک تخت — اوٹھی شاد و خرم وہ فرخندہ بخت
دل افروز نے جھک کے تسلیم کی — جگہ شاہزادی نے پہلو مین دی
نہایت محبت سے پوچھا مزاج — کہا ہم سے کہیے جو ہو احتیاج
اکیلی کدھر رونق افزا ہوئین — بیابان مین کیون جادہ فرسا ہوئین
گوارا ہوا کیون سفر آپ کو — دیا کس لیے داغ مان باپ کو
پرستان مین کیون وطن چھوڑ کر — پریشان پھرتی ہو شام و سحر
مقدر کے ہاتھن پھیریا آپ سے — بگڑ کر چلی آئین مان باپ سے
یہ سنکر دل افروز رونے لگی — ہوئی منفعل جان کھونے لگی
کہا کیا کرون عرض مین آپ سے — چھٹی کس طرح اپنے مان باپ سے
پھرا کرتی ہون خانہ بردوش کیون — جہان مین ہون راحت فراموش کیون
کبھی وقت فرصت مین پامال غم — کرونگی بیان آپ سے حال غم
دم عیش و ہنگامہ دلنشین — مصیبت کا اظہار اچھا نہین
یہ سنکر دیا مہ لقا نے جواب — بہت خوب بہتر نہایت صواب
دل افروز کے ساتھ پچھلے پہر — کیا نوش خاصہ اسی تخت پر
گھڑی دو گھڑی اور جلسا رہا — اسی طرح ہنگامہ برپا رہا
سنی آمد صبح کی جب نوید — ہوئی عارض شب کی رنگت سفید
کہ تھین نوعروسان آراستہ — ہوئی محفل عیش برخاستہ
چھپا چشم ظاہر سے سامان وہ — بنا پھر کف دست میدان وہ
پریزاد سب لوٹ کر خاک پر — بنے اوس درخت کہن کے ثمر
چلی تخت پر بیٹھ کر مہ لقا — دل افروز بھی ساتھ مثل صبا
خیال آئے جیسے دل صاف مین — وہ داخل ہوئی پردۂ قاف مین
اتارا امکان پدر مین اوسے — رکھا مثل مردم نظر مین اوسے
کنیزان کلرنگ محشر خرام — ہوئین آکے خدمت مین حاضر تمام
کوئی ساز سامان ایسا نہ تھا — وہان جو بکثرت مہیا نہ تھا
تھا نہ تجمل سے وہ سرو ناز — ہوئی صورت جنتی بے نیاز

دل افروز کو مثل دل مہ لقا
نہ کرتی تھی پہلو سے دم بھر جدا

بغیر اُسکے خاصہ منگاتی تھی وہ
یہ جبتک نہ کھاتی وہ کھاتی تھی وہ

کبھی بار لطف و مدارات مین
بدلواتی پوشاک و نزات مین

کسی طرح وحشت ہو کم جان کی
دکھاتی تھی سیرین پرستان کی

یہ سب تھا مگر بخت ناکام سے
گھڑی بھر نہ رہتی تھی آرام سے

غم رشک گل سے جگر داغ داغ
کھلا سینے مین نامرادی کا باغ

یہی فکر کیا اُسکے دم پر بنی
مقدر سے کیسے بگڑ کر بنی

مرے بعد فیروز نے دمبدم
کیے جان پر اُسکی کیا کیا ستم

وفادار و شہزادہ مہ جبین
ہوے غرق یا ہیکلے کہین

خبر یہ نہین دونون مثل صدف
گئے جوش سیلاب مین کسطرف

غرض یونہین چندے بہ ہر اضطراب
رہی ظاہر آباد باطن خراب

اسے دیکھ کر مہ لقا نے حزین
کہا ایک دن سن تو اے نازنین

کھلی جاتی ہے کیسلیے دمبدم
تری جان سے دور کیا ہے الم

قسم میرے سر کی بتا حال دل
شب و روز تو کیون ہے پامال دل

جوانی مین افسردہ رہتی ہے کیون
خموشی سے دکھ درد سہتی ہے کیون

تجھے کام کیا بخت ناکام سے
گلہ کسکا ہے صبح تک شام سے

گل رخ ترا کس لیے زرد ہے
لب خشک پر کیون دم سرد ہے

تکلف سر مو نہ زنہار کر
جو تکلیف ہو مجھسے اظہار کر

دل افروز نے پاکے یون مہربان
کیا ماجرا سے مقدر بیان

مصیبت جو گذری تھی سب حرف حرف
کہی مہ لقا سے بطرز شگرف

وہ سن سن کے افسوس کرنے لگی
قلق مین دم سرد بھرنے لگی

کہا اے دل افروز تو غم نکر
منگاؤن گی پریون سے سبکی خبر

بس اب کو بکو خاک اوڑا مینگی یہ
ملین گے جہان ڈھونڈھ لائینگی یہ

یہ کہہ کر دل افروز ناشاد سے
مخاطب ہوئی اک پریزاد سے

کہا تو ابھی جا سوے زنگبار
گھڑی بھر نہ تاخیر کر زینہار

وہان کار فرما ہے اک بادشاہ ۔ سراپا برنگ سپہر و سیاہ
ستمگار ہے عاقبت سوز ہے ۔ نگون بخت کا نام فیروز ہے
کہین کی کوئی شاہزادی اُدہر ۔ تباہی مین نکلی تھی گھر چھوڑکر
پکڑے گیا اُسکو وہ زشت خو ۔ شب و روز ہے درپئے آبرو
اُسے جس طرح ہو چھڑالا ابھی ۔ مرا تخت لیجا اوڑالا ابھی
یہ سُنکر پریزاد وہ بیدرنگ ۔ روانہ ہوا جانب ملک زنگ

فیروز شاہ کی ستمگاری رشک گل کی عیاری

ادھر بھی کوئی دور ساقی شتاب ۔ مزے دے رہا ہے ہجوم شباب
جو بے پردہ ہے دخت رز و برو ۔ چھلکتا ہے جام مئے آرزو
نہین تاب امروز و فردا مجھے ۔ خدا کے لیے اب نہ ترسا مجھے
ہوا اس چمن کی ہے یون گلفشان ۔ کہ جب بخت یہ رنگ لایا وہان
دل افروز کے غم مین آٹھون پہر ۔ رہی رشک گل مدتون نوحہ گر
تڑپتی رہی صبح تک شام سے ۔ نہ سوئی کبھی شب کو آرام سے
زمانہ تھا نظرون مین وقت نگاہ ۔ برنگ شب مرگ ہر دم سیاہ
شب و روز رونے سے اک حال تھا ۔ پئے اشک ہر دیدہ غربال تھا
نہ تھمتے کبھی اشک یاقوت فام ۔ رگ لعل تھے سوے مژگان تمام
قضا را وہ اک شب قریب سحر ۔ ہوئی غفلت خواب سے بیخبر
یہ دیکھا کہ اک تخت افلاک سے ۔ اوترکر ملا تختہ خاک سے
کھڑے ہین قریب اُسکے اک پیر مرد ۔ مقدس خدا ترس اور اہل درد
یہ کہتے ہین اے رشک گل جلد تر ۔ ابھی ہو تو اس تخت پر جلوہ گر
سحر کو نہین پھر رہائی تری ۔ نہ تو ہے نہ یہ پارسائی تری
یہ سُنکر ہوئی مضطرب رشک گل ۔ یکایک گئی خواب سے آنکھ کھل
نہ وہ پیر آیا نظر سامنے ۔ نہ وہ تخت تھا جلوہ گر سامنے
تردد ہوا جان بیتاب کو ۔ پیام اجل سمجھی اُس خواب کو

یہی دل مین اُسوقت گذرا خیال
کہ شاید مرا ہے قریب انتقال

ادھر فکر تھی خوابِ جان سوز کی
اودھر کیفیت سُنیے فیروز کی

کہ جسوقت دلخستۂ وسوز ناک
ہوا مرکے بہروز پیوندِ خاک

کئی روز ماتم رہا شہر مین
مصیبت کا عالم رہا شہر مین

عزیزون نے سمجھا کے فیروز کو
بھلایا غمِ مرگ بہروز کو

کیا مائلِ جام وساقی اُسے
رہا ہوش مُطلق نہ باقی اُسے

شب و روز رہنے لگا تر دماغ
بنا نشے مین اور بھی خر دماغ

لحاظ وادب پاس جاتا رہا
قیامت کا وسواس جاتا رہا

یہ سوچا کہ آخر مین بدنام ہون
زمانے مین مشہور خودکام ہون

مرادون سے پھر کیون پشیمان رہون
غرض کیا جو ہر دم بُرا مان رہون

کہان تک حیا تا کجا پاس شرم
کرون رشکِ گل سے بغل آج گرم

یہ ٹھہرا کے دل مین چلا روسیاہ
ہوا آکے ہم پہلوِ رشکِ ماہ

وہ سر ہوگئی دیکھ کر اُسکے ڈھنگ
کہا دل مین کچھہ اور ہین آج رنگ

یہ ہنس ہنس کے باتین بنانے لگا
اُسے راہ پر اپنی لانے لگا

کہا رشکِ گل نے کہ اے بادشاہ
مری چاہ مین کیون ہے اتنا تباہ

مین افسانہ اپنا نئے طور سے
سناؤن اگر تو سُنے غور سے

کہا اُسنے کہیے خدا کے لیے
نہ خاموش رہیے خدا کے لیے

کہا اُسنے اے شاہِ عالی تبار
مرا باپ تھا تاجرِ نامدار

گھر مین زر و مال واسباب مین
ترقی تھی دن رات ہر باب مین

مگر بے ثمر مثلِ شمشاد تھا
ستمدیدۂ داغِ اولاد تھا

ہوئی جبکہ شامِ جوانی سحر
دکھایا دعائے دلی نے اثر

ہوئی بارور بانوِ پاک زاد
پھلی پھولی شاخِ نہالِ مراد

دل افروز دلسوختہ اور ہم
ہوئے بطن مادر سے پیدا بہم

پدر کو خوشی انتہا کی ہوئی
ضیافتِ عزیز اقربا کی ہوئی

مبارک سلامت ہوئی ہر طرف
دلون سے کدورت ہوئی برطرف

بلا کر اُسیوقت انجم شناس
جو ہو شکل طالع دکھاوٴ ہمین
نصیبون مین سے ہے چین یا بیکلی
اُنھون نے بڑی دیر تک چند بار
کہا پھر کہ اے خواجۂ ہوشمند
ترقی کرین شوکت و جاہ مین
مگر روشنی مین یہ اندھیر ہے
کہ یہ دونون پچیسوین سال تک
اگر مل گئین اتفاقاً کہین
نجومی تو کہہ سنکے رخصت ہوے
اسی وجہ سے نامرادی رہی
نکلنے نہ پائے کبھی گھر سے ہم
کیا بعد مدت پدر نے سفر
ہوا غرق دریا یکایک جہاز
دل افسردہ اور ہم پریشان خراب
کئی روز کے بعد ساحل ملا
اُٹھا کر ہمین اس بیابان سے
یہ جو کچھ کیا مین نے تجھسے بیان
صداقت کو اس حال پرسوز کی
اسی وجہ سے مین ہون تجھسے نفور
سمجھتا نہین بھید اسبات کا
گذر جانے دے دو برس اور تو
نحوست کے جب دن نکل جائینگے
ملین گے بہم مثل شیر و شکر
یہ سُن سُن کے دل مین فدا بادشاہ
کہا تم نہ دل مین کرو کچھ ہراس
بھلائی برائی بتاوٴ ہمین
ستارون سے ہوتا ہی کیا منجلی
کیا پہلے کچھ اُنگلیون پر شمار
ستارے ہین انکے نہایت بلند
ہمیشہ رہین پہلوے شاہ مین
عجب اختر بخت کا پھیر ہے
رہین مرد سے دور زیر فلک
تو زندہ زن و مرد دونون نہین
اقارب اسیر مصیبت ہوے
اسی غم سے موقوف شادی رہی
رہے آجتک دور شوہر سے ہم
تجارت کا اسباب لیکر ادہر
ہوئے زندگانی سے سب بے نیاز
چلے اک طرف لیکے مثل حباب
پڑے تھے کہ تو شاہ عادل ملا
لے آیا گھر اپنے بڑی شان سے
سر مو نہین فرق اے مہربان
حقیقت ہے بس مرگ تہ بروز کی
اسی سے رہا کرتی ہون دور دور
مزا چاہتا ہے ملاقات کا
اسی طرح چندے ترس اور تو
سعادت نصیب اپنے دکھلائینگے
رہینگے ہم آغوش شام و سحر
تعجب سے کی رشک گل پر نگاہ

کہا آج سے تجکو ای رشکِ گل
چھڑایا اجل سے مری جان کو
ترا بندۂ لطف و احسان ہون مین
نہ آؤن گا مین صبح کیا شام بھی
وہان سے یہ کہہ نکلے فیروز شاہ
اراکین دولت سے آکر کہا
جو کچھ حکم دے آج سے رشکِ گل
توقف گھڑی بھر نہ تاخیر ہو
ادھر گھر مین یہ رشکِ ماہِ تمام
کنیزون سے خوش ہو کے ہر کام مین
یہانتک کہ وہ جلوہ آرائے دید
کئی روز کے بعد فیروز سے
کہ ہوتا چلا ہے جنون کا خلل
کوئی دل کی حسرت نکلتی نہین
ارادہ ہے ای شاہ نازک دماغ
کبھی سیر کو مَین جایا کرون
دلِ آرزومند پر رکھ کے ہاتھ
رگِ سبزۂ تر کو ہر گام پر
خیابان مین چھو کر کبھی گل کو مین
کبھی دیدۂ نرگسِ خوابناک
تہِ نخلِ گل بیٹھکر دو گھڑی
یہ سُنکر ہوا بادشہ باغ باغ
طلب جلد میرِ عمارت ہوا
جو تھے اور معمار استادِ فن
کہا ان سے اک باغ رشکِ بہشت

کیا ملک کا اپنے مختار کل
کہا شہ سے آگاہ ہو نادان کو
ارادون سے اپنے پشیمان ہو مین
نہ لون گا کبھی وصل کا نام بھی
گیا منفعل جانبِ بارگاہ
رہے یاد یہ سبکو کہنا مرا
اُسے دم بجا لائین سب جز و کل
سرِ مو نہ تبدیل و تغییر ہو
فراغت سے رہنے لگی صبح و شام
لُٹانے لگی گھر کو انعام مین
ہوئین سب کی سب بندۂ زر خرید
کہا رشکِ گل نے بڑی سوز سے
پریشان رہتی ہون مین آج کل
گھڑی بھر طبیعت بہلتی نہین
لبِ آب دریا بنے ایک باغ
گھڑی دو گھڑی غم بھلایا کرون
نسیمِ چمن کے پھرون ساتھ ساتھ
بناؤن مین زنجیرِ پائے نظر
پریشان کرون ہوش بلبل کو مین
کرون قطرۂ اشکِ شبنم سے پاک
لبِ طفلِ غنچہ کے دیکھون ہنسی
کہا آج ہی اے گلِ خوش دماغ
وہ آمادہ حسبِ اشارت ہوا
ہوے آکے پابوسِ شاہِ زمن
بناؤ لبِ آب کو ثمر سرشت

نہ رہ جائے کوئی تکلف کہین — سراپا ہو مثلِ جنان دلنشین
اگر دیکھے چشمِ افلاک یان — زمین پر ہو خلدِ برین کا گمان
یہ سنکر وہ رخصت ہوئی شاہ سے — گئی سوئے دریا اسی راہ سے
وہان جاکے دیکھی زمین راغ کی — اسی روز ڈالی بنا باغ کی
ہزارون ہوئے مستعد کام پر — بنانے لگے صحن و دیوار و در
مہینا نہ گذرا کہ وہ گل زمین — ہوئی رشک افزائے خلدِ برین
خیابان خیابان چمن در چمن — لگائے گل و لالہ و یاسمن
چنبیلی سے وقتِ سحر جابجا — نگاہون مین عالم شبِ ماہ کا
گل و لالہ ہر سمت آتش فشان — زمین پر شفق گون فلک کا گمان
ہر اک نخل مانند نخلِ بہشت — طراوت نژاد و نضارت سرشت
کرون گر بیان حالِ طراوت رقم — ابھی سبز ہو خشک شاخِ قلم
بشر پر شجر ہین جو سایہ فگن — بنے موج دریا قبا کی شکن
اگر خضر لین دم ٹھہر کر وہان — عصا ہو تہ خاک ریشہ دوان
ہجومِ نباتات سے ہر کہین — ہوئی موج سبزہ مین پنہان زمین
ہوا باغ جب خوب آراستہ — اٹھی سنکے وہ سروِ نوخاستہ
اسی وقت حاضر سواری ہوئی — قدمبوس بادِ بہاری ہوئی
جلیسون کے ہمراہ رشکِ قمر — ہوئی ایک سکھپال مین جلوہ گر
کنیزان نسرین تن و گلعذار — ہوئین آگے پیچھے رتھون مین سوار
لیے ساتھ سامان جاہ و حشم — چلی دیکھنے باغ رشکِ ارم
لٹاتی ہوئی سیم و زر راہ مین — وہ داخل ہوئی باغ دلخواہ مین
زمینِ چمن پر جو رکھا قدم — خمیدہ ہوئی پاؤن پڑکر قدم
گلے ملنے دوڑی نسیمِ بہار — زرِ گل کیا بلبلون نے نثار
ہجومِ طرب گدگدانے لگا — لبِ برگِ گل مسکرانے لگا
بڑھی شوق نظارہ مین جو امنگ — تو گذرا نظر سے یہ گلشن کا رنگ
کہ چارون طرف سبزہ بوستان — پڑا مست لیتا ہے انگڑائیان

گل و لالہ ہین ہر طرف باغ باغ
فلک پر ہے بادِ صبا کا دماغ
نہان ہوی شادی لبِ گل مین ہے
نویدِ طرب شورِ بلبل مین ہے
سیان گل و لالہ و ارغوان
صبا کرتی پھرتی ہے اٹھکھیلیان
گلستان مین ہر سو متاعِ شمیم
لیے پھرتا ہے کاروانِ نسیم
چمن سنبلِ تر سے ہر صبح و شام
بنا صورتِ گیسوِ مشک فام
زمین پر عوض سایے کے نور ہے
ہر اک نخل نخلِ سرِ طور ہے
گلون سے ہے آباد طرفِ چمن
کہین ارغوان ہے کہین یاسمن
کہین نغمہ مرغِ سخن ساز کا
کہین شور بلبل کی آواز کا
کہین دل کی صورت بھری جوبار
کہین چشم عاشق بنی آبشار
غرض دیکھ کر یہ گلستان کا رنگ
دوبالا ہوئی عیشِ دل کی امنگ
حریصِ تماشا وہ مہوش ہوئی
اسی باغ مین شب فروکش ہوئی
کئی روز مثلِ گلِ نوبہار
رہی اس گلستان مین لیل و نہار
خیابان خیابان چمن مین پھری
گل و لالہ و یاسمن مین پھری
بڑھا شوق سیرِ چمن کے لیے
نگاہون نے بوسے گلون کے لیے
ہر اک تختۂ باغ عنبر سرشت
زمینِ چمن سب زمینِ بہشت
حسینان نوخاستہ کا ہجوم
ہر اک سمت ناز و کرشمہ کی دھوم
کوئی مستِ جامِ مئے ناز سے
کوئی بیخبر اپنے انداز سے
کوئی خانمان سوزِ صبر و قرار
کوئی شوخ ادا فتنۂ روزگار
کوئی رحم بیگانہ ظلم آشنا
کوئی شعلہ رو تند خو گرم ادا
تبسم ہنسی دل لگی قہقہے
اسی طرح شب بھر رہے چہچہے
فلک تارون سے تھا جبینِ عروس
کہ ناگاہ آئی صدائے خروس
شفق سوے مشرق نمایان ہوی
سیاہی نگاہون سے پنہان ہوئی
ستارون کی ضو منہ چھپانے لگی
چراغون کی لو جھلملانے لگی
گیا جانبِ خوابگہ ماہتاب
اوٹھا آنکھ ملتا ہوا آفتاب
لیئے سیر دریا چلی رشکِ گل
ہوئین ساتھ وہ فتنہ پردازِ کل

پہونچکر لبِ آب وہ دلربا
سماں کیا کرون اُس گھڑی کا بیان
سہانا سا وہ وقت دمسازِ صبح
وہ بے نور ہونا رخِ ماہ کا
وہ ٹھنڈی ہوائین وہ پانی کا زور
عجب نور تھا ہر طرف جلوہ گر
وہ کشتی جدھر صورتِ کہکشان
بچھاتے سرِ راہ آنکھین حباب
پئے دید پانی سے ہر جا نور
بنے فلس ماہی کے بے اختیار
غرض دیر تک سیرِ دریا رہی
چڑھا دن تو وہ غیرتِ آفتاب
سوئے قصرِ شاہی روانہ ہوئی
غرض وہ ملی خسروِ زنگ سے
بہت خوش ہوا سُنکے فیروز شاہ
کہا اے پری ہو مبارک یہ باغ
شب و روز خندان رہو گل کیطرح
گھڑی بھر ٹھہرکر وہ رشکِ قمر
ہوا پھر تو معمول دائم یہی
اُسی باغ مین جا کے مثلِ بہار
ہمیشہ غمِ عشق سے داغ مین
دلِ آشفتہ اکدن پئے سیرِ گل
سمائی یہی دل مین وقتِ خرام
اس آفت مین ہر چند مر جاؤن مین
بنی جس سے تھی جب وہی مر مٹی

ہوئی ایک کشتی مین رونق فزا
ہر اک شئ سے آثارِ قدرت عیان
وہ شب کی تمامی وہ آغازِ صبح
وہ جھرمٹ حسینان دلخواہ کا
وہ ہر سمت مرغانِ آبی کا شور
کہ نظارہ حیرت مین تھا دیکھ کر
روان ہوئی بالائے آبِ روان
قدمبوس کو دوڑتی موجِ آب
نکل کر پٹکتا لبِ آب سر
رہِ شوق مین دیدۂ انتظار
چپ و راست محوِ تماشا رہی
سفینے سے اُتری فلس مین شتاب
شرف بخشِ ایوان خانہ ہوئی
کہا حالِ باغ اُس سیہ رنگ سے
محبت سے کی رشکِ گل پر نگاہ
ہمیشہ رہو سیر سے باغ باغ
رہے زیبِ لب نغمہ بلبل کی طرح
قدیمی مکان مین ہوئی جلوہ گر
کہ ہفتے مین دو دن وہ سروِ سہی
بسر کرتی فرقت کے لیل و نہار
کبھی گھر مین رہتی کبھی باغ مین
چلی حسبِ معمول جو رشکِ گل
کہ فیروز سے لیجیے انتقام
مگر نام کچھ اپنا کر جاؤن مین
مجھے کیا رہے یا کہ یہ گھر مٹے

یہ جینا تو بے مہ جبین سے ہے عبث
دل افروز کا آجتک دہر مین
کچھہ ایسے فلک کے ستائے چھٹے
مصیبت مین عالم جوانی کا ہے
یہی کچھہ سمجھکر وہ جادو نگاہ
کوئی شے جو ممکن نہ تھی اور سے
بچا کر نظر قصد کامل کیا
بڑے لطف سے خوانِ ولخواہ مین
یہ عرضی مین لکھا کہ اے جم حشم
یہ کھانا جو ارسال خدمت مین ہے
اسے دل لگی شوق کی راہ سے
خوشی ہے یہی میرے دل کی حضور
وہ کھانا جو پونہچا وہان وقت پر
بہت خوش ہوا پڑھ کے فیروز شاہ
پڑا ہاتھہ کھانے پر اُسکا ادھر
اُٹھی چھپ کے سب سے سراسیمہ وار
اُدھر زہر نے کام اپنا کیا
اُدھر شاہ کا دم فنا ہو گیا
بلند اسطرف شور ماتم ہوا
اُدھر دام غم مین پھنسے جزو کل
اُدھر فکر زنجیر و زندان ہوئی
بدل کر اراکین دولت نے روپ
مگر کامیابی نہ حاصل ہوئی
یہان ایکدن رات مثلِ حباب
ہوئی روزِ دوم جو پیدا سحر

یہ سیرِ گل و یاسمین ہے عبث
پتا بھی نہین ہے کسی شہر مین
ملے پھر نہ اپنے پرائے چھٹے
مجھے کیا مزہ زندگانی کا ہے
ہوئی درپئے مرگِ فیروز شاہ
وہ اِسنے پکائی کسی طور سے
شریک اسمین زہرِ ہلاہل کیا
روانہ کیا خدمتِ شاہ مین
خدیوِ جہان و جہانِ کرم
بہت خوب و بیمثل لذت مین ہے
پکایا ہے مینے بڑی چاہ سے
کرین آپ اِسکو تناول ضرور
ہوا پیش معروضہ سیمبر
کہا کیا ہے لاؤ حضورِ نگاہ
ادھر باغ مین اسکو پھونچی خبر
ہوئی اپنے بجرے مین تنہا سوار
اِدھر اِسنے دریا کا رستا لیا
اِدھر کھل کے بجرا ہوا ہو گیا
اِدھر فکر انجام کا غم ہوا
ادھر قید سے چھٹ گئی رشکِ گل
ادھر موج لیکر گریزان ہوئی
پئے رشکِ گل کی بہت دوڑ دھوپ
عمر قرنری وسعیِ باطل ہوئی
رہی آبِ دریا مین کشتی خراب
یہ قدرت کے نیرنگ آئے نظر

کہ دو عورتین خوبرو نیکبخت
نمایان ہوئین آکے بالاے تخت

اُتر کر لب آب ساحل شتاب
وہ دریا مین کودین بصد اضطراب

اسے دیکھ کر ڈر سے غش آگیا
اندھیرا سا پیش نظر چھا گیا

اُسی بجرے مین گر پڑی سیمبر
رہی پھر نہ اپنی پرائی خبر

قریب آکے مانند موج صبا
لیا اسکو بجرے سے غش مین اُٹھا

بٹھا کر برابر اُسے تخت پر
اوڑین صورت بوے گلبرگ تر

گھڑی بھر مین پہونچین پرستان مین
اُتارا اُسے ایک ایوان مین

کسی نے خبر کی دل افروز کو
چلی لے کے وہ ایک دل سوز کو

قریب آکے دیکھا تو ہی رشک گل
مگر شمع عقل و خرد ہوش گل

منگا کر کنیزون سے چھڑکا گلاب
کھلے گو نہ وہ دیدۂ نیمخواب

ہوا برطرف دل سے غش کا اثر
اُٹھی ہوکے بیتاب وہ بیخبر

دل افروز نے اُٹھ کے مجرا کیا
قدم پر سر التجا رکھدیا

لگا کر گلے سے اُسے رشک گل
یہ روئی کہ رونے لگے جزو کل

بہے سُرخ رنگ اشک ہر آنکھ سے
لہو بنکے ٹپکا جگر آنکھ سے

کہا ہاے پیاری مجھے چھوڑ کر
اکیلی چلی آئی منہ موڑ کر

نہ سمجھی کہ بے میرے گھبرائیگی
اکیلی یہ گھٹ گھٹ کے مرجائیگی

دل افروز تجھسے نہ تھی یہ امید
ہوا کس قدر خون تیرا سفید

کہا اُسنے ای رشک گل کیا کہون
تری واقعی مین گنہگار ہون

رفاقت مین تقصیر مجھسے ہوئی
حقیقت مین تقصیر مجھسے ہوئی

ولیکن اگر تو کہانی مری
سُنی مجھسے دم بھر زبانی مری

تو سارے گلے شکوے کو بھول جاے
مری بیکسی پر بہت رنج کھاے

جگر داغ ہو داغ دھویا کرے
مرے حال پر خون رویا کرے

کہا اُسنے بی سچ ہای جتنا کہو
عجب ہے نصیبون سے جو کچھ ہو

خفا چرخ برگشتہ تقدیر ہے
عبث شکوہ بیکار تدبیر ہے

بہم دونون د نزات سہنے لگین
غم و درد آپسمین کہنے لگین

ایک جن کی مدد سے مہ جبین کا غرق دریا سے نجات پانا طلسمات کی قید سے دلبر پری کو چھڑانا

اٹھا جام اے ساقی جم حشم ہے — کہان تک رہون غرق دریائے غم
ذرا موج بادہ ابھارے مجھے — بہا کر لگا دے کنارے مجھے
حکایت کرون مہ جبین کی رقم — سناؤن مین افسانۂ درد و غم
کہ جس تختے پر تھے وفادار شاہ — روانہ سر آب شام و پگاہ
کئی روز کے بعد وہ ایکبار — ہوا ساحل بحر سے ہمکنار
اترنے کی طاقت انھین تھی کہان — اسی پانی مین گر پڑی ناگہان
عقاب ایک پیدا ہوا سے ہوا — زمین گیر حکم خدا سے ہوا
در آیا وہ دریائے پر شور مین — اوڑا لے کے شہزادے کو زور مین
تھکے جبکہ پرواز سے بال و پر — اسے رکھدیا اک جگہہ کوہ پر
کھلی آنکھہ غش سے تو آیا نظر — قریب ایک بیٹھا ہوا جانور
قوی جثہ بالا بلا تیز چنگ — پر اسکے سپید و سیہ سرخ رنگ
ہوئی خوف سے اسکی رنگت سفید — لرزنے لگا صورت شاخ بید
کہا اسنے اے شاہ فرخندہ پے — کوئی شئے ترے پاس ایسی بھی ہے
کہ ہون جس سے مشکلکشائی کے کام — اسیری مین نکلین رہائی کے کام
یہ سنکر ذرا کھو گیا اور بھی — تحیر مین چپ ہو گیا اور بھی
وہ طائر وہین لوٹ کر خاک پر — بنا اک پریزاد رشک قمر
کہا پھر کہ اے شاہ عالیجناب — مری عرض کا دیجیے کچھہ جواب
تب اسنے کہا کیا کہون آپ سے — نہایت پشیمان ہون آپ سے
کوئی شئے مرے پاس ایسی نہین — مصیبت مین جو کام آئے کہین
کہا یہ تو ہرگز نہ مانونگا مین — ترے جھوٹ کو سچ نہ جانونگا مین
نجومی نے دی ہے مجھے یہ خبر — کہ دریا مین اک شاہ عالی گہر
بلائین زمانے کی سہتا ہوا — سر آب آتا ہے بہتا ہوا

آ سے جا کے دریا سے باہر نکال
وہی ہوگا تیری مہم کا کفیل
پرستان مین سُنکے تیری خبر
لیا آکے آبِ رواں مین تجھے
نجومی نے جو کچھ کیا تھا بیان
مرے دل کو کسطرح آئے یقین
اگر راست کہتا ہے تو بےخطر
جو کھولا دوپٹے کو اُسنے وہان
پریزاد اُسے دیکھ کر خوش ہوا
اسے پاس رکھ ہوشیاری کے ساتھ
مرا تجھسے اتنا فقط کام ہے
حقیقی مری ایک چھوٹی بہن
اُسے سب تہِ چرخ نیلوفری
مرے دل کو اُس رشکِ شمشاد سے
نہین چین ہے اُسکے دم بھر مجھے
یہان سے ہے کچھ دور پر ایک باغ
گل و گلبن و شاخ و برگ و ثمر
نہ گل واقعی ہین نہ صوتِ ہزار
قضا را پئے سیر وہ ایک روز
تماشائے گلشن بلا ہوگئی
کسی طرح چھوٹی نہ تدبیر سے
اگر تو گوارا مشقت کرے
یقین ہے وہ زندانِ غم ٹوٹ جاے
کہا شاہزادے نے بہتر ابھی
مگر میرے بر جا نہین ہین حواس

قرینے سے خدمت مین کر عرضِ حال
وہی ہے ترے حق مین خضرِ دلیل
اُوڑا صورتِ طائرِ تیز پر
نہ چھوڑا غمِ بیمِ جان مین تجھے
وہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا یہان
کہ وہ شے ترے پاس ہرگز نہین
مرے سامنے کھول اپنی کمر
ہوئی ایک مچھلی سُنہری عیان
پسِ شکر یہ مہ جبین سے کہا
رہے گا خوشی کامگاری کے ساتھ
اگر ہو سکے باعثِ نام ہے
گل اندام و گل فام و گل پیرہن
لڑکپن سے کہتے ہین دلبر پری
زیادہ محبت ہے اولاد سے
شبِ ہجر ہے روزِ محشر مجھے
فرح بخش و دل لطف بخش و دماغ
تمامی ہین حیرت فروشِ نظر
فقط سحر و جادو کی ہی سب بہار
ہوئی اُس گلستان مین وہ دلفروز
وہان سحر مین مبتلا ہوگئی
بگر مکر بنی پھر نہ تقدیر سے
کہون جس طرح صرفِ ہمت کرے
مصیبت سے دلبر مری چھوٹ جاے
مین لاتا ہون اُسکو چھڑا کر ابھی
بلا ہوگئی ہے مجھے بھوک پیاس

کئی دن سے کچھہ تینے کھایا نہین ؎
کھلا دے جو تھوڑا ابھی کھانا مجھے
یہ سنکر پریزاد دوا لا تبار ؎
گھڑی بھر مین کچھہ لے کے آب و طعام
کہا مہ جبین سے کہ لے ہاتھہ دھو
توقف مناسب نہین ہے یہان ؎
اسی دم یہان سے سفر چاہیے ؎
غرض کھا کے کھانا وہ گردون وقار
گیا ہوگا کچھہ دور وہ بخت مند
بنی سبز شیشے کے دیوار و در ؎
درخشندہ سب آب زر کے نگار
صفا سے ہای بے پردہ رخسار گل ؎
رسائی ہوئی جب در باغ تک
تامل سے دیکھا تو آیا نظر ؎
صفا صورت باب دار السلام ؎
پڑا قفل سونے کا زنجیر مین ؎
پریزاد نے مہ جبین سے کہا
اکیلا تو اب جا کے نزدیک در
نظر آئے جو تجھکو شکل پلید ؎
وہ دیدیگا کنجی تجھے بیدرنگ
پھر آ کے جو منظور آغاز ہو
خبر دے جو یہ مخبر دلپسند ؎
بڑھا سنکے شہزادۂ ذی وقار
ابھی قفل تک ہاتھہ پہنچا نتھا
اسے دیکھہ کر وہ ہوا خشمگین ؎

کہین برگ و بر ہاتھہ آیا نہین ؎
تو پھر کیا ہے دشوار جانا مجھے ؎
اوڑا سنکے طائر سو کوہسار
پھرا صورت فکر گردون خرام
جو کھانا ہو کھا کر مرے ساتھہ ہو
خدا جانے کیا لائے رنگ آسمان
مقام خطر ہے حذر چاہیے ؎
بڑھا جانب باغ جادو نگار ؎
کہ آئی نظر اک عمارت بلند ؎
منقش بشکل فلک سربسر ؎
بسان رخ اختر نوربار ؎
میسر ہے باہر سے دیدار گل ؎
چمک سے گئی آنکھہ اسکی جھپک
دلاویز اک سرخ شیشے کا در
دورویہ بنا سبز مینے کا کام ؎
کشائش نہین جسکی تقدیر مین
کہ سن اے عدو بند و کشور کشا
لگا ہاتھہ اس قفل کو بے خطر
یہ مچھلی اسے دے کے لے لے کلید
نہ لائیگا کچھہ درمیان عذر لنگ
اسی کنجی سے مشورت ساز ہو
اسی کے موافق ہو تو کاربند
سو قفل دروازۂ زر نگار ؎
کہ پیدا ہوا سرخ اک اژدہا
بنا قہر مین شعلۂ آتشین ؎

نکلنے لگے منہ سے خونخوار کے — ہزارون شرر ساتھ پھنکار کے
اُٹھا کر سرِ کفچہ کو ایکبار — جہنم کی صورت ہوا شعلہ بار
وہ شعلہ بڑھا جانبِ مہ جبین — کہا اسنے مچھلی دکھا کر وہین
مین دیتا ہون تیری امانت تجھے — تو کر اسکی کُنجی عنایت مجھے
یہ سنتے ہی اُس آسمان جاہ سے — پھرا شعلۂ اژدھا راہ سے
کلید ایک زرّین اُگل دی وہان — ہوا سانپ مچھلی کو لے کر نہان
نہ شعلہ نہ آیا نظر اژدہا — اکیلا وہان شاہزادہ رہا
اُٹھا کر جو کُنجی کو دیکھا تو بس — یہ تحریر تھا اے شہِ دادرس
اس افسون کو پڑھ کر لگا و کلید — کرو در سے بندِ قفل ناپدید
غرض اسنے کھولا درِ باغ کو — بڑھا سیر برگ و برِ باغ کو
جو پونہچا وہان حسن تقدیر سے — یہ دیکھا کہ جادو کی تاثیر سے
زمانے مین ہے جلوہ گر آفتاب — وہان شب ہے تابندہ ہی ماہتاب
خیابان ہین ہر سمت گلہاے باغ — فروزندہ ہین صورتِ شبچراغ
درختون مین پھولی ہوئی ہے شفق — تمامی ہین پتے طلا کے ورق
ثمر ہین شکر بخشِ کامِ امید — مگر شکل بیضہ سراپا سفید
جہان تک ہی روئیدہ سبزہ وہان — وہ سب زرد ہے صورتِ زعفران
مگر دیکھنے کے یہ نیرنگ ہین — اگر کھائیے تو وہی ڈھنگ ہین
مزے مین تفاوت سرِ مو نہین — کسی طرح بے لطف و بدبو نہین
یہ عالم جو دیکھا تو حیران ہوا — بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا
کہ قسمت کہان کھینچ لائی مجھے — نہین جس سے ممکن رہائی مجھے
اسی دھن مین وہ پاے بندِ بلا — دلیرانہ کچھ اور آگے بڑھا
قریب اک شجر کے یہ آیا نظر — کہ آلودہ خون پڑا ہے پدر
برنگِ گلِ تر ہے زخمون سے چور — تڑپتا ہے مثلِ دلِ ناصبور
اجل کی فقط منتظر جان ہے — کوئی دم کا دم اور مہمان ہے
لپک کر جو پونہچا یہ نزدیک تر — کہا اُسنے آ جلد جانِ پدر

اٹھا کر بٹھا بستر خاک سے ۔ نہ آنکھیں چرا چشم نمناک سے
ذرا دیکھ لوں وقت آخر تجھے ۔ کہاں پاؤں گا حشر تک پھر تجھے
اٹھانے لگا جب شہ جم حشم ۔ کیا اسنے افسون کوئی پڑھ کے دم
ہرن بنکے لی اسنے صحرا کی راہ ۔ ہوا غائب آنکھوں سے وہ روسیاہ
پریزاد یہ ماجرا دیکھ کر ۔ وہین آکے پہونچا برنگِ نظر
زمین سے اٹھا کر وہ زرین کلید ۔ اوڑا مثلِ رنگِ رخِ نا امید
گمان کی طرح آن کی آن مین ۔ ہوا آکے داخل پرستان مین
پریزاد تھا کوئی استادِ فن ۔ جہاندیدہ و یادگارِ زمن
یہ حالِ زبون سنکے اسنے کہا ۔ نہین کوئی تدبیر اسکے سوا
کہ آہو کو پہلے گرفتار کر ۔ تامل توقف نہ زنہار کر
پھر اپنا اور اسکا برابر لہو ۔ کسی ظرف مین لے کے رکھ روبرو
یہ معجون اسی خون مین کر کے تر ۔ چھڑک دے اس آہو کے رخسار پر
اسی وقت بنجائے گا آدمی ۔ حسین خوبرو دلربا آدمی
یہ سنکر پریزاد رخصت ہوا ۔ روانہ سوِ دشتِ غربت ہوا
پھرا مدتوں جستجو مین خراب ۔ نہ پایا کہین صورتِ شکلِ خواب
قضا را کسی دن بیابان مین ۔ یہ پھرتا تھا آہو کے ارمان مین
یکایک سوِ راست کچھ دور تک ۔ غزالوں کا اک غول آیا نظر
اسے دیکھ کر سب گریزان ہوے ۔ روان سوے کوہ و بیابان ہوے
مگر ایک آہو کھڑا رہ گیا ۔ اسے چشمِ حسرت سے دیکھا کیا
پریزاد کے دل مین گذرا خیال ۔ کہ شاید یہی ہے طلسمی غزال
یہی سحر سے بنگیا ہے ہرن ۔ اسی کے ہی قالب مین شاہِ زمن
ادھر گھات مین تھا یہ بیٹھا ہوا ۔ کہ ناگاہ اک شیر پیدا ہوا
اسے دیکھ کر آہوِ برق دم ۔ کھڑا رہ گیا ڈر سے گم کردہ رم
وہ آیا ہرن پر برنگِ قضا ۔ پریزاد اوڑا لے کے مثلِ ہوا
رہا شیر ناکام نخچیر سے ۔ ہرن بچگیا حسنِ تقدیر سے

اُتارا اُسے لا کے اک کوہ پر
نکالا کمر سے وہین نیشتر

کچھ اپنا کچھ اسکا کیا جسم چاک
بنا یہ سکے خون غازہ روے خاک

لہو مین وہ کُنجی ڈبو کر شتاب
دیے چھینٹے آہو کے مُنہ پر شتاب

اُسی وقت اللہ کی شان سے
بنا شاہ انسان حیوان سے

گرا پاؤن پر اُس پریزاد کے
کہا صدقے اِس لطف و امداد کے

جو ممنون منت ہون مین آپ کا
نہ احباب کا ہون نہ مان باپ کا

یہ کہہ کر چلا جانب باغ پھر
ہوا دل مین تازہ وہی داغ پھر

پریزاد نے دے کے کُنجی کہا
کہین اب نہ ہونا اسیر بلا

مصیبت مین مان باپ کو دیکھ کر
نکرنا ذرا اُنکی جانب نظر

اگر دوست بھی کوئی زخمی ملے
لگانا گلے سے نہ سُننا گلے

جو پیش آئے مشکل طلسمات مین
تامل جہان ہو کسی بات مین

اسی کُنجی مین دیکھنا غور سے
خبر جس طرح دے اُسی طور سے

حصول مطالب مین کرنا عمل
بر آئے گا ہر کام دل بے خلل

یہ سُنکر پریزاد سے مہ جبین
چلا جانب گلشن دلنشین

ہوا باغ جادو مین جسدم گذر
یہ دیکھا کہ مادر بجاے پدر

اُسی طرح زخمی ہے تلوار سے
سراپا ہے تر خون کی دھار سے

کہا دیکھ کر اُسنے اے مہ جبین
مری تو خبر ہاے لیتا نہین

مصیبت مین کیسی مری جان ہے
تجھے سیر گلزار کا دھیان ہے

بلا لون ادھر آ برائے خدا
مجھے اپنا صدقہ اُٹھا کر بٹھا

نہ یون تشنہ لب چھوڑ جانی مجھے
پلا دے دم نزع پانی مجھے

یہ سُنکر دیا کُچھ نہ اسنے جواب
بڑھا پیشتر صورت موج آب

یہ جاتا تھا پھرتا ہوا چار سو
حجاب تھے ہر طرح کے روبرو

بلورین نظر آئی بارہ دری
کدورت سے خالی صفا سے بھری

درخشان ہے چرخ کہن کیطرح
سراپا سجی ہے دلھن کی طرح

وردن مین ہین پردے زری کے پڑے
جسے دیکھ کر ہون فرشتے کھڑے

بشکلِ کفِ دست مرد سخی — کھلی ہے قریب اُسکے سورج مکھی
گلِ داغِ دل کی طرح پھول پر — سیاہ ایک آتا ہے بھونرا نظر
تحیر کے عالم مین خستہ تباہ — بڑھا یہ اُسی سمت مثلِ نگاہ
دلیرانہ پونہچا جو پردے کے پاس — ہوا خود بخود دل مین پیدا ہراس
نظر ڈالی کمسنی پر اسنے وہان — ہوا اُس سے یہ رازِ مخفی عیان
کہ تو جاکے پہلے قریبِ شجر — کسی طرح بھونرے کو قابو مین کر
اُسے مار کر بیخطر بے ہراس — بڑی ہوشیاری سے رکھ اپنے پاس
پھر اُس پھول کو توڑکر ہو روان — سوِ پردہ قصرِ جنت نشان
جو تصویر جادو لے راہ مین — انھین دونون سے کام ہے راہ مین
یہ ثابت ہوا جب بڑے غور سے — کیا مہ جبین نے اُسی طور سے
چلا پھر کے بارہ دری کی طرف — بڑھا پردہائے زری کی طرف
ہجومِ تمنا مین آکر شتاب — اُٹھایا دلیرانہ زرین حجاب
اُسی عالمِ حیرت انگیز مین — در آیا مکانِ دلاویز مین
وہان کے عجایب جو آئے نظر — گیا اُسکے ہوش و خرد نے سفر
تحیر کے عالم مین سکتا ہوا — چلا آگے ہر سمت تکتا ہوا
قریب ایک دالان آیا نظر — ارادہ کیا مہ جبین نے ادہر
ملی راستے مین اِسے اک عجوز — عرق ریز مانند برفِ تموز
قیامت کی مکارہ و حیلہ کار — ستونِ مکان سے بندہی استوار
بہ تنگ رگ موی تن ناتوان — نقاہت سے خود اپنے دل پر گران
بھوین تک تھین پیری سے اُسکی سپید — ہر اک دم دمِ واپسین کی امید
لہو کی کہین جہینٹ تن مین نہین — کوئی دانت باقی دہن مین نہین
اجل کی کشش گر نہو ہمقدم — کبھی سینے سے آئے لب تک نہ دم
جبین سے قدم تک ہزارون شکن — ضعیفی سے بحرِ فنا موجزن
مگر دل تھا شوقین پیری مین بھی — طبیعت تھی آزاد اسیری مین بھی
بڑھاپے مین جیوڑا مزیدار تھا — بناوٹ سے ہر دم سر و کار تھا

بلا تھا سرِ خم شدہ ناف سے — گوندھے بال تھے سرخ موباف سے
دوپٹے مین تھی سرخ اطلس کی گوٹ — دلون پر لگے برق کی جس سے چوٹ
جڑاؤ پڑے ین کانون مین بجلیان — شب و روز پرتو سے گوہر فشان
کئی بار تہ کی تھین جب چھاتیان — سمائی تھین انگیا مین تب چھاتیان
پھنسی کرتی محرم کھنچی چست و تنگ — عیان نوجوانی کے جس سے امنگ
لب و چشم مین مسّی سرمہ مدام — اسے زیست بے کنگھی چوٹی حرام
اسے وہ زنِ ساحرہ دیکھ کر — ہوئی بیکسون کی طرح چشم تر
کہا گڑگڑا کر کہ اے مہ جبین — مرا اس مصیبت مین کوئی نہین
مین واری ترے صدقے مان باپ — دلھن چاند سی لائے تو بیاہ کر
ہمیشہ تجھے شادمانی رہے — ترو تازہ باغ جوانی رہے
مرادون سے اپنی رہے کامیاب — ترے بیری بیری طرح ہون خراب
تو زندہ رہے رہتی دنیا تلک — مجھے کھول دے کچھ نہ لا دل مین تنگ
ذرا قید سے مین جو آزاد ہون — تو پھر اپنی بیتی ہوئی سب کہون
دم حشر تک مین تری جان کو — دعا دونگی مانونگی احسان کو
یہ سنکر پڑا تھا کہ آیا خیال — کہین یہ بھی کر دے نہ پہلا سا حال
مبادا بنا دے کوئی جانور — تباہی مین مارا پھرون عمر بھر
کچھ ایسا سمجھ کر بس اضطراب — وہ بھونرا دیا ٹھونس منہ مین شتاب
وہ چیخ اٹھی گھبرا کے یکبارگی — کہا ہائے قسمت کی بیچارگی
نگوڑا موئی کاٹے کو غارت کرے — مری طرح یہ بھی گیا یکسرے
ابھی وقت کھا جائے اسکو اجل — نہ پائے یہ شاخِ جوانی سے پھل
الٰہی ابھی آسمان پھٹ پڑے — مرے ساتھ یہ بھی زمین مین گڑے
یہ کہکر جو کی اسنے تھے ناگہان — ہوا آشکارا دہن سے دھوان
وہ دود سیہ بنگیا گرد باد — ہوا دم مین آندھی کا پیدا فساد
تڑپ برق رخشان ہو کھانے لگی — صدا رعد کی دل دکھانے لگی
یہ تیر تگ جو تب آیا نظر — ہوا مضطرب خسرو دادگر

قریب آکے جرات سے تدبیر سے ۔ لیا کار تسخیر شمشیر سے

اُسی عالمِ تیرہ و تار مین ۔ گیا اُسکو دو ٹکڑے اِک وار مین

گری پیر زن سرنگون خاک پر ۔ ہوا جلوہ گر مہر افلاک پر

نہ ظلمت نہ آندھی کا طوفان رہا ۔ نہ وہ عالم برق و باران رہا

بھگو کر لہو مین گلِ آفتاب ۔ بڑھا آگے وہ غیرتِ ماہتاب

یہ تھا اک طرف اپنی دھن مین رواں ۔ کہ آیا نظر اور نقشہ وہان

یہ دیکھا اُسے خالی ایوان مین ۔ بچھی اِک مسہری ہے دالان مین

پری ایک اُسپر ہے سرمستِ خواب ۔ ٹپکتا ہے عارض سے رنگِ شراب

اور اُسے جبین پر دھرے پشتِ دست ۔ پڑی ہے جوانی کے نشئے مین مست

پکارا بہت آکے بالین پر ۔ نہ چونکی کسی طرح وہ بیخبر

سنگھایا پھر اُسنے گلِ آفتاب ۔ ہوئی گو نہ ہشیار وہ مستِ خواب

نظر مہ جبین پر جب اُسکی پڑی ۔ ادب سے ہوئی دفعتہً اُٹھ کھڑی

اُسی دم مکانات اُس باغ کے ۔ ہر اک سمت سب گر پڑے آپ سے

نشانِ چمن سب بے نشان ہوگیا ۔ وہ جو کچھ عیان تھا نہان ہوگیا

نہ گلشن نہ ایوان باقی رہا ۔ فقط ایک میدان باقی رہا

زر و سیم و الماس و گوہر کے گنج ۔ ملے اُس خوش اقبال کو بعدِ رنج

یہ عالم پریزاد وہ دیکھ کر ۔ اُڑا صورتِ طائرِ تیز پر

قریب آکے یہ مہ جبین سے کہا ۔ کہ اے خسروِ جم حشم مرحبا

یہ ہمت یہ جرأت تو دیکھی نہین ۔ تری مردمی پر ہزار آفرین

جو تونے کیا آج مردانہ کار ۔ کسی سے نہوتا کبھی زینہار

ملا پھر بہن سے لگا کر گلے ۔ بڑھے الفتِ پاک کے ولولے

تڑپنے لگا دل پریزاد کا ۔ بڑھا حوصلہ آہ و فریاد کا

بڑی دیر تک دونون روتے رہے ۔ گہر آنسوؤن کے پروتے رہے

انھین چھوڑ کر پھر اکیلا وہین ۔ اُڑا وہ سوے آسمانِ برین

خوشی مین سواری کے سامان کو ۔ گیا آپ تنہا پرستان کو

کہی جا کے ماں باپ سے یہ خبر ۔ سُنائی نویدِ مسرت اثر
وہ گھبرا کے بولی کہ دلبر کہاں ۔ مری لختِ دل پیاری دختر کہاں
مفصل کیا حال اسنے بیاں ۔ وہ دونون نہایت ہوے شادمان
لیے تخت و سامانِ جاہ و حشم ۔ چلے گھر سے اپنے پرائے ہم
یہ دیکھا یہاں آ کے انجام کو ۔ کہین باغ جادو نہین نام کو
فقط ایک میدان ہے جلوہ گر ۔ یہ دونون ہین بیٹھے ہوے خاک پر
اُتر کر وہ سب شوکت و جاہ سے ۔ ملے پیشتر مہ جبین شاہ سے
کہا شاہزادے سے ماں باپ نے ۔ بڑا ہمپر احسان کیا آپ نے
تمھاری بدولت رہائی ہوئی ۔ تمھین سے یہ مشکلکشائی ہوئی
یہ قدرت کہاں یہ کہاں حوصلا ۔ ادا کر سکین شکر احسان کا
خدا رکھے منصور و غالب مدام ۔ ہمیشہ کو ہم ہین تمھارے غلام
کہا مہ جبین نے یہ کیا بات ہے ۔ یہی رسم دنیا کی دنرات ہے
یہی سُنتے ہین ہر بد و نیک سے ۔ نکلتا ہے کام ایک کا ایک سے
مین انسان ہون تم پریزاد ہو ۔ مین خاکی ہون تم شعلہ بنیاد ہو
مری کیا حقیقت مرا کیا جگر ۔ جو احسان کچھہ مین کرون آپ پر
غرض ہو چکی جب نیائش گری ۔ مخاطب ہوئے سوے دلبر پری
ہوئی ماں دل و جان سے صدقے نثار ۔ کیا باپ نے دیر تک اسکو پیار
وہاں سے اُسی تخت پر بیٹھکر ۔ چلے سب کے سب مثل شمس و قمر
رواں آگے آگے شہِ نیکبخت ۔ چپ و راست و پس اور پریونکے تخت
ہوا کی طرح آن کی آن مین ۔ وہ سب آکے پونچھے پرستان مین
پریزاد نے ایک نادر مکان ۔ سجا سب طرح مثلِ قصرِ جنان
وہاں رکھکے اُس گنجِ دلخواہ کو ۔ اُتارا شہِ آسمان جاہ کو
مقرر کیے چند رشکِ قمر ۔ پئے عیش و آرام شام و سحر
غذائین جو رائج ہین انسان مین ۔ کھلائین منگا کر پرستان مین
اُسی قصر مین شاد و اندوہگین ۔ شب و روز رہنے لگا مہ جبین

وزیر زادے کی بلیات سے رہائی مہ لقا پری کی گام فرسائی
چارون بچھڑے ہوون کی یکجائی

نہ کر غفلت اے ساقیِ مستِ خواب — پہونچ کشتیِ عمر کو لیکر شتاب
کئی دن سے ہون غرقِ بحرِ ملال — خدا کے لیے مجھکو باہر نکال
طبیعت جو ٹھہرے تو کھولون زبان — سناؤن نئے رنگ کی داستان
کہ جب آکے دریا مین بالاے آب — اوڑا لے گیا مہ جبین کو عقاب
وفادار بے یار و بے آشنا — اکیلا رہا غرقِ بحرِ بلا
تھکا پیرتے پیرتے جس گھڑی — ہوئی سامنے موت آکر کھڑی
سرِ آب سے تہ کو جانے لگا — تھکے دست و پا غوطے کھانے لگا
گرفتار تھا مرگ کے جال مین — پھنسا تھا مصیبت کے جنجال مین
یکایک پسِ پشت بالاے سر — جہاز ایک تاجر کا آیا نظر
اسے دیکھ کر قیدِ گرداب مین — ہوا ناخدا غوطہ زن آب مین
عرق ریزیان کرکے وہ خوشخصال — اسے قعرِ دریا سے لایا نکال
قریب اپنے مانندِ اہلِ وقار — کیا اپنی کشتی پر اُسکو سوار
تواضع سے لطف و مدارات سے — کیا خُرم و شاد ہر بات سے
کئی روز کے بعد کچھ دور پر — جزیرہ اُنھین ایک آیا نظر
اُتر کر کنارے پر اہلِ جہاز — ہوے ہر طرف مائلِ عیش و ناز
وفادار بھی دیکھ کر سبزہ زار — ہوا آرزومند سیر و شکار
چلا ایک جانب کو ڈرتا ہوا — پڑا دھن مین گلگشت کرتا ہوا
کچھ ایسا ہوا محوِ لطفِ فضا — کہ غم ساتھ والون کا جاتا رہا
چھٹا اپنے یارانِ دمساز سے — گیا ساز ہمبخت ناساز سے
ہجومِ طرب مین کئی کوس تک — وہ بڑھتا گیا سامنے بے دھڑک
یکایک یہ دیکھا کہ پیشِ نظر — کئی غول پریون کے ہین جلوہ گر
خرامان ہین شوخی کے انداز سے — چلے آتے ہین عشوہ و ناز سے

وہ جھجکیں یکایک اسے دیکھ کر — پھریں اور جانب بسانِ نظر
تماشائے تفتیش احوال میں — چلا یہ بھی اُن سب کی دنبال میں
گئی ہونگی کچھ دور وہ خوش دماغ — کہ آئی نظر ایک دیوارِ باغ
نگاہوں سے چھپ چھپ کے وہ گلعذار — ہوئیں داخلِ باغ مثلِ بہار
وفادار نے بھی برنگِ صبا — پہونچکر درِ باغ پر دم لیا
جب اِس باغِ تازہ میں رکھا قدم — ہوا سب وہ نیرنگِ جادو عدم
نگاہوں سے گلشن نہاں ہوگیا — طلسمی چمن بے نشان ہوگیا
نہ وہ باغِ شاہی نہ ایوان تھا — جدھر دیکھیے اک بیابان تھا
کھڑا تھا اُسی دشت میں یہ دلیر — کہ آیا نظر سامنے ایک شیر
قریب آکے پہلے برنگِ بشر — گرا وہ وفادار کے پاؤں پر
اشارہ کیا پھر کہ اے ذی وقار — مری پشت پر ہو شتابی سوار
وہاں بند پائی جو راہِ فرار — اُچک کر ہوا شیرِ نر پر سوار
وہ اُڑتا ہوا دشت و کہسار میں — ہوا وارد اک اور گلزار میں
یہ مصروفِ سیرِ گلستان ہوا — وہ یکبار نظروں سے پنہان ہوا
لیے دل میں سو طرح کی آرزو — اکیلا یہ پھرنے لگا چار سو
کچھ آگے بڑھا تھا یہ شوریدہ سر — کہ آئی نظر اک پری جلوہ گر
قریب آکے وہ رشکِ ماہِ تمام — بجا لائی آداب مجرا سلام
کہا آپ کیوں رونق افزا ہوئے — کہاں سے یہاں جلوہ فرما ہوئے
یہ گلشن نہیں ہے مقامِ بشر — یہاں آپ پھرتے ہیں کیوں بےخطر
صنوبر پری کی یہ ہے سیرگاہ — یہاں آکے ہوتا ہے انسان تباہ
پرستان کی ہے یہ سب گلزمین — پریزاد ہیں اس مکان کی مکین
ادھر آدمی زاد آتا نہیں — اگر آگیا پھر کے جاتا نہیں
صنوبر پری آپ کو دیکھ کر — پریشان ہوئی مثلِ دودِ جگر
خفا وہ ہوئی اس قدر آپ سے — کہ دیکھا تو جاتی رہی آپ سے
دیا قتل کا حکم جلاد کو — کیا تازہ آئینِ بیداد کو

مگر آگیا رحم بیچارگی — اثر کر گیا سحر بیچارگی
طبیعت سے جاتا رہا سب ملال — مسافر نوازی کا آیا خیال
کہا آکے مجھسے یہ خدام نے — کہ لاؤ اسی دم انھین سامنے
نہ غم کیجیے اب کسی بات کا — ملا خوب موقع ملاقات کا
مناسب اگر ہو تو چلیے شتاب — نہین تو مجھے دیجیے کچھ جواب
وفادار نے سنکے یہ داستان — کہا مجھ مین اتنی لیاقت کہان
مین اک ذرۂ خاک وہ آفتاب — مین ناکام و سرگشتہ وہ کامیاب
وہ زینت دہ مسند برتری — مین فرسودۂ چرخ نیلوفری
وہان عیش و عشرت سے دل ہمکنار — یہان صدمہ صدقے مصیبت نثار
وہان سیکڑون مہوش وپس سیمبر — یہان روز و شب بیکسی ہمسفر
یہی ہے سبب ورنہ اے نازنین — کسی طرح انکار مجکو نہین
کہا اسنے یہ سنکے انجام کار — نہ عذر آپ کچھ کیجیے زینہار
مبادا وہ سمجھے کہ مغرور ہے — مصیبت کے عالم مین بھی دور ہے
پری ہے کوئی شر نہ پیدا کرے — کہین قید تمکو نہ بیجا کرے
مصیبت جو پڑنی تھی سر پر پڑی — مفر جس سے ہو وہ کرو اس گھڑی
غرض ہوکے مجبور ابن وزیر — چلا ساتھ اسکے بلا مین اسیر
وہ لائی سر چشمۂ آب پر — کہا اسمین تو پیشتر غسل کر
یہان کا یہی رسم و دستور ہے — بغیر اسکے ملنا بہت دور ہے
نہ یاد آیا گذرا ہوا مکر و فن — ہوا چشمۂ آب مین غوطہ زن
جو پونہچا تہ آب آیا نظر — اسے ایک میدان وحشت اثر
نہ بستی کہین ہے نہ سبزہ نہ کھیت — چمکتی ہے کوسون ہر اک سمت ریت
تحیر کے عالم مین وہ مبتلا — کسی سمت مجبور ہوکر چلا
ہوا ہمدم یاس و بیچارگی — دوبارہ بنا خاک آوارگی
مقدر کی گردش ہوئی راہبر — بنی بیکسی دشت مین ہمسفر
قضارا اسی دشت جانکاہ مین — ملا ایک تکیہ اسے راہ مین

کسی روز کا بھوکا پیاسا وہان　　وہ پہونچا دل آشفتہ وخستہ جان
دکھائی دیا تخت پر اک فقیر　　بزرگ و کہن سال روشن ضمیر
تجلی کا سر سے قدم تک ظہور　　سراپا بشکل قد شعلہ نور
ریاضت سے تھا اسقدر ناتوان　　کہ سایہ بھی ہوتا تھا تن پر گران
ادب سے سلام اسنے جھک کر کیا　　کہا اوسنے بابا ترا ہو بھلا
کدھر سے ہوا رونق افزا ادھر　　کہان رہتے ہین تیرے مادر پدر
وطن ہے کہان کون سے شہر مین　　ولایت کا کیا نام ہے دہر مین
کہا اسنے مرشد بیان کیا کرون　　عیان راز کو مین عیان کیا کرون
بظاہر کوئی بھید ایسا نہین　　جو حضرت کے دل پر ہویدا نہین
یہ بولا وہ آئینہ پرداز دل　　بھلا کچھ تو بیٹا کہو راز دل
غرض اسنے اول سے تا انتہا　　جفائے فلک کا کہا ماجرا
وہ مرد حق اندیش سنتا رہا　　قلق مین سر و سینہ دہنتا رہا
تسلی اسے دے کے ہر طور سے　　توجہ کی دل کی طرف غور سے
اٹھایا گھڑی بھر مین زانو سے سر　　کہا اے سفر کردہ بحر و بر
پھنسا اکیلے ہو ایسے جنجال مین　　کہ چھٹنا ہے دشوار ہر حال مین
یہان کارخانہ ہے سب سحر کا　　کسی مین اثر تک نہین مہر کا
مگر دل مین تو اپنے گھبرا نہین　　تجھے کوئی صدمہ دے ایسا نہین
دل و جان سے تیرا مین دلسوز ہون　　شریک مصیبت شب و روز ہون
طلسمات مین ہو کہ باہر کہین　　مددگار تیرا ہون مین ہر کہین
یہ فرما کے دی ایک انگشتری　　کہا بس ہے یہ بہر سحر و پری
جہان کوئی پیش آئے آفت تجھے　　رہائی کی سوجھی نہ صورت تجھے
اسے دیکھ کر دل مین کرنا خیال　　مین حاضر وہین ہونگا بے قیل و قال
سوا اسکے جتنے ہین دنیا کے کام　　بر آئینگے برکت سے اسکی تمام
وفادار یہ سنکے رخصت ہوا　　روانہ سوے دشت غربت ہوا
وہ گرم سفر تھا برنگ صبا　　کہ پیش آئی اک اسکو تازہ بلا

اُسی دشتِ پرخار و جانکاہ مین
جو پہونچا قریب آ گئے وہ دور سے
مین کب سے تری منتظر ہون یہان
پڑا رہ گیا کس جگہہ مثلِ نل
چلا اُسکے ہمراہ وہ خستہ جان
لیے اسکو ہمراہ وہ نازنین
نہ دربان نے بڑھکے روکا اُسے
جب اُس قصرِ عالی مین رکھا قدم
یہ دیکھا کہ دالان مین تخت پر
فقط ایک دو لونڈیان اُسکھڑی
وفادار کو دور سے دیکھکر
بٹھا کر قریب اپنے پوچھا فراج
سخن آشنائے زبان کیجیے
کہا اے بتِ غیرتِ آفتاب
محبت مین کچھ بن نہ آئی مجھے
یہ سُنکر بہت پھولی وہ گلعذار
یہ سمجھی کہ ایسی ہون صاحب جمال
لگاوٹ کی پھر باتین کرنے لگی
بنی حیلہ و فن سے دلسوز وہ
وفادار نے شب کا وعدہ کیا
چھپا پردۂ شب مین جب آفتاب
ہوئی انجمن خالی اغیار سے
طلب بادۂ و جام مینا کیے
نکل کر ہوئی دختِ رز بے حجاب
پری کو وفادار نے چھیڑ کر

ملی ایک عورت اُسے راہ مین
کہا اُسنے فرزندِ دستور سے
ہوئی اسقدر دیر تجھکو کہان
اُٹھا پاؤن جلدی مرے ساتھ چل
ملا بڑھکے کچھ دور پر اک مکان
ہوئی داخل اُس گھر مین مثلِ مکین
نہ خواجہ سراؤن نے ٹوکا اُسے
ہوا ہر مکان پر گمانِ ارم
پری ایک ہے جلوہ بخشِ نظر
پسِ پشت ہین دست بستہ کھڑی
کھڑی ہوگئی وہ بتِ سیمبر
کہا کیون ادھر لائے تشریف آج
سبب آنے کا کچھ بیان کیجیے
ترے عشق مین ہون پریشان خراب
تمنا تری کھینچ لائی مجھے
ہنسی صورتِ غنچۂ نوبہار
کہ انسان بھی ہین مرے پائمال
بناوٹ سے دزرات مرنے لگی
ہوئی طالبِ وصل اک روز وہ
تسلی سے دلشاد اُسکا کیا
رُخِ ماہِ تابان ہوا بے نقاب
وہ بُت ملکے بیٹھی وفادار سے
طرب خیز اسباب یکجا کیے
بڑھا اُنکے دستِ ہوس اضطراب
کیا سحرِ تقریر سے بے خبر

لگایا اُسے جھوٹ سچ بات مین — کیا کام اپنا اِدھر گھات مین
انگوٹھی جو لایا تھا درویش سے — ملی تھی فقیرِ حق اندیش سے
اُسے دھو کے خفیہ میان شراب — پلائی بتِ نازنین کو شتاب
وہ پیتے ہی بیہوش آئی نظر — ہوئی عالمِ نشہ مین بے خبر
وفادار نے ضربِ شمشیر سے — کیا قتل اُسے حکمِ تقدیر سے
اُٹھا کر تنِ مردہ کو بے خطر — لے آیا وہان سے کسی حوض پر
صدا غیب سے ایک آئی اُسے — کسی نے یہ صورت بتا لی اُسے
کہ بیٹھا ہے کیا فکرت و خوض مین — تو اِس لاش کو پھینک دے حوض مین
اگر کوئی آفت نمودار ہو — یہ گھر سحر سے تیرہ و تار ہو
کسی طرح اندیشہ کرنا نہین — کبھی دل مین تو اپنے ڈرنا نہین
اسی حوض مین کود پڑنا شتاب — تامل کی صورت مین ہوگا خراب
انگوٹھی کی برکت سے تجکو کہین — کسی طرح کا کوئی کھٹکا نہین
سراپا وفادار تھا مثلِ گوش — سُنی جب یہ اُسنے صدائے سروش
بلا سر سے آئی ہوئی ٹال دی — اُسی حوض مین لاش وہ ڈالدی
گھڑی بھر نگذری تھی ناگہ وہان — ہوا صحنِ خانہ مین پیدا دھوان
اوڑا کر ہوا نے کیا اوج گیر — ہوا قیر گون آفتابِ منیر
ہلی خود بخود ہر طرف سے زمین — مکانات سب پھٹ پڑے بے مکین
یکایک تڑاقا ہوا زور سے — زمین شق ہوئی ہیبت و شور سے
وہین غار سا کچھ ہویدا ہوا — سفید اژدہا ایک پیدا ہوا
وہ لپکا وفادار پر قہر مین — یہ کودا اُس آبِ صفا بحر مین
یہان کچھ نہ باقی رہا جز عدم — وہان پہونچے جسوقت تہ پر قدم
ہوا مرگ سے بڑھ کے جینا اُسے — ملا ناگہان ایک زینا اُسے
جو پہونچا اُسی راہ سے بام پر — وہان ایک بنگلا سا آیا نظر
سجا سر سے پا تک دلھن کی طرح — بنا گلزمینِ چمن کی طرح
جماعت مین دمساز و ہمراز کی — دھری لاش ہے اُس فسونساز کی

اگر خود بخود صورت آسمان — شب و روز گردش مین ہے وہ مکان
در خانہ پر ایک زنگی پسر — کھڑا ہے لیے تیغ و تیر و تبر
یہ ساماں حیرت فزا دیکھ کر — وفادار کا دل ہوا پر خطر
نہ بن آئی جب کچھ جگر ریش سے — مدد چاہی اُس مرد درویش سے
تامل سے نقش نگین دیکھ کر — تصور مین کی سوے مرشد نظر
گھڑی بھر مین وہ عارف باکمال — ہوا آکے موجود شکل خیال
کہا کیون کیا یاد بیٹا مجھے — بتاؤ ابھی کام میرا مجھے
قدمبوس ہو کر مہم اہم — بیان کی وفادار نے یک قلم
قدا دوست نے چندر از نہان — سکھا کر کیا سوے زنگی روان
وہ کافر اسے دیکھ کر سامنے — چلا کے تیغ و تبر سامنے
غضب مین بنا آتش شعلہ زن — جبین پر جبین قضا کی شکن
دکھا کر اُسے حرف نقش نگین — وفادار بولا کہ بھاگ او لعین
وہ سنتے ہی ڈر کر گریزان ہوا — کسی کوہ مین جا کے پنہان ہوا
یہان سے یہ آگے بڑھا بے خطر — پہونچکر مسرت مین نزدیک در
انگوٹھی کو پانی مین دھو کر شتاب — کئی بار چھڑکا برنگ گلاب
وہ دور طلسمی نہان ہو گیا — اُسی وقت ساکن مکان ہو گیا
خواصین جو دو ایک تھین آس پاس — وہ سب اور کنیزین ڈر سے شل حواس
وفادار آہستہ بڑھتا ہوا — گیا نقش تسخیر پڑھتا ہوا
جب اُس لاش کے پاس پہونچا جری — تو لے لی زمرد کی انگشتری
ادھر لا کے رکھا اُسے آگ پر — دیا جسم بیجان نے شعلہ اودھر
ہوئی لاش مثل نگین جل کے خاک — ہوا قصہ برسون کا دم بھر مین پاک
نہ وہ بام زینہ نہ بنگلا رہا — ہمیشہ سے جنگلا تھا جنگلا رہا
وفادار نے آکے پیش فقیر — کہا اے مرے مرشد و دستگیر
نہ لیتے اگر آپ آکر خبر — خدا جانے بنجاتی کیا جان پر
رہے حشر تک آپ کا فیض عام — خدا رکھے زندہ سلامت مدام

عطا ہو حیاتِ ابد آپ کو | کہے خضر ہر نیک و بد آپ کو

مجھے بھی جان آزاد غم سے ہوا | یہ سب آپ کے دم قدم سے ہوا

مگر دل مین اک اور ہے آرزو | کہ پھرتا ہون جسکے لیے چار سو

شب و روز رہتا ہے مجھکو الم | نہ جینے کی شادی نہ مرنے کا غم

کہا یا خدا اُنسے وہ ہے کیا امید | کہ تو جسکے ملنے سے ہے نا امید

بیان کس لیے صاف کرتا نہین | کہا اُسنے پا بوسی مہ جبین

کہا شاہ جی بنے نہ کر کچھ الم | ابھی اُسکی تدبیر کرتے ہین ہم

قضا را وہ دلبر پری تخت پر | ہوا سے ہوئی اک طرف جلوہ گر

ہوا شاہ صاحب کو ثابت یہ بھید | کیا شکر بولے بر آئی امید

اُٹھا کر اُسیوقت کاغذ قلم | کیا رقعہ دلبر پری کو رقم

یہ مضمون تھا بعد عنوان کے | کہ ہم بھی ہین مشتاق احسان کے

گھڑی بھر کو تشریف ادہر لائیے | کوئی بات کہنی ہے سُن جائیے

یہ بیجا نہین نامہ پیغام ہے | ضرورت ہے کچھ آپ سے کام ہے

یہ لکھ کر پری کی گذرگاہ مین | کہین رکھ دیا دشتِ جانکاہ مین

اُسی سمت نکلی جو وہ رشک ماہ | پڑی شاہ صاحب کے خط پر نگاہ

منگا کر پڑھا اور گھبرا گئی | اوڑے ہوش دہشت سے تھرا گئی

ہوا سے اُتار اُسیدم سریر | ہوے آکے پا بوس مرد فقیر

بس رسم لطف و اداے سپاس | بٹھا کر خدا دوست نے اپنے پاس

کہا یہ وفا دار عالی گہر | سمجھتا ہون جسکو مین اپنا پسر

مرے واسطے روز و شام و پگاہ | سرورِ دل و جان ہے نورِ نگاہ

کسی طرح شہزادہ مہ جبین | جُدا ہو گیا ہے سفر مین کہین

یہ اسکے لیے ہے پریشان خراب | نہ راحت ہے دن کو نہ راتونکو خواب

اگر آپ ڈھونڈھین پرستان مین | پھرین چند مدت بیابان مین

عجب کیا کہ ہو کامیابی نصیب | ملین عیش و عشرت سے دونون حبیب

یہ ہو بہرہ ور اپنے ارمان سے | مین راضی ہون منت سے احسان سے

کہا ہنس کے دلبر پری نے حضور — تلاش اسکی مجکو نہین کچھ ضرور
بہت دن سے شہزادۂ مہ جبین — مرے میہمان ہین مرے ہمنشین
مکان پر مرے رونق افروز ہین — وہین جلوہ فرما شب و روز ہین
انھین نے خبر دی وفادار کی — انھین نے کہی داستان یار کی
جدائی سے شہزادۂ مہ جبین — شب و روز رہتے ہین اندوہگین
ہمیشہ تلاش وفادار مین — پھرا کرتی ہون دشت و کہسار مین
اجازت اگر آپ سے پاؤن مین — وفادار کو لیکے اڑ جاؤن مین
روانہ ہون گھر کو یہان سے ابھی — ملا دون مین شاہ جہان سے ابھی
یہ سنکر بہت خوش ہوے شاہ جی — کہا کیون نہو مرحبا واہ جی
خدائی تجھی کو سزاوار ہے — سوا تیرے جو کچھ ہے بیکار ہے
یہ کہکر بلایا وفادار کو — گلے سے لگایا وفادار کو
سمجھ کر بزرگون کے مانند خسرو — کیا خاص دلبر پری کے سپرد
دعا دے کے دونون سے رخصت ہوے — روان گھر کو پیر طریقت ہوے
بٹھا کر وفادار کو تخت پر — پری نے کیا سوے خانہ سفر
وہین آ کے اتری بت نازنین — جہان رونق افروز تھا مہ جبین
یہ مژدہ دیا غم کے بیمار کو — کہ ہم جا کے لائے وفادار کو
وہ دلخستہ گھبرا کے بولا کہان — کہا وہ پریزادون کے درمیان
تامل سے دیکھا کیا وہ غریب — یہ پریون کی جھرمٹ مین پہونچا قریب
وہ ملنے کے خاطر ہوا اٹھ کھڑا — یہ شوریدہ سر پاؤن پر گر پڑا
ملے دونون منت کش درد و غم — ہوے جوش زن دل مین رنج و الم
بہم ہمدم آہ و زاری رہے — بڑی دیر تک اشک جاری رہے
اٹھے دل مین کیا کیا محبت کے جوش — رہا روتے روتے کسی کو نہ ہوش
کئی روز تک سرگذشت سفر — بہم کہتے سنتے رہے رات بھر
ہویدا اگر ختم افسانہ ہے — کہ واقف نہین حال جانانہ سے
خدا جانتے وہ دونون ماہ تمام — کہان کس مصیبت مین ہین صبح و شام

اسی غم سے دن رات روتے رہے
رُخ یاس اشکون سے دھوتے رہے

جگر آتش ہجر سے سوز ناک
گریبان دل دست وحشت سے چاک

شب بزم عشرت سے نفرت اُنھین
دل آویز صحبت سے نفرت اُنھین

لبون کو شکر خند شادی حرام
ہمیشہ اُنھین تلخکامی سے کام

یہ احوال دلبر پری دیکھ کر
ہوئی کثرت رحم سے چشم تر

ہوا ٹکڑے ٹکڑے قلق سے جگر
بہانے لگی اشک رخسار پر

یہ سوچی کہ ہو ایسی تدبیر کچھ
کہ ہون شاد جس سے یہ دلگیر کچھ

کرون جستجو رشک گل کی کہین
کہ فرقت مین مر جائیگا مہ جبین

دل افروز کے واسطے دہر مین
اوڑاؤن مین اب خاک ہر شہر مین

عجب کیا کہ تقدیر یاوری کرے
کچھ اپنا کرم ذات باری کرے

وہ دونون ہم آغوش ہون یار سے
ملین مہ جبین دو وفادار سے

یہ ٹھہرا کے دلبر پری بے ہراس
گئی ایک دن شاہزادے کے پاس

کہا اب نہ اتنا الم کیجیے
جو غم آپ کرتے ہین کم کیجیے

ارادہ ہے میرا سفر کے لیے
اُن آفت زدون کی خبر کے لیے

جو ملتے ہین تو اُنکو لاتی ہون مین
نوید مبارک سُناتی ہون مین

ملاتی ہون معشوق غمخوار سے
چھڑاتی ہون فرقت کے آزار سے

اگر یہ نہ ممکن ہوا بخت سے
تو گر کر زمین پر سر تخت سے

ملا دونگی جان حزین خاک مین
سما جاؤنگی مین کہین خاک مین

یہ سُنکر پریشان ہوا مہ جبین
کہا یہ ارادہ مناسب نہین

یونہین خاک ہونے دو ارمان کو
نہ ڈالو مصیبت مین تم جان کو

نہ بر آئے گا کام تدبیر سے
نہین ہے یہ امید تقدیر سے

عدو بخت ہے چرخ نامہربان
مجھے خوش دلی کی توقع کہان

مبادا کہین پھر گرفتار ہو
رہائی مصیبت سے دشوار ہو

اُٹھی سُنکے دلبر پری یہ کلام
کہا آپ دیکھین تو ہوتا ہے کیا

اُسی دم منگا کر کنیزون سے تخت
اُڑی جانب قاف وہ نیکبخت

پھری مدتون تک پرستان مین / تجسس کیا ہر بیابان مین
نپایا کہین رشک گل کا پتا / سنا نام تک بھی نہ انسان کا
پھری ہوکے مایوس گھر کی طرف / چلی شہر و قصر پدر کی طرف
ملا راہ مین ناگہان اک شجر / بلند و تر و تازہ و بار ور
ازل سے جسے مثل نخل جنان / کبھی غم تبر کا نہ بیم خزان
دل آویز و خرم ہمیشہ بہار / فدا خلد فردوس ہر دم نثار
عیان پتے پتے سے شان کرم / برنگ کف دست اہل ہمم
یہ جلتی ہوئی دھوپ مین تخت پر / وہین ٹھہری سایے مین زیر شجر
تردد مین بیٹھی تھی غم سے بھری / کہ آئی وہان اور بھی اک پری
ملین دونون آپس مین زیر شجر / ہوئی پرسش حال بایکدگر
کہا اسنے غم مہ جبین کا بیان / سنائی وفادار کی داستان
کہا اسنے سنکر بصد اضطراب / کہان ہین یہ دونون پریشان خراب
انھین کے لیے ہے جگر پاش پاش / انھین کی ہے مدت سے مجھکو تلاش
کہا مدتون سے یہ شمس و قمر / مرے گھر مین ہین روز و شب جلوہ گر
اگر چند دم آپ ٹھہرین یہان / ابھی لاکے حاضر کرون بیگمان
کہا اسنے للہ اے سیمبر / اسیدم ہوا ہو نہ تاخیر کر
وہین ٹھہری وہ حور پیکر پری / اوڑی تخت پر اپنے دلبر پری
پھونچکر یہان دشت وکہسار سے / کہا مہ جبین و وفادار سے
دیا مژدہ رشک گل شاد شاد / کہا لو بر آئی تمھاری مراد
ٹھکانے لگی محنت و جستجو / فلان جا ہین وہ دونون خورشید رو
کہا مہ جبین نے کہ دلبر پری / رسائی وہان ہوگی کیونکر مری
کہا ہونگی ہمراہ خدمت مین مین / چلونگی وہانتک رفاقت مین مین
اسیدم بٹھا کر انھین تخت پر / اوڑی تیز جس طرح غیبی خبر
وفادار و دلبر پری مہ جبین / پہر بھر مین یہ تینون پہونچے وہین
لگا کر گلے مہ لقا پیار سے / ملی مہ جبین و وفادار سے

مدارات کے بعد بے اختیار — ہوئی مہ لقا تخت زر پر سوار
چلی اپنے گھر کی طرف شاد شاد — لیے نامرادون کے دل کی مراد
جہان رشک گل جلوہ افروز تھی — جہان ہمدم غم دل افروز تھی
وہین دفعتہً رونق افزا ہوئی — وہین صورت عیش پیدا ہوئی
کہین رشک گل نے اٹھایا جو سر — یکایک پڑی مہ جبین پر نظر
اٹھی شوق مین صورت جوش وہ — قلق مین ہوئی خود فراموش وہ
لپٹ کر جگر خستہ رونے لگی — بہم رخصت ہوش ہونے لگی
فغان نے اٹھائے مزے جوش کے — لیے بوسہ لبہاے خاموش کے
اٹھایا سر شور فریاد نے — ستایا غم طبع ناشاد نے
اٹھی ہو کے مجبور دلبر پری — کہا ہو چکی رسم نوحہ گری
بس اب آکے بیٹھو خدا کے لیے — ندو جان آہ و بکا کے لیے
خوشی کی کچھ آپس مین باتین کرو — ہنسو بولو ٹھنڈی نہ سانسین بھرو
خدا پھر نہ یہ دن دکھائے تمہین — ہنسا کر نہ اصلا رلائے تمہین
غرض پا کے ایماے دلبر پری — جدا ہو گئے زہرہ و مشتری
ہوئے بط کم اشک حسرت کے ساتھ — بہم مل کے بیٹھے محبت کے ساتھ
بیان غم کے طومار ہونے لگے — مصیبت کے اظہار ہونے لگے
ادھر مہ لقا نے پئے میہمان — مکان ایک بنوا کے مثل جنان
انھین لا کے شاہانہ انداز سے — فروکش کیا جاہ و اعزاز سے
زن و مرد خادم مقرر کیے — درون و برون سب نے بستر کیے
مہیا سب اسباب آرام کے — ہر اک کام پر آدمی کام کے
یہ جور فلک کے ستائے ہوے — عوض عیش کے رنج پائے ہوے
اسی گھر مین مہمان رہنے لگے — بہم قصہ بخت کہنے لگے
ہر اک شی کی رکھتی خبر مہ لقا — یہین رہتی شام و سحر مہ لقا

وطن کی طرف شاہزادے کی مراجعت ماں باپ کی ملاقات عاشق و معشوق کی مواصلت

ذرا دم لے اے ساقیِ تند خو ۔ گھڑی بھر کی ہے بات گھبرا نہ تو

پلا دُرد ہی مے نہیں ہے اگر ۔ کہ آغازِ مطلب ہے انجام پر

تمامی پہ افسانۂ عشق ہے ۔ رواں گھر کو دیوانۂ عشق ہے

اُسی گھر میں دو چار دن مہ جبین ۔ رہا عیش و عشرت سے ہر دم قرین

تمامی ارادہ رہے کامیاب ۔ پھری نامرادی پریشان خراب

ہوس سرخرو اپنے ارمان سے ۔ قلق رنج و حسرت پشیمان سے

یکایک جو بدلا طبیعت نے رنگ ۔ ہوئی دل میں پیدا وطن کی اُمنگ

کہا رشکِ گل سے کہ اے نازنین ۔ فراقِ وطن اب گوارا نہین

تمنائے مادر ہے شوقِ پدر ۔ انھین کا مجھے غم ہے شام و سحر

مناسب اگر ہو تو اسبات کو ۔ کہو مہ لقا سے کبھی رات کو

کہا رشکِ گل نے کہ اے مہ جبین ۔ جو کہتے ہو کچھ بات مشکل نہین

اجازت اگر ہو تو اس کام کو ۔ کرون عرض مین آج ہی شام کو

کہا اُس نے موقع محل دیکھ کر ۔ کروگی مناسب ہو جس طور پر

غرض شب کو پریون کا جلسا ہوا ۔ طرب خیز ہنگامہ برپا ہوا

ہوا ہر طرف گائیون کا ہجوم ۔ مچی خوب گانے بجانے کی دھوم

گئی رشکِ گل بھی دل افروز بھی ۔ پراگندہ خاطر بھی دلسوز بھی

انھین دیکھتے ہی اُٹھی مہ لقا ۔ قریب اپنے پہلو مین بٹھلا لیا

سحر تک یہی جشن برپا رہا ۔ یہی رقص نغمہ تماشا رہا

مگر مہ لقا نے جو دیکھا انھین ۔ جگر خستہ دلگیر پایا انھین

جو پوچھا سبب کچھ نہ ظاہر کیا ۔ دل آزردگی سے نہ ماہر کیا

قسم دی تو وہ غیرتِ یاسمن ۔ ہوئی چہرہ آرائے عرضِ سخن

کہا مہ جبین کو ہے شوقِ وطن ۔ سمائی ہے دل مین ہوائے یمن

کچھ ایسی ہی ان روزون دل کو لگی ۔ کہ پر ہون تو اُڑ جائین گھر کو ابھی

تمنا ہے ملنے کی ماں باپ سے ۔ اجازت کے مشتاق ہین آپ سے

یہ سُنکر دیا مہ لقا نے جواب ۔ ابھی سے ہے کیون اسقدر اضطراب

ہوا کھائین کچھ دن پرستان کی　　کرین سیر پریون کے ایوان کی
اگر یہ نہو مرضی مہ جبین　　تو رخصت مین کچھ عذر مجھکو نہین
یہ سُنکر کہا رشکِ گل نے حضور　　نہین اسمین کچھ مہ جبین کا قصور
وطن کی محبت سے مجبور ہین　　مسافر ہین مان باپ سے دور ہین
جب آ جاتے ہین یاد اُنکے سلوک　　محبت سے اُٹھتی ہے سینے مین ہوک
پسند آپ سے دلفگاری نہین　　یہ بیتابیان اختیاری نہین
یہی چاہتے ہین غریب الوطن　　کہ ہم کل روانہ ہون سوئے یمن
کہا مہ لقا نے کہ اے سیمبر　　مبارک بھی یہ دن ہے بہر سفر
نہون دل مین تا مہ جبین کچھ ملول　　مجھے فرقتِ ناگہانی قبول
یہ سُنکر وہان سے اُٹھی رشکِ گل　　کہا آکے شہزادی سے حال کل
ہوا شاد و خرم وہ عالی تبار　　کیا سجدۂ شکر پروردگار
کہ بچھڑے ہوئے تھے ملا یا ہمین　　چھٹے غم سے گھر یاد آیا ہمین
خفا مرگ تک ہم غریبون سے تھی　　یہ امید کسکو نصیبون سے تھی
غرض دور فکرِ سفر ہو گئی　　وہ دن شب ہوا شب سحر ہو گئی
اُٹھی مہ لقا بسترِ خواب سے　　ملی آکے مہمان بیتاب سے
کنیزون نے حاضر کیے چار تخت　　ہوئے جلوہ گر دو دو بیدار بخت
دھرے ایک پر عمدہ عنوان کے　　خواصون نے تحفے پرستان کے
لیے ساتھ دو ہمدم و غمگسار　　ہوئی ایک پر مہ لقا خود سوار
سُنی جب یہ دلبر پری نے خبر　　اُسی وقت حاضر ہوئی تخت پر
کہا مہ لقا سے کہ رخصت حضور　　قدمبوس کل آکے ہونگے ضرور
کہا کیون کہا اک بڑا کام ہے　　کہا واہ کیا خوب کیا کام ہے
بہر کیف تشریف لیجائیے　　مگر حسب وعدہ ضرور آئیے
گئی گھر کو اور گردہ رشکِ چمن　　ہوا پر چلے تخت سوئے یمن
تہ چرخِ گردان پھراتی ہوئی　　تماشائے قدرت دکھاتی ہوئی
انھین مہ لقا صورتِ مہر و ماہ　　اوڑا لائی دو دن مین برسونکی راہ

اُتر کر زمین پر قریبِ سحر
مقامِ غضا مین وہ غربت نصیب
یکایک یہ دیکھا کہ پیشِ نظر
ملی مہ لقا سے وہ مستِ شباب
کہا اُسنے بی کیسی دولت ہے یہ
اسی کے لیے آپ کو چھوڑ کر
پھر اُسنے مفصل حقیقت کہی
قضارا وہان سے کئی کوس پر
سوجھائی نئی بخت بیدار نے
وہان جا کے اربابِ بازار سے
کیا ساز و سامان شاہی بہم
سوار و پیادہ سے وہ سرزمین
دیا دخل ہمت کو ہر کام مین
سنی حاکمِ شہر نے یہ خبر
ارا کین دولت سے پوچھی صلاح
اُنھون نے کہا آپ چل کر ملین
دمِ صبح وہ خسروِ جم حشم
مروت محبت سے اخلاق سے
ہزارون تحائف کیے پیشکش
نظر کی جو سوے کنیزانِ خاص
جو پوچھا تو پیشِ شہِ خوشخصال
کہ دریا مین طوفان جب دم اُٹھا
کسی کا نہ کوئی رہا آشنا
کسی تختے پر بیخود و نیمجان
کئی دن کے بعد ایک آیا جہاز

ہوئے ایک میدان مین جلوہ گر
خرامان تھی تخت پری کے قریب
ہوئی آ کے دلبر پری جلوہ گر
کیا پیش گنجینہ بےحجاب
کہا مہ جبین کی امانت ہے یہ
گئی تھی مین دوڑی ہوئی اپنے گھر
جو گذری تھی تکلیف و راحت کہی
کوئی شہر تھا دلکش و خوب تر
کہ اُس سیم و زر سے وفادار نے
خریدے جو اسباب درکار تھے
لیا ساتھ اسبابِ جاہ و حشم
ہوئی رشکِ لشکر گہِ شاہِ چین
ترقی کی انعام و اکرام مین
ہوا خوف سے قلب زیر و زبر
کہا اسمین کیا ہے تمھاری صلاح
بھلا ہے جو دو پاک گوہر ملین
چلا لے گئے ہمراہ خیل و خدم
ملا آ کے سلطانِ آفاق سے
خصوصاً کئی عورتین ماہ وش
تو وہ سب کی سب نکلین اپنی خواص
اُنھون نے کیا اسطرح عرضِ حال
ہوے تختے کشتی کے پھٹ کر جدا
بہا ہر بشر نکلے نا آشنا
ہوئے خادمانِ حرم بھی روان
کہین جاتے تھے تاجرانِ حجاز

آبولیث اُن سب کا سردار تھا ‏ نہایت خوش اوقات زردار تھا
نکلوا کے ہم سبکو طوفان سے ‏ کیا شاد مان اپنے احسان سے
زمانے مین چل پھر کے آیا یہان ‏ ہمین اپنے ہمراہ لایا یہان
دیا عیش و عشرت کا دھوکا ہمین ‏ اسی شاہ کے ہاتھ بیچا ہمین
اُسی دن سے خدمت مین رہتے تھے ہم ‏ جو ہوتی تھی تکلیف سہتے تھے ہم
یہ سُنکر بھر آیا دلِ مہ جبین ‏ کہا شاہ سے ہوکے اندوہگین
ہوا ہو جو صرف انکی قیمت مین زر ‏ عوض اسکے لو ہم سے لعل و گہر
خواصین یہ ہمکو عنایت کرو ‏ اسی پر کرم کی نہایت کرو
یہ سُنتے ہی شہ نے بصد اضطراب ‏ کیا سبکو خدمت مین حاضر شتاب
ٹھہر کر دمِ چند راہی ہوا ‏ روانہ سوے قصر شاہی ہوا
اِدھر دوسرے روز وقتِ سحر ‏ کیا شہ نے آگے کو عزمِ سفر
وہ پریان طلبگار رخصت ہوئین ‏ گرفتار اندوہ فرقت ہوئین
کہا ساتھ دو عورتین جائینگی ‏ جو خدمت کہوگی بجا لائینگی
مرے چلنے کی آگے حاجت نہین ‏ یہان سے یمن تک کچھ آفت نہین
یہی رشکِ گل سے دل افروز ہے ‏ کہا دونون نے صدق سے سوز سے
کہا مہ جبین نے کہ اے مہ لقا ‏ کہان تک کرون شکر احسان ادا
تمھارے سبب سے بر آئی مراد ‏ تمھاری بدولت پھرے گھر کو شاد
دل و جان سے پابند فرمان ہین ‏ ہمیشہ کو ممنون احسان ہون مین
غرض خوب اظہار منت کیا ‏ گلے ملکے دونون کو رخصت کیا
اوڑین تخت پر وہ وطن کی طرف ‏ چلے یہ سوادِ یمن کی طرف
برابر یہ تھا راہ مین انتظام ‏ کہ دن بھر سفر شبکو کرتے مقام
ہوا اک طرف کو جو انکا گذر ‏ نیا رنگ نیرنگ آیا نظر
یہ دیکھا کہ ہے سامنے اک گروہ ‏ فلاکت زدہ خستہ دل پر ستوہ
نہ چلنے کی طاقت نہ بر جا حواس ‏ نہ پاؤن مین جوتے نہ تن پر لباس
نہ دانہ نہ پانی میسر انھین ‏ شب و روز فاقہ برابر انھین

بڑھا کر وفادار نے راہوار
کہا اے گروہِ فلاکت شعار

یہ چرخ کیون اسقدر خوار ہو
اس آفت مین کب سے گرفتار ہو

کہا جب سے ڈوبا شہِ مہ جبین
خبر جب سے اُس مہروش کی نہین

وہ عالی گہر غرق دریا ہوا
بغیر اُسکے یہ حال اپنا ہوا

ہم اُسکے قدیمی نمکخوار تھے
اشارے مین مرنے کو طیار تھے

مگر کچھ نہ بن آئی تقدیر سے
پشیمان ہوئے نازِ تدبیر سے

تباہی مین جسوقت آیا جہاز
ہوئے سب اسیرِ نشیب و فراز

چلے ہم بھی اک سمت بہتے ہوے
تلاطم کے صدمون کو سہتے ہوئے

اُسی حال مین اتنے آفت نصیب
کئی دن مین ساحل کے پونچے قریب

وہان سے ضرورت کو لی گھر کی راہ
چلے خاک اوڑاتے پریشان تباہ

نہین اُٹھتے فاقون سے اپنے قدم
یہان تک مہینون مین پہونچے ہین ہم

وفادار نے آکے باچشم تر
کہی مہ جبین شاہ سے یہ خبر

ہوا شاد وہ سُنکے یہ گفتگو
کہا سبکو لاؤ مرے روبرو

وہ آئے اُٹھا شاہ عالی تبار
ملا سب سے بادیدہ اشکبار

ضرورت کے سامان جو درکار تھے
وہ سب حکم کے ساتھ طیار تھے

لباس وزر واسپ و تیغ و سپر
عنایت کیے شاہ نے سربسر

وفورِ کرم سے کیا سرفراز
ہوئے سب طلب حرص سے بے نیاز

اسی طرح منزل بمنزل وہ فوج
رہی چند مدت روان مثلِ موج

سفر کرکے آخر قریبِ یمن
ہوا مہ جبین ایک دن خیمہ زن

خبر کی کسی نے جہاندار کو
دیا مژدہ مشتاق دیدار کو

کہا لو مبارک ہو اے شہریار
ہوئے مہ جبین جلوہ بخش دیار

سفر سے پھرے شان وشوکت کے ساتھ
اُسی جاہ و اقبال و دولت کے ساتھ

یہ سُنتے ہی شہ نے بصد انکسار
کیا سجدہ شکرِ پروردگار

کہا جاکے بانو سے اس حال کو
کیا شاد اُس غم کی پامال کو

وہ سُنتے ہی جاتی رہی آپ سے
کہا صبر کیونکر ہو آپ سے

ابھی جائیے لینے فرزند کو — مرے لخت دل کو جگر بند کو
اُسی دم جہاندار ہو کر سوار — چلا جانب مہ جبین اشکبار
ہوے پھر تو واقف خواص و عوام — چلی جوشِ الفت مین خلقت تمام
سُنی جس کسی نے جہان یہ خبر — وہین سے ہوا وہ روانہ ادھر
یکایک جہاندار کو فیل پر — نظر آئے وہ دونون شمس و قمر
دلون مین تمنا مین مضطر ہوئین — نگاہین ہم آغوش بڑھ کر ہوئین
ادھر شاہ کی بیقراری بڑھی — ادھر مہ جبین کی سواری بڑھی
اُسی عالم حسرت و آہ مین — اُتر کر ملے اک جگہہ راہ مین
لگا کر گلے سے پسر کو پدر — ہجوم قلق مین ہوا چشم تر
مرادین جگہہ دل مین پاتی تھین — اُمنگین جگر مین سماتی تھین
ملا پھر بڑے چاہ سے پیار سے — شہ رشک قیصر وفادار سے
ہوئی کم جو وہ حالت اضطرار — وہان سے چلے ہو کے باہم سوار
چپ و راست ارکان دولت بڑھے — پس و پیش ارباب خدمت بڑھے
زر و سیم و گوہر لٹاتے ہوئے — سواری کا جوبن دکھاتے ہوے
دل آسودہ و خرم و بامراد — ہوے داخل شہر مینو سواد
کیا ہر طرف شہریون نے ہجوم — ہوئی چار سو آمد آمد کی دھوم
خرامان خرامان رعیت سپاہ — ہوئی آستان بوس ایوان شاہ
سواری اُترواکے اعزاز سے — خواصین بڑھین ناز و انداز سے
وفادار و شہزادہ مہ جبین — محل مین گئے شاد و عشرت قرین
اُٹھی مادر مہربان دیکھ کر — ہوئی صدقے قربان فرزند پر
لگایا گلے دونون کو پیار سے — بلائین لین جوشش دل زار سے
مخاطب ہوئی پھر وہ گل پیرہن — سو نازنینان غنچہ دہن
اُسی آرزوئے جگر سوز سے — ملی رشک گل سے دل افروز سے
بٹھا کر سر مسند زر نگار — کیے سیم و زر لعل و گوہر نثار
مچی پھر تو اپنے پرائے کی دھوم — کیا محرمان حرم نے ہجوم

دعائین کوئی آکے دینے لگی — بلائین کوئی شوخ لینے لگی
کوئی پانی پینے لگی وار کے — بڑھی کوئی ارمان مین پیار کے
انھین باتون مین دن ہوا وہ تمام — نمایان ہوئی روزِ عشرت کی شام
دلون مین مرادین ہوئین باغ باغ — جلے قصرِ شاہی مین گھی کے چراغ
کہین رت جگے اقربا نے کیے — کہین کونڈے انا دوا نے کیے
کہین نذر مشکلکشا کی ہوئی — کہین روشنی انتہا کی ہوئی
نیازین ہوئین پیر دیدار کی — بڑھائی گئین منتین پیار کی
غرض جب ہوئی صبح صادق عیان — برآمد ہوا پادشاہِ جہان
ارکین دولت سے لیکر صلاح — مقرر کی تاریخ بہرِ نکاح
اسی ہفتے مین شوکت و جاہ سے — کیا بیاہ اونکا بڑی چاہ سے
ارادے دلون کے ہویدا کیے — خدائی کے سامان یکجا کیے
دمِ دید نظارہ حیران تھا — ہر اک چیز پر شوق قربان تھا
مسرت سے دل کو بھرا جان کو — نکالا غرض خوب ارمان کو
کئی روز کے بعد وہ بادشاہ — ہوا تارکِ ملک و تخت و کلاہ
تمنا سے بیش امیر و وزیر — پسر کو کیا جلوہ بخشِ سریر
عطا کی وزارت وفادار کو — کیا ناظمِ ملک غمخوار کو
وہ مشغول زہد و ریاضت ہوا — یہ مصروف نظمِ ریاست ہوا
چھٹا وہ زمانے کے جنجال سے — یہ رہنے لگا جاہ و اقبال سے

خاتمہ کتاب

ہوئی ختم جس وقت یہ مثنوی — کہن داستان نے دکھائی نوی
سنایا سرِ بزمِ احباب کو — کیا مطمئن جانِ بیتاب کو
ملی سب طرح دادِ فکرِ رسا — ہر اک نے کہا مرحبا مرحبا
خصوصاً سخن سنج استادِ فن — ہمہ دان و شیوا بیانِ زمن
ادیبِ نکاتِ سخن پروری — ادا فہم خاقانی و انوری
سپہرِ جہانِ بلاغت منیر — شرف بخش ماہِ فصاحت منیر

سنی مثنوی مجھسے جسدم تمام — نہایت ہوے خوش وہ عالی مقام
توجہ سے لفظ واحد اوکی — اُسی دم یہ تاریخ ارشاد کی
زہے نظم تسلیم شیرین کلام — مسلسل مرصع جواہر نظام
منیر اسکی تاریخ کا لکھیے سال — کہ ہی یہ عجب مثنوی بیمثال
اسی طور پر پھیر انیس دلی — ہوا خواہ تسلیم اشرف علی
جنھین شعر گوئی مین ہی وہ کمال — کہ ہر بات ہی رشک سحر حلال
کوئی ہوز مین اُنکو مشکل نہین — کبھی وقت فن سے بیدل نہین
کسی دم غم سے لاابالی نہین — کبھی فکر مضمون سے خالی نہین
بہت خوش ہوے سنکے یہ مثنوی — یہ تاریخ بے مثل پھر نظم کی
زہی نظم تسلیم معجز بیان — کہ ہر بیت سے ہے کرامت عیان
زبان اچھی طرز بیان بے نظیر — ادای سخن دلکش و دلپذیر
کہین دخل بے اعتدالی نہین — مزے سے کوئی شعر خالی نہین
عجب ربط ہر ایک قصے مین ہے — وقایع نگاری تو حصے مین ہے
کہین ذکر عشق جگر سوز کا — کہین رنگ حسن دل افروز کا
مصیبت کسی جا شب غم کی ہے — مسرت کہین وصل باہم کی ہے
کہین سحر و جادو کی تاثیر سے — کھلے پھول گلہاے تصویر سے
کہین جان کی سب طرح خیر ہے — پرستان کی روز و شب سیر ہے
پسند آیا مجھکو جو یہ رنگ ڈھنگ — دوبالا ہوئی اور دل کی اُمنگ
کہی مینے تاریخ اشرف یہی — بہار محبت ہے یہ مثنوی
اسی طرح سرو ریاض سخن — بہار گلستان ہر علم و فن
شفیق دلی صوری و معنوی — محمد ظہیر احسن نیموی
طبیعت سے ہے جنکی ترقی پسند — ہر اک شعر شعری سے پایا بلند
سخن آفرینی طبیعت مین ہے — مزہ حسن بندش کا خلقت مین ہے
یہ افسانہ سنکر ہوئے مست ذوق — چھلکنے لگا جام صہباے شوق
سنی گوش دل سے کہانی مری — مزہ دے گئی خوش بیانی مری

اٹھایا پس فکر کاغذ قلم
کیا اسطرح سال زیب رقم

یہانتک ہی دلچسپ یہ داستان
بجا ہے اگر کہیے سحر البیان

ہراک شعر ہے شاہد دلربا
فصاحت ہی صدقے بلاغت فدا

لب گور سے روح تیر و حسن
شب و روز ہے محو داد سخن

اگر فکر ہے شوق تاریخ کی
رقم کر لکھی خوب یہ مثنوی

یہ ہے عرض اہل سخن سے مری
گذارش ہے ارباب فن سے مری

ہنر ہین نظر سے ہنر کے سوا
نہ دیکھین دم سیر میری خطا

سراپا خطا جملہ نسیان ہون
فرشتہ نہین ہون مین انسان ہون

جہان ہون شمیم معانی سے شاد
کرین نخلبند مضامین کو یاد

جگہہ دین دل باصفا مین مجھے
نہ بھولین کرم سے دعا مین مجھے

قطعہ تاریخ طبعزاد سخنور شیوا بیان شاعر شیرین زبان عالم یلمعی فاضل لوذعی جناب مولانا مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

یکتاے زمان بلیغ دوران
استاد زمانہ فیض آثار

ممتاز زمن یگانۂ فن
مشہور ہمہ دیار و امصار

ہم شاعر بے نظیر و بے مثل
ہم منشی بے عدیل و نثار

بے ند بصنائع و بدائع
در علم عروض بحر زخار

از بادۂ الفت الٰہی
ہر شام و پگاہ مست و سرشار

مخدوم و مطاع مستمندان
تاج الابرار و خیر الاخیار

فخر الشعرا جناب تسلیم
یارب بحمایت خودش دار

ماشاء اللہ چو کرد تصنیف
این نامۂ نغز و ہم گہربار

موسوم باسم صبح خندان
گردون ضیا جہان انوار

از تازگی گل مضامینش ‌ ‌ ‌ گشته همه صفحه اش چمن زار
زیباست که آن بهار جاوید ‌ ‌ ‌ تحریر شود بخط گلزار
عقد گهرست سطر سطرش ‌ ‌ ‌ جمله لفظش چو دُر شهوار
لفظش لفظش مرصّع آمد ‌ ‌ ‌ زان شد سلک جواهر اشعار
هر کس که بگوش دل شنیدش ‌ ‌ ‌ احسنت احسنت گفت بسیار
کردند طلب چو اهل مطبع ‌ ‌ ‌ از همت خویش کرد ایثار

شوق از پی سال انطباعش
زد خامه رقم شگرف گفتار

١٣٠٠ھ

تمت

لکھنؤ کی ساخت کی مشہور چیزیں

یہ چیزیں لکھنؤ کے سوا کہیں نہ ملینگی [illegible] اصل ہی چیزیں [illegible] دام صحیح ہونگے۔ لکھنؤ کو ان چیزوں کے ساتھ شہرت ہے اور یہ لکھنؤ کی [illegible] ایسا انس رکھتی ہیں کہ لکھنؤ سے گیا مگر اسکے نام کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ ویلیو پے ایبل درخواست آنے پر فوراً روانہ

چاندی کی انگوٹھیاں زنانی و مردانی نہایت عمدہ نازک فی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۲ وغیرہ وغیرہ۔

ناک میں پہننے کی کیل طلائی مرصع فی ۱۰ و ۱۴ وغیرہ وغیرہ

سینگ کی کنگھیاں ۔ زنانی و مردانی۔ فی ۱ و ۲ و ۳ و ۴

ساز قلمدان ۔ جو لکھنؤ ہی کا حصہ ہے فی ۱۰

لچھا عطردان ۔ جسکی زنجیروں میں پان کی گلیں لگی ہوئی ہیں فی ۱۰

انگوٹھی نوا سیر ۔ انتہائی زیادہ نافع اور مجرب۔ فی ۸

روغن عروس ۔ بس یعنیہ عطر عروس کی ایسی بھینی بھینی خوشبو ہوتی ہے۔ فی آثار [illegible]

الائچی سی سل لکھا ایک الائچی [illegible] کی بو دکی دانہ [illegible] بسی خوشبو دار۔ رنگ میں نہایت شوخ۔ فی آثار [illegible]

مجلس حیران ۔ ایک عرق ہے ہندو [illegible] لگاتے تو سفید اور جہاں [illegible] فی تولہ [illegible]

منال حقہ ۔ طلع اور بدری فی ۲ و ۳ و ۴

کھیسے نہانے کے ۔ فی ۳ و ۶

گولیاں تمباکو مشکی ۔ فی سیر ۳

عطر ہر قسم اور ہر قیمت کا میں نرخ کا ہو فوراً روانہ کیا جائیگا۔

فرد خانی گاہی میں شکستہ جالدار و بوٹہ دار نہایت عمدہ [illegible]

لحاف [illegible] مگر کہیں صرف بوٹہ دار نہایت عمدہ [illegible]

پلنگ پوش [illegible] جالدار نہایت عمدہ [illegible]

تھان چکن بیلدار و بوٹہ دار ہر قسم کے نہایت عمدہ [illegible] تک

ساری چکن ۔ زنانہ و مردانہ بیل بوٹہ دار نہایت عمدہ [illegible]

دوپٹہ چکن ۔ زنانہ و مردانہ بیل بوٹہ دار نہایت عمدہ [illegible]

رومال چکن [illegible] بیل بوٹہ دار نہایت عمدہ [illegible]

کرتہ چکن بیل بوٹہ دار [illegible] نہایت عمدہ [illegible]

پائجامہ چکن [illegible] زنانہ و مردانہ بیل بوٹہ دار [illegible] ۱۲

کلاہ چکن [illegible] تک

کلاہ [illegible] چکن [illegible] تک۔

کلاہ [illegible] سیاہ مخمل [illegible] جو [illegible] اگر آپ [illegible] مال پسند نہ ہو واپس کیا جا سکتا ہے [illegible]

المشتہر۔ حاجی محمد یوسف لکھنؤ چوک [illegible]

لکھنؤ کا عطر اعلیٰ قسم اور ہر قیمت کا
ہر موسم اور ہر درجہ کے آدمیوں کے لیے

[illegible] غالباً بہت صحیح ہوگا کہ ہمکو اپنے دماغ کی اصلاح کیسا [illegible] [illegible] ہماری ترقیاں اور ہماری [illegible] دماغی طاقت [illegible] منحصر ہیں جیسے یہ ہم سا اچھا [illegible] شاید کسی کے پاس تیار نہوگا۔ یوں تو عموماً لکھنؤ کا عطر مشہور و معروف ہے مگر اس کارخانے نے [illegible] ملک کی خدمت کرکے بہت اعلیٰ [illegible] حاصل کی ہیں جو شاید بہت کم ایسے رئیس ہونگے جو اس کارخانے کی عمدگی اور خوش [illegible] اور اسکی مدد سے اپنی دماغ کے خوش کر سکنے کے معترف نہوں۔ گو کہ نمائش گاہ لکھنؤ سے تمغا اور سرٹیفکیٹ بھی حاصل ہو چکا ہے مگر یہ کارخانہ اوس سرٹیفکیٹ کو زیادہ وقعت [illegible] سمجھتا ہے جو [illegible] ملک و قوم کی تعریف اور پسند سے اوسکو حاصل ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔

اے رؤسائے قوم! اگر آپ اپنے دماغ کی تقویت اور ترقی چاہتے ہیں یا ملکی تجارت میں آپ کو ذرا بھی دلچسپی حاصل ہوتی ہے تو اس کارخانے کو اپنا بہت بڑا دوست اور اپنا ملکی خادم تصور فرمائیے۔ ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود معاملہ کرکے امتحان کر سکتے ہیں۔ آپ کا دماغ ہی آپ کو مجبور کریگا کہ اس کارخانے سے ہمیشہ معاملہ رکھیے۔

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible] سوم [illegible] چہارم [illegible] پنجم [illegible] ششم [illegible]

عطر موتیا۔ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر سہاگ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم ۱۲

عطر گلاب قسم اول۔ فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر کیوڑہ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر گلاب بصرہ فی تولہ [illegible] عطر عروس فی تولہ [illegible] عطر شہناز قسم اول [illegible] دوم [illegible]

عطر چمیلی اول [illegible] دوم [illegible] عطر عنبر فی تولہ [illegible]

عطر جوہی فی تولہ [illegible] دوم [illegible] عطر روح خس [illegible] روح بانڑی فی تولہ [illegible] عطر اگر فی تولہ [illegible] عطر خس قسم اول [illegible] دوم [illegible]

عطر مولسری قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر چمپا فی تولہ [illegible] عطر مجموعہ فی تولہ [illegible]
عطر فتنہ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم۔ [illegible]
عطر نازبو ایجاد بندہ۔ فی تولہ [illegible]
عطر برگ حنا فی تولہ [illegible]۔ عطر شمامۃ العنبر فی تولہ [illegible]
روغن حنا قسم اول فی سیر [illegible] دوم [illegible]
سوم۔ [illegible] روغن بیلہ جونپوری فی سیر [illegible]
روغن کیوڑہ فی سیر قسم اول [illegible] دوم [illegible]
سفوف خضاب لاجواب سریع التاثیر فی سیر [illegible]
روغن چمیلی فی سیر [illegible]
زردہ بیتر تمباکو خوردنی خوشبودار معطر و معنبر خوش ذائقہ و لطیف گویان۔ فی تولہ [illegible]
لکھنؤ کا ہر قسم کا اسباب یہ کارخانہ بکفایت اور عمدگی نہایت دیانتداری کے ساتھ روپیہ وصول ہونے پر روانہ کر سکتا ہے ؎

المشتہر
محمد یوسف۔ کارندہ کارخانہ
منشی محمد نثار حسین نثار۔ لکھنؤ چوک

قومی پریس

قوم کی امیدون پر اور قوم ہی کی اغراض پوری کرنے کے لیے یہ پریس بھی اسی کارخانے سے جاری کیا گیا ہی جسکی چھپائی چند ہی روز مین لیتھوگراف کا اعلے درجہ مسلّم مان لی گئی ہے۔ ملک اور قوم اپنے قومی خادم سے اسکے لائق جو کام لیگی وہ حاضر ہے۔ معاملات کا تصفیہ نرخ کی تحریرون سے ہو سکتا ؎

المشتہر۔ مہتمم پیام یار لکھنؤ

کارخانہ احسن التجارت لکھنؤ

اس کارخانہ مین مال عمدہ اور کفایت سے فروخت ہوتا ہے شایقین کو ضرور منگوانا چاہیے۔ اگر ناپسند ہو واپس کیجیے۔ محصول ذمہ صاحب فرمایش ہے۔ جواب طلب خط کے ساتھ آدھ آنہ کا ٹکٹ ہونا چاہیے۔ ہر قسم کا مال مندرجہ ذیل قیمت نقد آنے پر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل مرسل ہوگا۔

نام اشیاء مع وضع و کام	طول	عرض	قیمت
تھان کامدانی سنہری بیلدار بوٹیدار زریں عمدہ	۱۰ گز	[illegible]	[illegible]
تھان چکن اور اسکے گل بوٹون مین کامدانی کا کام	〃	〃	[illegible]
تھان چکن بیل بوٹے دار۔	〃	〃	[illegible]
تھان ململ نانہ باریک مثل آب رواں	〃	〃	[illegible]
تھان شربتی ساخت لکھنؤ۔	〃	〃	[illegible]
دوپٹہ کامدانی کی سنہری نہایت عمدہ زنانہ	۳ گز	[illegible]	[illegible]
دوپٹہ چکن اور اسکی گل بوٹون مین کامدانی	〃	〃	[illegible]
دوپٹہ چکن بیل بوٹہ دار زنانہ و مردانہ	〃	〃	[illegible]
کرتے چکن کے بیل بوٹہ دار سلے ہوے طیار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
عبا یعنی جبہ سوتی و ریشمی چکن کی۔	معمولی	معمولی	[illegible]
صدری سوتی و ریشمی۔	〃	〃	[illegible]
پائجامہ چھوٹی بڑی مُہری کے۔	〃	〃	[illegible]
کلاہ گول سوزنی مع کام کلابتون۔	〃	〃	[illegible]
کلاہ زردوزی مخملی سیاہ و سبز	〃	〃	[illegible]
کلاہ چوگوشیہ کمخواب زربفت فیتہ دار	〃	〃	[illegible]
کلاہ چکن دوپلڑی و چوگوشیہ فرنگی ٹوپی	〃	〃	[illegible]
فرد رضائی مین سلمہ جالدار و بوٹیدار نہایت عمدہ۔	〃	〃	[illegible]
پلنگپوش جھاڑی دار نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]
لحاف مین سلمہ و مارکین بلیدار نہایت عمدہ۔	〃	〃	[illegible]
تھان گلبدن شروع نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]

علاوہ ازین لکھنؤ کی نامی گرامی چیزیں اور دوسرے شہرون کی نصف قیمت پیشگی آنے پر روانہ ہونگی۔ اور سوداگرون کے واسطے ایک آسان طریقہ یہ کیا گیا ہے کہ جسیقدر مال زیادہ منگائینگے اوسیقدر کمیشن کم کیا جاوے گا ؎

المشتہر۔ سید حسن شاہ موسوی۔ لکھنؤ۔ حیدر گنج